



# ضمیمہ و کلیات نظم حالی

مشتعلہ

## نظم و شرفاری و سرب

جو ابتدائے سن تیسرے سے ۱۳۲۰ء تک مختلف اوقات میں  
عالیجناب شمس العلماء مولوی حافظ خواجہ الطاف حسین صاحب حالی  
کے کلام جمع اہر سکا سے تراوش پاتی رہیں  
اور اب فادہ عام کے لئے

حضرت شمس جناب حافظ محمد یعقوب صاحب مجددی پانی پتی

سے ۱۳۳۰ء

حاکم حافظ عبد الستار بیگ نے اپنے

ہندوستان کے واقعہ ہوا طبع کیا  
محمد علی بیگ نے تصحیف کیا



# فهرست مضامین ضمیمه اردو کلیات نظم حالی

نمبر	مضمون	صفحہ	نمبر	مضمون	صفحہ
۱	تہنید	۱	۱۵	قطعہ تاریخ وفات قبل از وقت سید محمود علی مرحوم	۲۸
۲	غزلیات	۵	۱۶	خلف سید بر علی بنیہ نہیں برادر سید علی	۲۸
۳	تخمین غزل نعمت جناب مرزا غالب مرحوم	۱۶	۱۷	بہادر کہ از طلبہ شہید کا بیتا محمد علی علی گڑھ	۲۸
۴	کہ در حیات ایشان نوشتہ شدہ بود	۱۶	۱۸	قطعہ بر وفات وزیر الدردہ خلیفہ سید محمد حسن خان	۲۹
۵	رباعیات	۱۸	۱۹	مرحوم وزیر ریاست پٹیالہ	۲۹
۶	در شکریہ ہمان نوازی قاضی محمد خلیل صاحب	۱۹	۲۰	قطعہ در نوحہ وفات جناب بشیر الدردہ خلیفہ	۳۰
۷	برایوی کہ در زمانہ قحط و برہی گفتہ شدہ	۱۹	۲۱	سید محمد رفیع علی مرحوم برادر خود وزیر الدردہ استغفر	۳۰
۸	در شکرت لطف عنایت سید کرامت علی مرحوم	۲۰	۲۲	قطعہ در شعر خطاب بجانب حضرت غالب مرحوم	۳۱
۹	صفا تخلص منکام وواع از پیشانیہ	۲۰	۲۳	قطعہ دیگر	۳۱
۱۰	در تاجیل جراحت مولانا شبلی مظلمہ	۲۰	۲۴	ترجیع بند	۳۳
۱۱	در تاسف بر وفات یکی از فرزندان ہمالیہ	۲۰	۲۵	مرثیہ نواب مختار الملک مرزا لاجپت میر	۳۳
۱۲	کشن پرشاد بہادر دارالہمام سرکار عالی تخلص شدہ	۲۰	۲۶	نواب علیخان مرحوم دارالہمام سرکار عالی نظام کرار	۳۳
۱۳	رباعیات در شکریہ شیرینی رسالہ بدوئی علیہ السلام	۲۰	۲۷	طرف کمیٹی تعلیمی رستہ العلوم علی گڑھ اشاعت یافتہ	۳۳
۱۴	غزل سبب آلمہ پروینہ نظم کلج در حبیب آباد	۲۰	۲۸	قصیدہ در شہنشاہ عید الفطر جناب نواب سر	۳۵
۱۵	در شان نواب شیخ الدین احمد رضا مرحوم	۲۱	۲۹	آسمان بخاہ ہماور مرحوم	۳۵
۱۶	بدوئی تخلص بدیر و فارسی در شان در اردو	۲۱	۳۰	قطعہ در شہنشاہ عید الفطر علی نواب مرزا شاہ	۳۶
۱۷	خطاب بحضرت ممتاز مرحوم	۲۱	۳۱	بہادر دارالہمام سرکار عالی نظام	۳۶
۱۸	قصائد و قطعات وغیرہ	۲۲	۳۲	قطعہ در سپاس لطف و کرم خیاب کرار آباد	۳۸
۱۹	قصیدہ در مرعہ جناب مختار علی صاحبی الحزمین	۲۲	۳۳	و فتیکہ عثمان ادارہ تعلیم نجیب دست ایشان	۳۸
۲۰	الشرفین نواب گل علیخان مرحوم رئیس	۲۲	۳۴	ترتیب یاد مانے جللی در نظم	۳۸
۲۱	مصطفی آباد رام پور	۲۲	۳۵	منبر	۳۸
۲۲	قطعہ بر وفات آذربیل نواب محمد علیخان مرحوم	۲۲	۳۶	شکریہ مشروٹن فخر مجملہ برٹ از طرف عزیز	۳۹
۲۳	متخلص بر شہکی رئیس جہانگیر آباد وضع شدہ	۲۲	۳۷	اشارہ اسد خان مرحوم بدوئی	۳۹
			۳۸	قطعہ طبعیہ دیوان فشی اقبال حسین صاحب عاشق	۳۹
			۳۹	قصیدہ در شان جناب خطاب بر بحرشی اسیر	۴۰
			۴۰	حبیب اسد خان الی دولت خدا واد فغانستان	۴۰



نمبر	مضمون	صفحہ	نمبر	مضمون	صفحہ
۳۰	در شکر یاد آوری عالیجناب نیرافکن اولاد	۳۵	۵۱	قطرہ تاریخ تعمیر چاہ بناروہ سید محمد زکی	۵۱
۳۱	آئینہ نواب سرکار علیخان بہادر سید خلیفہ	۳۶	۵۱	رئیس سوئی پت	۵۱
۳۲	والی ریاست رام پور	۳۷		قطرہ بروقات مولوی چراغ علی مرحوم	۵۱
۳۳	ترکیب	۳۸		قطرہ تاریخ وفات جناب خواجہ بہت علی	۵۲
۳۴	مرثیہ جناب تطایب اولاد ولہ عارفہ بیگم	۳۹	۵۲	صاحب مرحوم عارف علی بیگم صاحب	۵۲
۳۵	ڈاکٹر سید احمد خان غفر	۴۰	۵۳	مجدوی کی فرمائش سے لکھا گیا تھا۔	۵۳
۳۶	قطرہ در شکر صحت یابی شمس العلماء اسلام آباد	۴۱		نشر فارسی	۵۳
۳۷	نہانی۔	۴۲		دیباچہ سفر نامہ حکیم ناصر خسرو مشہور و مشہور	۵۴
۳۸	عیدہ شب برات	۴۳		حکیم موصوف کہ بخلاف تذکرہ نگاران چین	۵۴
۳۹	قطعات تاریخ و مختلف ناولے	۴۴		حقائق واقعہ از سفر نامہ دیوان شعراد	۵۴
۴۰	تاریخ	۴۵		استنباط کردہ بعضی ہرچہ تہمت نوشتہ	۵۴
۴۱	قطرہ تاریخ طبع دیوان میر محمد علی مجروح ہلوی	۴۶		شہرہ است۔	۵۴
۴۲	تاریخ بنائے مکان سید عوض علی مرحوم	۴۷		ترجمہ بعضی از مقالات حکماء سے اروپا از	۵۴
۴۳	چارچہ ضلع بہار شہر الخ	۴۸		انگلیسی و پارسی	۵۴
۴۴	قطرہ تاریخ مسجد واقع سوئی پت الخ	۴۹		ترجمہ و تہذیب بعضی از مضامین لغویہ	۵۴
۴۵	تاریخ وفات محمد ابراہیم چاں مرطاب علم	۵۰		محاسن الاخلاق مرتبہ جناب بن ہر شمس	۵۴
۴۶	بی اسے کلاس دیہی کلچر	۵۱		مولوی نکار اللہ مرحوم از اردو و پارسی	۵۴
۴۷	تاریخ بہ پایاں سید بنائے سید مریدی	۵۲		حالیہ ایران۔	۵۴
۴۸	مرحوم رئیس گلاوشی در بلند شہر	۵۳		کبر و خود پسندی	۵۴
۴۹	تاریخ اورنگ زیبی حضور آصف جاہ نظام	۵۴		شجاعت	۵۴
۵۰	الملک سادہ سید محمد علیخان بہادر	۵۵		منصب جلیلہ	۵۴
۵۱	فرمان دوائے ملک کن خلد اسد ملک	۵۶		روح و ستائش	۵۴
۵۲	تاریخ صلت جناب نوابینیا را الدین احمد خان	۵۷		مشق و مہارت	۵۴
۵۳	صاحب مرحوم دہلوی رئیس کوٹارو	۵۸		مصیبت و ناکامی	۵۴
۵۴	تاریخ بنائے دہان ملوک و موضع مولوی اتق	۵۹		تعلیم	۵۴
۵۵	نچاب بحساب سال عیدہ	۶۰		علم خلاق	۵۴
۵۶	تاریخ بنائے باغ و موضع تہ ضلع مظفرنگر	۶۱		خوشی	۵۴
۵۷	ترتیب دارہ سید فیاض علیخان رئیس تہ	۶۲		زندگانی مرزہ	۵۴
		۶۳		دوستی	۵۴

صفحہ	مضمون	نمبر	صفحہ	مضمون	نمبر
۱۱۹	بقاؤم کی شادی کھڈائی کے موقع پر بطور مبارکباد بیاری کی حالت میں لاہور میں ہوئی گئی تھی	۹۵	۶۳	ختم پرتاز دیوانگی است	۶۳
۱۲۱	عربی کی آیات دہلی کے احباب کو لاہور تکھک بہیج گئی تھیں۔	۹۶	۶۴	محبت ماوری	۶۴
۱۲۲	نظم عربی کا ردی صاحب کی شان میں لکھی گئی	۸۰	۶۵	استنزا	۶۵
۱۳۲	تہی شیکہ قائم مقام ڈاکٹر شریف شریف قیام تھے	۸۱	۶۶	عبارت گناہ پر لے مرقد مرحوم سید	۶۶
۱۴۳	نظم عربی مبارک باد شادی کھڈائی میں لکھی گئی	۸۲	۶۷	امیر علی رئیس دہلی شرف اللہ	۶۷
۱۴۳	صاحب گورکھانی	۹۸	۶۸	لوح کتبہ مرقد مرزا انجمن بخش مرحوم کہ جب	۶۸
۱۴۵	تصنیف دیانہ در شان حضرت شاہ عبدالغنی رح	۹۹	۶۹	اقرار مرزا سیماں جاہ صاحب نوشتہ شد	۶۹
۱۴۸	مبارک باد خطاب شمس العلامیہ لکھی گئی	۸۴			
۱۴۸	نغماتی کہ در علی گڑ پر شیدہ شد	۸۵			
۱۴۹	نظم عربی	۸۵			
	ضرر عتہ نامہ موسومہ علی حضرت ملا و مقلدانہ	۸۶			
۱۴۹	شاہ عبدالغنی قدس سرہ کا تصدیقہ بانیہ در	۸۶			
۱۵۰	مدنیہ منورہ ارسال و کشتہ بود	۸۷			
۱۵۱	دوسرا خط جناب ممدوح کے نام لکھی	۸۸			
۱۵۱	مکتوب بنام مرزا شرف بیگ مرحوم دہلوی	۸۸			
۱۵۲	کتابتہ آخر کے	۸۹			
۱۵۳	کتابتہ آخر سند اہلسنت بعد المعادۃ الخ	۹۰			
۱۵۴	کتابتہ آخر کے الی مدیر المجریدۃ الخ	۹۱			
۱۵۴	صورۃ مآثر طبع علی المنظومات النضائیہ الخ	۹۲			
۱۵۸	خطبہ الحمد	۹۳			
۱۶۰	گلستان سعدی کی حکایت کا ترجمہ	۹۴			
۱۶۱	دوسری حکایت	۹۵			
۱۶۱	بنام بعضی از اہل علم کہ بوسیرت مقیم ہونا نام	۹۶			
۱۶۲	ایشان فراموش شد	۹۷			
۱۶۳	جملہ تصانیف	۹۸			
	نظم عربی				
	نظم عربی جو محمد علی شاہ محمد کریم اللہ خان ام				

# صحنہ نمبر اردو گلیات نظم حالی

صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح
۱	۵	سینہ	۸۳	۱۸	سداے	۱۳۶	۱۲	بالن رایا	۱۲	۱۲	بالن رایا
۱۲	۱۲	یاراے	۸۴	۹	صدہاں ہیں	۱۳۷	۲	صدوق	۱۳	۱۳	صدوق
۱۶	۱۶	سجری	۱۰۳	۱۰۳	کسائے کر	۱۳۸	۵	مصیب	۱۴	۱۴	مصیب
۱۹	۱۹	شبیہ	۱۹	۱۹	سوانح	۱۳۹	۵	فہمیری	۱۵	۱۵	فہمیری
۲۰	۱	دوواع	۸۶	۵	امیر انارافل	۱۴۰	۸	مہا پشہ	۱۶	۱۶	مہا پشہ
۲۵	۳	انتی	۱۱	۱۱	آن کا رانیک	۱۴۱	۱۶	قائکہ	۱۷	۱۷	قائکہ
۲۶	نوٹ	رؤفہ علیاں	۸۸	۵	کہ افرادیک	۱۴۲	۲	سیفند	۱۸	۱۸	سیفند
۳۰	۱	غتم	۱۰۱	۵	لا یغیر	۱۴۳	۵	کٹلی	۱۹	۱۹	کٹلی
۳۱	۱	ازایں	۱۰۲	۷	ہر کوچہ	۱۴۴	۱۰	قد کشف	۲۰	۲۰	قد کشف
۳۲	۱۵	کوفتیں	۱۰۷	۲	دور شیعہ	۱۴۵	۵	اغلقوہ	۲۱	۲۱	اغلقوہ
۳۳	۱۶	خلق در	۱۱	۱۱	آمدہ کسب	۱۴۶	۵	آمدہ کسب	۲۲	۲۲	آمدہ کسب
۳۶	۱۷	آل سراچ	۱۲	۱۲	لطافت بکرا	۱۴۷	۱۲	لطافت بکرا	۲۳	۲۳	لطافت بکرا
۳۷	۷	سنبھان	۱۰۸	۱۸	ونودیش	۱۴۸	۱۸	ونودیش	۲۴	۲۴	ونودیش
۳۸	۱۳	یستیں	۱۱۱	۹	عالیہ	۱۴۹	۹	عالیہ	۲۵	۲۵	عالیہ
۳۹	۱۵	بہرہ برد	۱۱۵	۹	من ہم	۱۵۰	۹	من ہم	۲۶	۲۶	من ہم
۴۰	۱	سررشتہ	۱۱۶	۶	دیدار وصال	۱۵۱	۶	دیدار وصال	۲۷	۲۷	دیدار وصال
۴۲	نوٹ	راقم خود	۱۱۷	۱۱	علہ	۱۵۲	۱۱	علہ	۲۸	۲۸	علہ
۴۴	۸	آو اٹان	۱۱۸	۱۱	السم	۱۵۳	۱۱	السم	۲۹	۲۹	السم
۵۲	۱	ککشودہ مانجھ	۱۲۱	۹	ابقی	۱۵۴	۹	ابقی	۳۰	۳۰	ابقی
۵۳	۲	کرکس بخیرہ	۱۲۲	۱۰	فیما بڑی	۱۵۵	۱۰	فیما بڑی	۳۱	۳۱	فیما بڑی
۵۴	۴	استنباط	۱۲۳	۱	ارنجو	۱۵۶	۱	ارنجو	۳۲	۳۲	ارنجو
۵۵	نوٹ	۱۰۹۵	۱۲۴	نوٹ	۱۸۹۵	۱۲۵	نوٹ	۱۸۹۵	۳۳	۳۳	۱۸۹۵
۵۹	۱۹	مایدہ صولت	۱۲۵	۱۲۵	پس اس	۱۲۶	۱۲۶	پس اس	۳۴	۳۴	پس اس
۶۰	۷	اندازہ	۱۲۶	۴	من بینات	۱۲۷	۴	من بینات	۳۵	۳۵	من بینات
۶۲	۱۹	مستند باہر	۱۲۷	نوٹ	برائیاں	۱۲۸	نوٹ	برائیاں	۳۶	۳۶	برائیاں
۶۸	۱۵	خلعائے کلا	۱۲۸	۴	موالات	۱۲۹	۴	موالات	۳۷	۳۷	موالات
۶۹	۱۳	کتبت	۱۲۹	۱۳	للعجز	۱۳۰	۱۳	للعجز	۳۸	۳۸	للعجز
۸۱	۲	ادرس از	۱۳۰	۲۰	الجلاب	۱۳۱	۲۰	الجلاب	۳۹	۳۹	الجلاب

# ضمیمہ اردو کلیات نظم

مشتملہ  
نظم و شعر فارسی و عربی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَأُصَلِّیْ عَلٰی نَبِیِّهِمُ الْکَرِیْمِ

تیرہویں صدی ہجری کے وسط تک ہندوستان کے مسلمان بالخصوص فارسی بان میں نظم و شعر لکھنے اور خط کتابت کرنے کے عادی تھے جس شخص کو ادب سے مناسبت ہوتی تھی۔ وہ اکثر فارسی زبان کی شاعری اور انشا پر دانی میں طبع آزمائی کرتا تھا اسکا سبب کچھ تو ہلافت کے طریقے کی پیروی کا خیال تھا جو عموماً فارسی زبان میں تصنیف تالیف کرتے تھے۔ اور کچھ یہ وجہ تھی کہ اردو جو انکی مادری زبان تھی زیادہ تر بول چال میں اور سیدھے شعر و سخن میں محدود تھی۔ اور ہر شخص کا یہ کام نہ تھا کہ پہلے ہی پہلے شاعر عام کے خلاف ہر قسم کی تحریروں میں اردو زبان کے ہتھیار کر سکے۔ بڑے بڑے ذی علم اور لائق اصحاب اردو زبان میں خط کتابت کرتے ہوئے چمک پاتے تھے۔ چنانچہ اردو زبان کے قواعد تک فارسی ہی میں لکھے گئے۔ اور اردو کے شاعروں کا تذکرہ بھی فارسی ہی میں قلمبند کیا گیا۔

ایک اور وجہ اردو زبان کا رواج نہ ہونے کی یہ تھی کہ اہل علم اور لائق اشخاص اردو میں تصنیف

تالیف یا خط کتابت کرنے کو اپنی کسر شان سمجھتے تھے چنانچہ مذہبی اور علمی کتابیں اکثر عربی زبان میں اور کبھی کبھی فارسی میں لکھی جاتی تھیں۔ مگر رفتہ رفتہ زمانہ کے انقلاب سے وہ میلان کم ہونا شروع ہوا۔ اور آخر کار یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ دونوں زبانوں میں تصنیف تالیف کرنا یا نظم و نثر لکھنا موقوف ہی نہیں ہوا بلکہ مقابلہ اردو زبان کے محض فضول سمجھا جانے لگا۔ عربی علم ادب تو بہت دن پہلے ملک سے رخصت ہو چکا تھا۔ مگر غالب مرحوم اور ان کے معاصرین کے بعد فارسی شاعری اور انشا پر داری کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

مذکورہ بالا انقلاب سے تقریباً سو ستر برس پہلے راقم کو فارسی نظم و نثر لکھنے کا خیال پیدا ہوا تھا۔ لیکن ایک عرصہ تک وہ خیال میلان طبع کی حد سے آگے نہیں بڑھا۔ حسن اتفاق سے ۱۸۶۳ء میں میرا تعلق جناب غفران مآب نواب محمد مصطفیٰ خاں مرحوم و مفتوحہ سید بی و تعلقہ دارجاگیر آباد ضلع بلند شہر کی سرکار میں جو کہ فارسی میں حسرتی اور اردو میں شیفتہ تخلص کرتے تھے۔ ہو گیا۔ اور اس تعلق کی وجہ سے تقریباً آٹھ نو برس انکی خدمت میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ چونکہ جناب ممدوح کا قیام ۱۸۷۵ء کے بعد سے زیادہ ترجماگیر آباد میں رہنے لگا تھا جہاں مخاطب صحیح کیا تھا۔ اسلئے وہ بہاؤ شعر کی طرف بہت کم متوجہ ہوتے تھے۔ لیکن جب راقم وہاں رہنے لگا تو رفتہ رفتہ جناب ممدوح کا شوق از سر نو تازہ ہو گیا۔ اگرچہ اُس وقت تک مجھ کو فارسی یا اردو میں فکر شعر کرنے کا بہت ہی کم اتفاق ہوا تھا۔ مگر جناب ممدوح کو اوجہ متوجہ دیکھ کر میرے دل میں بھی تحریک پیدا ہوئی۔

فارسی یا اردو کی جس زمین میں وہ غزل لکھتے مجھے بھی اپنے ساتھ شریک فرماتے۔ انہیں میں میں تنہائی اور قلت مشاغل کے سبب بی ادب کی ہوس بھی چٹکیاں لینے لگی۔ اگرچہ علم ادب کسی استاد سے باقاعدہ پڑھنے کا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا۔ اور نہ کسی ادیب سے اصلاح لینے کا موقع ملا تھا۔ مگر چونکہ لٹریچر سے فی الجملہ نسبت تھی۔ کبھی کبھی ڈکشنریوں کی مدد سے ادب کی آسان آسان کتابیں

دیکھنے لگا۔ شدہ شدہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ عربی نظم و نثر پر خود رو مبتدیوں کی طرح مانتے ڈالنے کی جرأت ہوئی۔ غرض کہ فارسی اور اردو کے ساتھ عربی نظم و نثر میں بھی جیتا جینا خاصہ فرسائی کرتا رہا۔ آخر وہ زمانہ آ پہنچا کہ فارسی اور عربی کے مخاطب صحیح تمام ملک میں نایاب ہو گئے۔ اور دونوں زبانیں ہندوستان کی مژدہ زبانوں میں شامل ہونے کے قابل ہو گئیں۔

یہ تو ظاہر ہو کہ ماضی زبان کے سوا دوسری زبان میں جو نظم یا نثر لکھی جاتی ہو گو کہ وہ کسی ہی بے عیب ہوا اہل زبان کی نظر میں کسی کچھ وقعت نہیں ہوتی۔ الا ماشاء اللہ۔ ہاں یہ ممکن ہو کہ اہل وطن کے نزدیک قبولیت کا درجہ حاصل کرے۔ لیکن جب اہل وطن کسی ملکی انقلاب کے سبب اس غیر زبان کے بیگانہ محض ہو جائیں۔ اور اسکی جگہ ملک میں دوسری زبان قائم ہو جائے تو رفتہ رفتہ اسکی شاعری اور انشا پر داری کچھ چراغ ہمیشہ کے لیے گل ہو جاتا ہے۔

یہی حال آج کل ہندوستان میں فارسی اور عربی لٹریچر کا ہے۔ دونوں زبانوں کی نظم و نثر کے سودے جو کبھی کبھی کے لکھے ہوئے پڑے تھے۔ انکی نسبت متروک و تنہا کرانکو کیا گیا جائے تو قوم پر کوئی ایسی محفوظ لائبریری نظر نہ آتی تھی جہاں افراد قوم کے ڈکٹرن اچھے یا بُرے حتمیاط کے ساتھ رکھے جائیں۔ پھر اہل وطن کا ان دونوں زبانوں سے عموماً نا آشنا ہونا اپنے اس قدیم شعر کا مضہنا یا دولاتا تھا۔

سخن پر ہمیں اپنے رونا پڑے گا یہ دفتر کسیدن ڈبو نا پڑے گا

لیکن مذکورہ بالا مسوات کچھ تو اس جہ سے کہ بڑی کاوش سے لکھے گئے تھے اور زیادہ تر اس خیال سے کہ قومی خصوصیات کی یادگار تھے۔ انکو رائیگاں کھونا گوارا نہوا۔ چنانچہ تمام پہرے جس قدر ہم پہنچ سکے اور دوسرے فراہم کیے گئے۔ اور ذیل کی ترتیب کے ساتھ اس مجموعے میں جو کلیات نظر آئے کے آخر میں بطور ضمیمے کے طبع کیا جائے گا۔ داخل کر دیے گئے۔ یعنی اول نظم فارسی۔ اسکا بعد از فارسی

پھر نظم عربی - اُسکے بعد شرعی +

یہ ضمیمہ اگرچہ کم و بیش فارسی اور عربی دونوں زبانوں کی نظم و نثر پر مشتمل ہے۔ مگر عربی کلام اہل قدر  
قلیل ہے کہ اسکا عدم اور وجود برابر ہو۔ حق یہ ہے کہ اگر اُس میں ایک قصیدہ حضرت مولانا مسقت دینا شاہ  
عبد العزیز نقشبندی مجددی قدس سرہ کی شان میں ہوتا۔ جو تقریباً ۱۲۸۳ھ ہجری میں دہلی میں  
ہیچا گیا تھا۔ اور اسکی نسبت جناب ممدوح نے بعض اُوبائے دیند کی پسندیدگی کا اظہار فرمایا تھا۔ تو  
راقم کو ہرگز یہ جرأت نہ تھی کہ اپنا عربی کلام اس ضمیمہ میں داخل کرنے کی مبادرت کرتا +

حالی

از مقام

پانی پت

## نظم فارسی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## غزلیات

یہ غزلیں اُسی زمانے کی ہیں جبکہ خیالات میں کسی قسم کا انقلاب پیدا نہیں ہوا تھا۔ جس قسم کے مضمائین غزلوں میں اوپر سے بندھتے چلے آتے تھے۔ اُسی روش پر چند غزلیں لکھی گئی تھیں۔ جنکو معدودہ چند کے سوا میں اپنے موجودہ خیالات کے موافق پیکار میں پیش کر کے لائق نہیں سمجھتا تھا لیکن بعض احباب کے اصرار سے انکو اس مجموعہ میں شامل کرنے پر مجبور ہوا۔

اتے تکیہ بے بغو تو خطارا	وے ناز بخوف تو رچا را
حاجت کند از طرب فراموش	خوانی چو بسوئے خود گدا را
جاد و دل خویش ہم نیابد	رائی زورت چو پاؤش را
علت تو بری و باز بندی	بر صنعت و یگواں شفا را
تا شیرزت مصلحت را	ہر نام نموده دوا را
بازار صبا نموده گرم	بر ہم زودہ طسره دوا را
باشعله ہزار آئید	پوشیدہ سراغ دعا را
در روشنی ہزار غور شید	گم ساخته چشمہ بقا را



برتے زائق بروں چہ اندہ      برپا زوہ در رہش گیا را  
 زہرے جگہ کئے جاں نشاندہ      لب تشنہ خویش کردہ مارا  
 در بردن صبر داوہ دستے      ق انداز بُستان و لہارا  
 از غیر گسستہ اندک اندک      دہائے بافت آشنا را  
 ہر یک ز قیاس و علم وادراک      ق از نور تو شد حجاب مارا  
 ایں پردہ کہ مُشتم بکشف است      بردار ز روئے عالم آرا  
 اند آئینہ نام بجز مثال      ہم رنگ ز داوہ ہم جہلارا  
 ز منجے ز تو بے نک نخواستیم      ہم درو فرست و ہم دوارا  
 راز تو بلب نمی پسندم      ہم ساز بسوز و ہم نوارا  
 از سختی و سرور نتابم      دامن گرم ستم مارا  
 از شعلہ دل بجاں خبر کن      محمل سگزار کیمیارا  
 ز شمیم ز نسرق تا قدم ثبت      مارا و چشم مائیارا  
 کرویم گناہ و فاش گفتیم      بپندیر گناہ بے ریا را  
 حرف طلبت بلب نہ زید      انداختم از میاں دعا را  
 تا بر کرم تو تکمیل دارم      در راہ فلکندہ ام عصارا  
 حالی! چہ زنی تو دم زو حید      چون نابلدی رو خدا را  
 جائے کہ بعجز اعتراف است      خیل عشر فاؤ نبیارا  
 استجا چہ مجال لطف باشد      ہر یافتہ سوائے ثار خارا  
 اینجا جسز خامشی نہ زید      نامحرم ستر کبریا را

از بام بلند بہ کہ داری معذور کنسہ نارسا را

چوں نہد گوش بر ترانہ ما رود از یاد ما فساد ما  
 درو میسبار و از ترانہ ما حذر از گرمی زبانہ ما  
 درو و لہا شنیدہ بسیار اندکے گوش کن ترانہ ما  
 بایست قدر خوشنیتن دانست پاکے بیرون منہ ز خانہ ما  
 در سرب آب خضر شتر چوئی اے وفا جستہ دزمانہ ما  
 گوہر کے کرد و کوئن بیرون است میتوان یافت در خسروانہ ما  
 زیر لب ناکشودہ طوبالیت کاش پُرسی ز ما فساد ما  
 برق کز طوبہ اشتند وینغ سر بر آورد ز آشیمانہ ما  
 قدر حالی ز قوم کس شناخت حاجت رفت از میانہ ما

خاکساری از جہانے دیگر است ایں زمین را آسمانے دیگر است  
 شیخ امجدت نہ معبود من است سجدہ ام بر آستانے دیگر است  
 بانہراں رنگ باید ساختن یار را بہر خط شائے دیگر است  
 اہل دین مسدود انہم کہ من انچہ گویم از زبانے دیگر است  
 ہم تغافل ہم تطاول نیم عشق مردو امتحانے دیگر است  
 دل کہ بود از چشم مورے تنگت چہل نظر کردم جہانے دیگر است

بڑا بد دل دُدارائے کے      در سر شیں مہیا نے دیگر ہست  
 بڑوہ طیب سبیل زلفِ خم زیاد      ایں نسیم از بوستانے دیگر ہست  
 مُنتہائے راو عشق افتادگی ہست      منزل باران شانے دیگر ہست  
 قیس و آق مرور او من سیند      اندیں رہ کاروانے دیگر ہست  
 من زردیش حسنِ منی دیہ ام      انچہ دل بُردست آنے دیگر ہست  
 کارحالی نیت کاراچہ ہست      دریں عشقت را بیاتے دیگر ہست

یار باست گرت جذبہ گیلے ہست      یوسف آخرو دُعا نکا کہ ز لچائے ہست  
 سہ ہندی کہ ز بزم تو خجل خبر سینم      بہ سخن گرتوان آدن ایمائے ہست  
 گولاست گریا دل بچو ہش محراش      یوسف ہست گرت تابا شاہے ہست  
 گردشِ چرخ بجاؤم و جہاں بخوایم      در دل مست ہر ل کہ تمنائے ہست  
 چوں من غمزدہ ناکام ہئے پذیریت      ہر کرد و شبِ امت غم فوائے ہست  
 ہائے ہر درِ خود و ر تو بانی انوش      نتوان یافت کہ در کون مکان جلتے ہست  
 رنجش باغوشی و لطفِ مزارات یکیت      خستہ را کہ چوں کار خیزد رائے ہست  
 بر خذر باش گراؤ برا بہ سخن مے آری      حالی تفتہ دروں را دم گیلے ہست

غش تاباں بود یا جاں ضرور ہست      و گر خو جاں نباشد آں ضرور ہست

۱۰ ابن مسعود حضرت احمد جام ہست قدس سرہ کہ در سطلِ غزل خود میفرماید :

درں عشقت را بیلے دیگر ہست      مرداں رہ را انشانے دیگر ہست

نہ باشد آنچه در امکان ضرورت	ز تکلیف تو دانستم کہ در عشق
سرم چسپیدن از فرمان ضرورت	چو بستم خواجه نافرمان نوازست
مرا پیر سینہ از درماں ضرورت	بطبع سازگار افتاد و روش
گذشتن از سرد و سالان ضرورت	ز عاشق دوست دارد و بینوائی
سپاسے در خور احسان ضرورت	کشت چون تیغ بر سر جان ایشاں
خلاص یوسف از زندان ضرورت	کنند جانیہ دل در کین است
کہ پاس خاطر یاران ضرورت	بفرمائش دہم سرتا بدانند
قبل عشق را حرمان ضرورت	چو میرفت از جہاں سگفت حالی

نہ زد و زخ بدلم بسم و نہ پر و لے بہشت	من و از مے دوستہ پیمانہ و یار و لپ کشت
خواجہ وقت کہ از کعبہ روی سوسے کشت	ترسم این حسن قبولت بر و از راہ صفا
ہمہ پاکسیر نہاد و ہمہ پاکیرہ سرشت	پروہ گرفتہ از نفس خسرو نت بینی
در پذیرد ہمہ زیباست چہ زیبا و چہ زشت	اگر بگردد ہمہ عیب است چہ عیب و چہ نہر
و اے آنکس کہ ز کف این امید نہرشت	غمر از تو دنیا کام ہی باید زیست
اے فردماندہ نہ نظارہ سنگ گل و خشت	ترسم از کعبہ بری حسرت دیدار بخویش
و نہ حافظہ نوشتہ است کہ حالی نہ نوشت	ہر ترسم را نہ و حسن قبول از زانی

صید غنقا ست پریدیم عبت	زادہ دور است دویدیم عبت
بود زہر ہر ہر شکر آلودہ	لذت حاصل چشیدیم عبت

جذبہ آمد و بر منزل بُرد	راہ یکچند بُریدیم عجب
گوش و لب محرمی رازنداشت	ہر چہ گفتند و شنیدیم عجب
بود در طُرفِ نعلِ آب بقا	مستِ خمر کشیدیم عجب
دل ہماں بستکہ پندارست	جائے و کعبہ گردیدیم عجب
جذبِ دل داشت زماش کویت	از پے ناقہ دویدیم عجب
عشق از خویش بُریدن میخواست	حالی از خلق بُریدیم عجب

روزِ محشر کہ زہرِ شخ و زہرِ بن پر سبند	سرد ہم قصہ شوق تو چو از من پر سبند
دل بُرایند و با صبر و شکیب نوزند	جان ستانند و ز باعث شیون پر سبند
بگذرانہ سوسہ عقل کہ اربابِ طلب	راہ از غول رہ و چارہ زہرِ بن پر سبند
پارہ بے خبری نطق مراور کارست	مے بیارند و ز من کتہ ہر فن پر سبند
روسے از فرج بہ جل آں کہ اربابِ طلب	گل بینند و سرخ راہِ گلشن پر سبند
بندہ رانیت مجال سخن آنجا حالی	ورنہ افسانہ درازست گرد از من پر سبند

بیا کہ جانِ دل از غم کرانہ میخوہند	ز رشک خارِ چشم زمانہ میخوہند
ز جودِ مائے تو در سینہ نیست گردِ ملا	بصلح با تو سخن در میانہ میخوہند
خوش است آشتی اما پس از شکایتہما	کہ دوستانِ گلہ دوستانہ میخوہند
اوبِ حرفِ طلب تبہ است کامِ دُبا	و گرنہ از تو حرفِ لیاں چنانہ میخوہند
بہ گلشنی کہ منم طائرانِ آزادانہ	برون ز کونِ مکانِ آشیانہ میخوہند

شدیم شهر عالم بعشق و بیدار  
هنوز از غم پنهان نشانه میخوایند  
تن قناده در آن رنگداری طلبند  
سر بریده بر آن آستانه میخوایند  
رسید بزم به پایان گوشتها بازست  
نشید حالی جادو ترانه میخوایند

بے سبب رنجی و گونی گل زیبا نبود  
طاقتِ حیرت تو در حوصله ما نبود  
سعی اگر نیست بجاذوقِ طلب چه کم است  
هر و آن به که زرقارِ شکیب ما نبود  
مرو صبر و نرم و رضا لیک بهنگامِ دل  
بازوئے هستی ما نیز توانا نبود  
لطفِ طاعت چه بود نیست از فوق نظر  
نه پرستم صنم را که خود آرا نبود  
مے در دُرُ شاکِ عدو پرده طاقت نه  
غم عشق تہ چینِ عرصه فرسا نبود  
مجلسِ عطا ملامت که دما غمزدگان  
کم نشینیم به بزمی که دما زانو بود  
همو غیر میا اگر بنیالم گزری  
جز تو در سینہ ام از تنگی دل جان بود  
قدراستادن من بر دوزخ کج کن  
باز گردم در فردوس اگر دانا بود  
فتنه حشر پاکست و حالی بگما  
کایں ہم از شجده داس قدر غنا بود

بتیغِ رخ افکنده و بر سو گرانند  
فریاد که ایں پردگیان پرده درخشند  
از لطفِ رخ آشوب دل بوا بوسه نشاند  
دزدان و ادا فتنه صاحب نظر اند  
جاں دار و سحر عشاق بکام ال غیا  
عمر ابد ما و نصیب دگرانند  
صد حرف غلط گفته بخاطر نشانند  
صد تیر خطا کرده ز دل در گذرانند  
سازند و بسوزند و گر آیند و ربایند  
ز نهار این قوم که فرستند گرانند

از چشم جہاں میں چہریاں ال نظر را  
ہر سو سے کہہ بنید بسوئے نگرانند  
آشفتنکی آنغمہ مستان زہوش است  
مخدر تو ان اشت کہ آشفتنہ سرانند  
حد نظر آنست کہ رویش نتواند  
پیدا است کہ ایں ہر عیاں بے ہنرا  
امید کہ از ساز خبر داشتہ باشند  
دیوانہ و لاسے کہ زخوب خبرانند  
حالی تیر ہر حرف و صدیکہ نہفت  
سجند ویں بزم اگر نکتہ ورنند

عالم ہمہ وربند تمنائے تو باشد  
گر صوفی و گزندہ شیدائے تو باشد  
آتش دل و صد خرمی ویراں کن کشت  
برتنے ست کہ دگر گس شملائے تو باشد  
آں سالہ کہ و عہد تو خرسند بہ پہنچ است  
دل باخنے لطف مدارائے تو باشد  
خرسند نے سازنجی غمگین پسری  
ناکام کسے کش مرسودائے تو باشد  
نوسید مکن ورنہ محال است کہ کس را  
یارائے غم و صدمہ فرسائے تو باشد  
یارائے صوابت چہ کتم لے جہاں را  
لے راسے جہاں رگ و راسے تو باشد  
تاب تپ صد شعلہ و بیتابی صہ برق  
ریزید و راسے دل کہ تمنائے تو باشد  
بروگ تم دل کہ علاج دل بمیار  
شرط است کہ از فعل دل آسائے تو باشد  
آنکس کہ بلزدنش از مژدہ ویدار  
دائم کہ مگر مرد تماشائے تو باشد  
باحالی بیچارہ تو ان ساخت کہ میکن  
ہم بندہ و ہم عاشق شیدائے تو باشد

ہر دم از عشق ندنگے بہ نشانے آید  
اندک اندک دلم از غصہ بجاں مے آید  
جاں گدازند بلطف بغضب شاو کنند  
ہر چہ خواہید ازین عشوہ گراں مے آید

بعد ازیں راز بصد پرودہ نہاں نتوان شست  
در بہاراں بہ تماشا کے گل انجا نرو می  
سوئے سن آمدہ مشتاق و زطر زنگش  
دوش چیرے ز سخن ثانی محبت نگذشت  
عجب از خود کم و سوئے فلک ہے بنیم  
چوں نہ محرم اسرار بہاں در دل باست  
یار چوں نیست موافق چہ دواع و چہ صال  
حالی زار گفتم کہ وفادار کسے است

عشق مے آید باطل و نشاں مے آید  
تا نفس رست کنی فصل خزاں مے آید  
مے تراود کہ بسوئے نگواں مے آید  
بجز آں حرف کہ از دل بزباں مے آید  
چوں خدنگ تو بسویم ز کہاں مے آید  
بزباں ہر چہ ز سرار نہاں مے آید  
مے رود ناخوش و ناخوشتر اناں مے آید  
ز روئی کہ ز دوست تو بجاں مے آید

شوقے بدوست را ہنوا داشتم چہ شد  
عمریت دل بہ بند پیام وصال نیست  
در دست جام بادہ و در دل ہوائے دوست  
اقتادہ زیر سایہ دیوار حسرتم  
سود و زیان خویش نہ بردے ہراز جا  
یا دم کنوں نماندہ کہ پیاں چہ بوہ است  
کارم ز سعی خضر بجائے نہ مے رسد  
آوارگی بہ بردہ ہوائے وطن زیاد

ورے بہ از ہر اروا داشتم چہ شد  
چشمے بر گنڈار صبا داشتم چہ شد  
وقتے چہ اہل دل بصفاداشتم چہ شد  
بر فرق خویش نطل ہما داشتم چہ شد  
پنہاں بہ او معاملہا داشتم چہ شد  
در سینہ خار خار وفا داشتم چہ شد  
در ظرف خویش آب بقا داشتم چہ شد  
زین پیش روئے خود بقفا داشتم چہ شد

حالی خوش آنکہ بود مکریمہ بروفا  
دوقتے بدل ز جور و جفا داشتم چہ شد



لب بہرہ ز رازِ ما ندارد	خود ز مرہ سازِ ما ندارد
ہر جہانست معبدِ است	یک قبلہ منازِ ما ندارد
بزائکہ مادرش نہ سوزد	آہکن کہ گدازِ ما ندارد
آں گوش کہ پُر حرفِ نصیحت	گنجائی رازِ ما ندارد
کارم بہ کسے قتادہ کزناز	پروائے نیازِ ما ندارد
گرہ دو جہاں نہ ہم آرد	اندازہ آرزِ ما ندارد
حالی گلہ بخائے دوراں	صوتے ست کہ سازِ ما ندارد

دلے خواہم کہ چوں پڑانہ سوزد	فتہ در آتش و مردانہ سوزد
زید آوارہ و میسر دہنا کام	دل از شکم بر آں دیوانہ سوزد
تبہ کردست جو رہشنا دم	بحال من دل بیگانہ سوزد
بچخ خانہ شمعے من فرم	کہ چوں در گیر داول خانہ سوزد
دلے راکش بد فرخ سوخت تہوا	فروغے از رخ جانانہ سوزد
فروغ از من کسے جسز من بگیرد	من آن شمع کہ در ویرانہ سوزد
گراز من بشنوی دودِ حالی	چشمیت خواب زیں افسانہ سوزد

### غزل ناتمام

دو گستاں بلبل و در انجمن پروانہ ام	من بہر جامِ جو نیلِ نیک جانانہ ام
محرمیت نیست دل را با نہاراں قربست	یا گرم آشنائی ما و من بیگانہ ام
خضر راہ نسل مقصود جسز توفیق نیست	زاین و آن پسہم نشان او گدو دیوانہ ام

عشق اگر کیش ست ملت ماکھن خج اہرشدن  
گر عنان باد صراند کف جذب دل است  
عمر باشد تشنہ آب و دم مشیر ترست  
میدد گل ہر کجا پائے نگاریں مے نمی  
شکوہ گر برب نیاید عاقبت کیں مے شود  
صید تا افکنہ مچو دست بازوئے خود است  
زیگنہ شد ہنجو بہ خسرو نیز زو نیم جو  
در غریبی طرح الفت انس گم باہر کے  
یار و رو کو چست من غاموش جاں بیتاب گر  
دوست پریمکین حالی از ادب بسیار دُو

منبر ہر گوشہ از دار و رس خج اہرشدن  
رنگ یوسف جملہ بوئے پیر ہن خج اہرشدن  
تیغ برکش رنہ جاں بیڑن رتن خج اہرشدن  
جادہ چوں از سیر باز آئی حین خج اہرشدن  
زخم را و ماں نباشد چوں کہن خج اہرشدن  
ایں جواں روزے شکار خوشین خج اہرشدن  
گر می بازار شیریں کو کہن خواہرشدن  
در دل گبر و مسلمانم وطن خواہرشدن  
جذب در دل نیست کار و دست خج اہرشدن  
دیر با او ہم نشین و ہم سخن خواہرشدن

### غزل تمام

بے نصفاے دل پناہ شدہ ہر پیدا  
گر با نئے ہمت ہست دستے بگریاں زن  
تنہائی و بنجوری و انگہ غم مجوری  
شوخصے ست کہ نگار و برکت خود کس را  
ساقی بہ تسخ بخشی گو تو بہ ما بشکن  
ہم بادہ و ما دم خور ہم بوسہ پیاپے وہ  
اے بر تو نقاب از تست خود جاہہ حجاب از

اے شب تو بہ پایاں کس اے مہر نشان  
وہ پایے ارادت ہست سختے بہ بیاباں شو  
اے شکل من بجٹالے مردنم آساں شو  
اے شیخ زوین برگرد اے گبر مسلمان شو  
مطرب بنو سنجی گو رہنر ایساں شو  
بے پردہ ترا ز گل آئے چوں مجھے گل نساں شو  
از خود بخا پیوند و ز خویش برا آں شو

حالی بہ سخن خواہی رفتن ز پئے غالب دولت بسلط نبود از سعی پشیمان شو

نہ کرد از تو ہرگز سیری چشم تماشا  
اگر بردیدہ بنشیند ز گرد دل فرو آئی  
نگین باتو این ہنگامہ ہارشان بختی  
تو چہیں حالے باخوشتن اسی تمنائی  
ترا شایاں بود خوبی کہ بھری محبوبی  
ترا زید دل آرائی کہ بدخوئی زیبائی  
تو چشم و گوش نکشائی و شد بہر توانائی  
بگلشن چہرہ آرائی بہ بلبل نمہ پیرائی  
نہ در بزم مغان بہت نہ در کوئی گداز گشت  
تو اندر بندہ مستوری چہ دانی ذوق بروائی  
مہر راہ خدا دانی دل سے فغاوری  
تو ز انسان میری ازہ کہ پند نہ بخوئی  
گواہ بیگناہی مانے خود دارد جہانے  
تو دست خود بخون جالی سکیں نیالائی

تخمین غزل نعتیہ جناب ز غالب رحم کہ در حیات ایشان فحش شدہ بود

اعجاز از خواص لسان محمد است عین الحیوۃ گم بہ بیان محمد است  
گر نور و گریہ سے کہ از آن محمد است حق جلوہ گر طرز بیان محمد است  
آرے کلام حق بزبان محمد است  
ای خادمہ صفت قامت معشوق کم نگار اے دل سخن ز رہت قدال میان  
قری ز ذکر سر نفس را نگا ہدار وعظ حدیث سایہ طوبیٰ فرو گزار  
کاینچا سخن ز سرور ان محمد است  
شاہد بقبل عاشق و عاشق بجال خود مجنوں پہلے یلیٰ لیلے بفرق خود

مومن بآل احمد آتش ہر وح جسد ہر کس قسم بدانچہ غریبست میخور و  
سو گنہ کردگار بجان محمد است

آنجا کہ از مناقبِ عمرت سخن رود و ز آل و از صحابہ دست سخن رود  
و ان گاہ نیمہ ز ختم رسالت سخن رود و در خود نقشِ مہربوت سخن رود  
آن نیز نامور نشان محمد است

حکمش بہر و ماہ روان است چون قضا دیدی کہ باز گشتن خورشید بر قضا  
بودہ است بر اشارہ ابروئے مصطفیٰ بگرد و نیمہ گشتن ماہ تمام را  
کان نیمہ جنبش ز بہان محمد است

دانی ز پیش چشم تو بر خیزد و ر حجاب کز نور شمع پر دہ فالوس است تاب  
باش ظہور روشنی عارض از نقاب آئینہ وار پہ تو مہرست ماہ تاب  
شان حق آشکار ز شان محمد است

بینی اگر بدیدہ دراک و ارسی گوئی اگر بجاہم اوزاک و ارسی  
سبجی اگر بترسہ خاک و ارسی دانی اگر بمبسنی لولاک و ارسی  
خود ہر چہ از حق است الان محمد است

لطف خلاست گر بیکر کن نہا دوست قہر خداست چون بیکر کن بیکر دست  
داند کہے کہ شد ز مے ماد مہیت مست تیر قضا بہر آئینہ و تر کش حق است  
اما کشادہ آل ز کمان محمد است

ہمت بہر شمع بی حالی گماشتیم گفتیم و از نگاشتینی با گماشتیم  
چوں کام و لب فراخ و رخسار نشستیم غالب از نالے خواجہ بیزوال گماشتیم

کائنات پاک مرتبہ دان محمد است

## رباعیات

### توحید

دل دادہ شوق چہ ولی تو چہ نبیؐ  
دل از تو تسلی نتوان کرد بہ هیچ  
سودازدہ است ہم غم بجی ہم سربہ  
اسے خوشتر از آب سرد و تشنہ لبی

ایضا

یارب کرے کہ شہسار آمدہ ایم  
شایستہ و وزیریم و جویاے بہشت  
سرایہ ناکسی بہ بار آمدہ ایم  
دریاب کہ پُر ایں در آمدہ ایم

### اخلاق

سر بہ نسر از خاک پائے ہمہ باش  
با خلق نیا سخن از خامی است  
دلما مخر از شر رضائے ہمہ باش  
ترک ہمہ گیر و آشنائے ہمہ باش

دیگر

سرنہ بدرے و خاک پائے ہمہ باش  
خواہی شوی آشنائے بیگانہ منا  
دل دہہ بیکے و دلربائے ہمہ باش  
بیگانہ آشنائے ہمہ باش

دیگر

اے آنکہ زحلۂ صداقت عوری  
کس از دل دشمنان خود و در باد  
بنشین بر بایا منشیں مجوری  
چند آنکہ تو از خاطر یاراں دوری

دیگر

لے پیچ بہ پیچ خود نمائی تا چند      خود بینی و خوشنستی ستائی تا چند  
چوں میدانی کہ جز کف خاک نہ      پس ایں ہمہ دعویٰ خدائی تا چند

دیگر

از شعر و سخن گوش جہاں کجا      وین شغلہ بیدار کتہ بادا  
بر ہر کہ دعاے بد کنم می گویم      یارب کہ گراں مایہ سخنور بادا

دیگر

چندے ہواے گلزاراں بگشت      لختے در بند روزگاراں بگشت  
بر نامہ کام دل شباب آخر شد      نشگفتہ گلے و نو بہاراں بگشت

عزرا

عباس علی و کبیر آل غیرت ماہ      بودند شبید احمد و شیر آلہ  
در لوصہ ایں ہر دو جوان برب شاہ      کہ و آہناہ بود گداجدہ

و شکریہ مہمان نوازی قاضی محمد خلیل صاحب سیلوی کہ در زمانہ قحط

در بریلی گفتہ شد

ہر چند ز تیغ قحط خلتے ست قلیل      ادب کہ فلک بہ خاکیاں گشتہ بخیل  
اماچہ غم از قحط کے را کہ مدام      الاوان نعمے رسد از خوان خلیل

و شکر لطف و عنایت سید کرامت علی مرحوم صفا تخلص  
ہنگام و دواع از پٹیا لہ

حالی نشود موز لعل دل ما      لطیف که دم و دایع فرمود صفا  
گر قدر سافراں بغیرت این است      صدمه بفرمیسر و صدمه فدا

### در تاویل جراحت مولانا شبلی مدظلہ

شبلی که گزند پاش چرخ شکن است      بانگش گشتگی مقررین است  
چند آنکه بگاہند فزاین اینجا      کار استن حین ز پیر استن است

و ز تاسف و ز فات یکے از فرزندان مہاراجہ کشن پرشاو بہادر  
ہزار المہام سکر عالی متخلص بشاو

چرخ از پس داغ برداش داغ نہاد      او جز بہ سپاہیں ازیدی لب نہاد  
الحق کہ بخصه شاد و خندان بودن      زین گو نہ نہ دیدیم جز از حضرت شاد

بایعات و شکر شیری مرسلہ مولوی عبد علی خاں والہ  
پرو فیس نظام کلج و حیدر آباد

دینم خلاص دوستداری آئیں      من بندہ دوستان خلاص گزین  
شیرینیکہ کہ یار شیریں بخشد      بروے بتوان فشانہ جان شیریں

دیگر

والہ کہ بگردی نسیر یاد و نسیر      انصہ وطن کرد دل حالی سیر  
ہر سیرت نیک را توان یافت عدل      جز سیرت والہ کہ مرا والہ کرد

دیگر

برد آن دل من صبر دل از پہلوئے من      افسون و فساد کرم اہل دکن  
ز نیساں دل و صبر اگر بغارت یزند      مشکل کہ رسم ما غریباں بوطن

ورشان فیضیار الدین احمد مہم و ملوئی متخلص بنیر و فارسی درخشاں درو

عمرہ است کہ دلی حبیب بجان است      و ز قحطِ رجال سہرہ ویران است  
ما سہرہ شکر کو کب سخنش      روشن ز فرغِ تیر رخشاں است

خطاب حضرت ممتاز مہم

لے وچ تو فحکہ جہاں کرد مرا      لطف تو خجل از این آن کرد مرا  
حسین ظن تو کہ کردی اند حق من      زابنائے زمانہ بدگماں کرد مرا

ایضاً

ممتاز آن آشنائے بیگانہ نما      کہ بہر سخن ہی چکے صدق و صفا  
ناویدہ بجاں شوقِ بقائش دام      گردست ہدجاں برش روئے نما

ایضاً

اے پارسی رنجتات ذوق الگینز      دے نظم تو چوں شرمہ الفت فینز  
دہ پروہ سخن گفستی ورنہ نمودی      بازار خود و آتشش ماکردی تیز

سلہ قاضی ممتاز حسین صاحب جو متخلص بہ ممتاز کوئل رئیس پہلی بیت تھے اور سبیل کشیدیں فارسی نظم و شعر کے نامور استاد تھے  
انہوں نے قدردانی کی راہ سے چند باعیاں میر تقی میر کی نسبت تحریر فرما کر بھیجی تھیں ان کے جواب میں تین باعیاں میں بھی لکھی تھیں حالی



# قصائد و قطعات وغیرہ

قصیدہ - در مدح جناب غفران باب حاجی الحرمین الشرفین  
نواب محمد کلب علیخان مرحوم رئیس مصطفی آباد - رام پور

اس قصیدے کی تمیید اُس وقت لکھی گئی تھی جب کہ شاعرانہ خیالات میں پہلے ہی پہل  
انقلاب پیدا ہوا تھا۔ اور مبالغہ سے نفرت ہونے لگی تھی۔ انہیں نون میں پہلا دربار  
قیصری منعقد ہونے والا تھا جو شہر میں بمقام دہلی وقوع میں آیا۔ جی میں آیا کہ اس  
تمیید کے بعد کسی ایسے قصیدے کی بنیاد ڈالی جائے جس میں بقدر امکان مبالغہ سے احتراز  
کیا جائے۔ چونکہ حضور نواب صاحب مدوح سے فی الجملہ تعارف تھا۔ اور انہوں نے سرسید  
کی امداد میں سب سے پہلے سبقت کی تھی۔ اور دیدار میں ان کے شریک بننے کی قوی تمیید تھی  
اسلئے انہیں کو اس قصیدے کا مدوح قرار دیا گیا۔ اگرچہ وہ علالت کی وجہ سے شریک

در بار نہ ہو سکے۔ اور قصیدہ ان کی خدمت میں بوجہ درخواست پیش نہ ہو سکا۔

سحر گرہ پر وہ بگرفتہ چوں از زشت ازینیا	بدل گفتہ کہ این نعمت آید بر تراز نعمتا
بجھتا نعتی در قدر از ہم بیش و کم نبود	ز ساقی عین رحمت و ان اگر جرعه و کرمینا
و لے فرماندہ بیدار دل زین صفتی است	کہ چوں او نعتی نتوان نشاند از سپے دنیا
صالح عالمے بارے او دوا بستگی دارد	جہاں را چوں چمن میدانی اورا چوں چمن بہار
رعیت را چنان دارد کہ دارد گلہ را چو پاں	نغم و لہا خود ز انسانکہ باز رگان غنیم کالا
بہ روز او دوا و منطلوماں زمانے بر نیا ساید	بشب چوں پاسباں بیدار باشد بر در و لہما

یقیناً را پدر و ارشاد شکست از رخ فرو شوید  
 اگر بیوہ زنی نال زد دست ناخدا تر سے  
 گدایاں را دہد بخشے کہ دہا را غنی سازد  
 گھگھے بر ہم زند یک شہر بر فراہ نطلوے  
 منظم را بر اندازد جہاں از فتنہ پروازد  
 ضعیفان را تو اس بخشہ منطلوایاں بخشہ  
 گمارد چوں با صلح مناسبہ بہت خود را  
 فروزد شمع دین از انسان کہ ظلمت از جہاں خیزد  
 بصحت برگزیند بخشہ این مصلحت جو را  
 شریعت را در امر و نہی دارد تکمیل گاہ خود  
 نہ سازد تکیہ در بیچارگی جز بر توانائے  
 نباشد غوغا در سر پنجگی بر زور بازوئے  
 اگر مردش ہمہ سالان ہمیشہ خرمی بخشند  
 جہاں را پر کنند از عدل از طغیان تہی سازد  
 اگر از جائے خود جنبد زندہ صد فتنہ را بر ہم  
 اگر لطف آورد آید بجام خلق شیریں تر  
 و گر خشم آورد با مصلحت نزدیک تر باشد  
 صلح ہر یکے جوید چہ در پیدای چہ در پناہاں  
 بصورت ملققت اما نہ بندد جز بمنی دل

غریباں را چو غمخواراں بر آرد خاراں از پا  
 بہ داد اور سداں پیش کا پد بر لبش آوا  
 ضعیفان را دہد زورے کہ پیراں را کند برنا  
 گھگھے یک جاں ستاند تا اماں بخشہ جہاں را  
 عدالت را برافرازد ستم را افکن را ز پا  
 بہ محتاجاں چناں بخش کہ حاجت را نماںد جا  
 کند اصلاح آں چنداں کہ سازد زشت را زیبا  
 ہنر را پرورد چنداں کہ گرد عیب ناپیدا  
 کہ پشتیبان ملک دولت آمد بصحت دانا  
 کہ چوں باشد عصار دست ہر را نہ لغو با  
 کہ اکہم را بہ بخشہ نطق و اسمے را کند بنیا  
 کہ کہ کہ تن بچسبند از درد ہذا ز شہر تنہا  
 نہ سازد باولش از تلخی اندیشہ فردا  
 ہمہ مقصود او این باشد از دنیا و ما فیہا  
 و گر خاموش بنشیند کند صد عقدہ از ہم و  
 اذآں انفاس جان پرورد کہے مرہ را خیا  
 اذآں لطفے کہ شوید گرد کیں از خاطر اعدا  
 بود در بند احسانش اگر ناداں و گردانا  
 بہ دنیا شغل اما نباشد فارغ از حقے

ہو تو تادرو دیارِ خویش سر بر پاشانکش  
اگر خواہی جہاندارے چنین بیدار دل بینی  
دریں چنین شہنشاہی کہ کوئی شہسرایست  
سحابِ مکرست کلکِ علیحاج آئند در عیدش  
نیایابی پیکس کیش بارگردن نیست اسنش  
نہ تنہا صیت اسنش بہند اقامت و قطاش  
گرا ز لب بند بکشاید و بد برگوش مافسوں  
رُنجے روشن تر از صحر و سرے بالاتراز گردوں  
جبین انوار اسکن ضمیمہ اسرارِ مخزن

وگراقتد با یک غیر در چشمان ہندش جا  
بیاد خیمہ گاہ دیں پناہ خسرو والا  
نہ مانے چشم دل بجشا و ہنگر عین اعیان را  
گداز شاہ و مفلس از تو نگوار و دستغنا  
چہ دلیت مستغنی چہ عزت گیر بے پروا  
کہ شد آوازہ جووش بن از شرب و بطحا  
و از رخ پرده بردارد نظر را کہند شیدا  
کفے ریزندہ چون ابرو دے جوشندہ چون دیا  
بروں زیبا دروں کوشن ہے صورت زہو

ق

خوشا وقت سخن سنجے کہ چوں باج پردازد  
کہ نہ بود بچو بیتے سادہ ہرگز کارگرد دل  
و دصد اعراق با یک قول صادق نہ بگواید  
بمحمد اللہ کہ من ملاح آن سرچشمہ فضل  
بہر فن پایہ اش والا بہر علمش پید طولی  
بہر نثر نگش را ہے بہر کوش گز گاہے  
بجائے کہ ہنرمنداں کے را در شمار آند  
بو قے کہ چواں مرداں عزیزے در حساب آید  
بہر بے گز سخن سنجان حدیثے در میان افتد

نگہ دارد عنان خامہ را از جادہ طہرا  
اگر صد بیت رنگیں در ستایش کن کنہ نشا  
فَاِنَّ الْحَقَّ يَكُوْنُ كُلِّ بَهْتَارٍ وَ لَا يَعْلى  
کہ در فضل و کمالتش ہر چہ گویم باشدش زیبا  
بہر مرے دلش دانا بہر صیدے کفش گہرا  
بہر جایش علم بریا بہر اسش قدم پویا  
ہنر نالہ کہ من لی غیرہ فی الدین الذینک  
کہم گوید کہ ممالی دد لہ منجی و لا مال  
سخن بر خوشیتن بال کہ ما از شاہ و شاہ از ما

سخن را بر تری دادہ عبارت را ترمی اؤ  
 معانی با نزاکت چوں اوابا حسن ہم پیا  
 رباعی شیوہ دارد کہ نتوان دید در جادو  
 رباعی شبنوی از برق خاطف در گمان نسی  
 جزالت با قصائد تواناں چوں امج با کیول  
 عروج با نیگاہ مصطفی آباور انازم

ق

تو اے کر و صف شیراز و صفایان قصہ راندی  
 نہ پندارم کہ نیاں دیدہ باشی در جہاں شہر  
 بہر دوکان متلع علم و حکمت چیدہ تو بر تو  
 ہم از اہل صناعت کا ملا نش چار سو پنی  
 فیتہاں اجتہاد آثار و دانایاں فلاحوں  
 اگر ہے از سخن بنچاں کہ باشند از ہم ہر یک  
 بموسیقی بے از سحر کاران نکیسادم  
 خوشا شہرے و فرخ شہر یار نام بردارش

ق

تو اے کر سیر نیگاہ سحران مہندے آئی  
 کہ رقم دیدہ از ملک و دولت بہر و رعبے  
 چہ آوردی بگوانہ نفس مستی از غیاں مارا  
 ولے کم دیدہ باشی علم و دولت را ہم یکجا

۱۱ یہ خطاب ہوا اس فرضی شخص کی طرف جو گو کہ مہاری میوں در کھری ہمانوں کیوں در غیوں کو دیکھو کہ پس آتا ہوا ۱۱

کشا دست بند پروئے ہوا صد طبلہ عطاران  
بگلشن جلوہ ہر نونہا لے دیدنی دارد  
کے کو باشد از پیرایہ علم و ہنر عاری  
بچشم اہل دل ہیج است اگر حبشہ اگر دارا

ق

الا اے آنکہ از حدش مر اطلب اللسان یحی  
سزاوارستایش گریہ تنہا سیم و زب بود  
وے باقر صورت حسن حسنی جمع چون یم  
کہ در سلامیاں از جنس اشیاں ہترے آورد  
نویداہل جہان آباد را کایں روز آل روز  
وزوہ حضرت نواب در دہلی بدایں ماند  
ہر ایں نغمہ بلب بود کاوانے بگوش آمد  
توقع داشتیم از مقدم نواب دیں پرورد  
وے ناسازگاری ہائے بخت و انگوں شست  
برو حالی تحمل پیشہ کن در ہر خوش ناخوش  
ہلال عید را اگر بیسی و گریست نظر باشی  
خداوند باحق آنکہ از اعجاز انفاکش

نہ پنداری کہ قمرال و جام برودہ است از جا  
نمیکرد نہ صدیقان رم از صفرو از بیضا  
نیارستم زبان بستن ز شکر و آب یکتا  
بہال از علم لذت کش بعلم از مال بے پروا  
کہ نازد ہر قدر ایں بقعہ بن خود باشدش زیبا  
کہ آب رفته سوئے آبادیاں باز آید از دریا  
کہ پرستد ساغر امر و زاناکا می نرسد  
کہ روزے چند ایں میرانہ گرد و خوشن آرد  
کہ گشت خشک مارا ترکند ابر کرم فرما  
کہ سرے ہست پنهان رعشی کن چکر گھو آید  
فرغ از فرید آں در چشم و خرم وار و ایں دل را  
بدست پاک اوشت حصار کردہ گویا

یہ اشارہ ہے حضرت عمرؓ کے قول کی طرف کہ یا صغراء و یا بیضاء غرضی بختری یعنی اسے سونے اور اسے چاندی

میرے سوا کسی اور کو ہو کا دینا ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

رو ف علیخان مرحوم دہلی میں بہ حالت طالب علمی تہمت تھے۔ اور نواب مرحوم صفر سن میں انکے ساتھ ہمیں رہتے تھے ۱۲

پہنچش میں مہتر کتر نواز فیض گسٹرا  
لصیبہ کامل از دنیا و از دیں ہر آؤنے  
مدہ اندوہ و غم را در درون خاطرش رہے  
کہ با جمعیتش وابستہ شد جمعیت و لہما  
و گر یاری دہر گر بخت وقت آن آرزو دارم  
کہ یکہ بروزش خود را زخم چوں تشنہ بزیار  
تو دانی حال مایا عالم با الجحیم فی الانحطاط  
تکلف نیست دہر چہ از دعا و از ثنا گفتم

قطعہ ہر فات آنریل نواب محمد علی خاں مرحوم متخلص بہ رشی خانکبر  
حضرت نواب محمد مصطفیٰ خاں حمزہ رئیس جہانگیر آباد ضلع بلن شہر

دینخ از حلتِ نواب رشی  
کہ بود اید گاہ عالی زار  
بصورت گرچہ بود از دیدگان دُو  
نبود از دل نہاں یک خطہ زہنا  
بیاد صحبت دیرینہ او  
بے روشن تر از روزم شب تا  
زمرگ خواہ گم کرویم صد حیف  
متلع کا سد خود را خستہ آ  
دینخ آن کس مرخاں کس میاں آ  
دینخ آن عید و صیل گاہ گاہی  
کہ مے آمد پس از یک سال یک با  
دینخ آن یاد صحبت مائے پیشین  
کہ مے شد تازہ از انشا و اشعار  
دینخ آن یاد گار عہدِ اسلاف  
کہ یاد از وضع شاں واکے بکرو آ  
قد میاں را نہ راندے از دینخیش  
و گر بودند مجرم یا خطا کار  
بہر خویش تن نگرفت گاہے  
بجرمے خشم برخیل پرستار  
مقرر داشت چوں زرقِ مقدّر  
بہر کس ہر چہ بخشید اوار  
چنای کاہنہ در رفتی نہ بدو  
بجرمے یا خطائے برگہ نگار

زحالی گرچہ کہتہ بود در عمر      و لے بر بست زینجا پیش از نو بار  
مگر از ما صبور و چشم میداشت      کہ نختے پیش از ما راند رہوار  
بے چوں جنگ نتوان با قضا کرد      بمرکش صبر باید کرد ناچار  
و لے از دل نہ گردد یاد او محو      بود تا جان محسوس در تن زار

قطعه تاریخ وفات قبل از وقت سید محمود علی مرحوم خلف سید  
بیر علی نبیستہ مہین برادر جناب سید احمد خاں بہادر رحمۃ اللہ  
کہ از طلبہ رشید کامیاب محسن کلج علی گڑھ بود

نبدہ از باب شمع جمع محمود علی      آنکہ در بارغ شبانش بود آغاز بہا  
آنکہ انوارِ نجابت و خورشیدِ دانش      آنکہ آثارِ رشادش از جبین بود افکا  
آنکہ در کتب علوم آخریہ پایاں بردہ      گرچہ آد سنگ در شش از میل نہا  
در نہار و سیصد و نہاد دنیا را دوا      پیش از ان کہ بلوغ دنیا بچ چنبر گردنا  
پیش از ان کہ زنجیر معی خویش افتاد      پیش از ان کہ پائے و پیما بر آرد لکنا  
پیش از ان کہ ز شمرہ تعلیم گشت بہرہ      گل دماند سر سہتاں را برہ انتظار  
پیش از ان کہ در عرواز دولت نصیب یافتہ      ہم نیار یار گرد ہم پیر غمگسار  
آنکہ بونہ چشم پایاں را فروغ از دیش      آنکہ گشتے از فراتش خاطر پایاں فگار  
حیف کہ پایاں فراق جاودانی برگزید      ناگرفتہ در جہاں چن قطرہ شبنم قرار  
یارب اورا کہ جہاں شد بادل پُر آنزو      جائے صدیقان بزار لطیف و زلف قرار

## قطعه بر وفات وزیر الدولہ خلیفہ سید محمد حسن خان محرم وزیر ریاست پٹیالہ

آہ از مرگ مناجات وزیر الدولہ  
 کہ خورفت بکرت خبرش ہر کہ شنید  
 بزم تابد بگرایں دہمیتہ دہنیارا  
 کاہ از پردہ قتل سیر پنا گاہ پدید  
 فارغ از ماتم فرزند جوان ناگشتہ  
 رخت ز می منزل فرزند جوان بکشد  
 خلق را بنشدہ زخم دو تیر منکر  
 کہ غلک برا فرزند وکد لد و رسید  
 شہر پٹیالہ نہ تنہا بہ غمش نوہ سرت  
 کہ بہ ہر ناحیہ زین مالہ بلند است نشید  
 اے بسا چشم کزین اقعہ خونافشانہ  
 صبر بر مرگ عزیزے نتوان کرد آس  
 آئندہ روستی او در کم و بزل و نحا  
 کہ بود فرد و راقران در امثال و حید  
 آئندہ گاہ لب از لطف کشائے سخن  
 رسم اجدا در سر کردہ بعالم تحب دید  
 منتش شامل ہر فرقہ چہر گانہ چہ خوش  
 گفتی از خلد نسیم سحری باز فزید  
 زخم شکل کہ بہ تدبیر شود چارہ پذیر  
 لطف او عام ہر کس چہ قریب چہ پیچ  
 ہمہ عرش بنکو خواہی دولت بگزشت  
 کہ ازین اقعہ بر دولت پٹیالہ رسید  
 گر بکاوند ہمہ مملکت خالصہ را  
 تا تو انت در صلاح مناسد کوشید  
 این چنین صاحب تدبیر خرد نتوان  
 کش بود رنگ قتل بدستہ کلید  
 مگر از مودہ او کس بہ تلافی خیزد  
 از مدو گائی یاریش بے اشت امید  
 در علیگڑھ کہ بنایافتہ دارالعلی  
 کہ ز دوراں بایش مے نتوان باز خرید  
 یاد سے کم شدہ اندوست عزیزان بہا  
 ذکر او ماندہا وید ویریں دارِ معلوم  
 کرش نکو خوستہ تا بود و نکو اندیشید



مردش گرچه ہنگام نہ بود ست آتا      طاقت روزی از این جرعه بیار جوشید  
مرد و با خدایتن از خلق بجز خیر نہ بُرد      این چنین مرگ نکوتر ز حیات جاوید

## قطعه رنوحہ وفات جناب مشیر الدولہ خلیفہ سید محمد حسین خاں مرحوم برادر خسرو وزیر الدولہ معذور

آہ از مرگ مشیر الدولہ آہ      آن عباد قوم در کن جناناں  
در سگاہ قوم را پشت و پناہ      دو دہان پھول را حسرت راہاں  
آن بصورت انش در سرت ملک      آن بدش پیر و در بہت جواں  
اں بہ تدبیر خوشد و بلند چہر      اں بہ خرم و رائے سولون ماں  
اں بشورے یک مشیر خستہ کار      اں بہ دیواں یک دبیر کار داں  
در سیاست از مفسد بر کنار      در دیانت از تعصب بر کراں  
آچہ ملت گویدہ است از رختش      باغ خرمے نہ بیند از خزاں  
آچہ دولت را رسید از نہفتش      کم رسد گلزار از مسکاں  
عمر ما باید کہ خیر نہ مثل او      بخردے از سر میں ہیکلیاں  
در گراچی چوں فرقتش دست دہ      بود گونی آن سراق جاوداں  
ناگرفتہ دم ز سیر سداہ      کوں جلت کوفت زیں باغ جناں  
نقطہ بودیم از وہ پیغام را      کا مدہ پیغام مرگش ناگہاں  
جز نکوئی در خصال او ندید      نیچکس ہم در عیاں ہم رہماں  
در صفا آئینہ سترش چوں علمک      از ریایا کش نہماں ہمچوں عیاں

آہ ازاں محن دم خادم پرورے      مہرباں تر از پدر بر خادماں  
 آہ آہ آں خواجہ جہماں نواز      از کرم مرتبت پذیر از میہماں  
 آہ ازاں در شادی و غم پائدار      آہ ازاں ز ناخوش و خوش شادماں  
 قصہ کوتاہ بود یک فرد نسید      کادمہ از وصف اوقاص زرباں  
 از خرد پر سیدش سال حیرل      گفت سال حلتش منغور و ایں

### قطعه

تو اے کہ رونق پیشینیاں بہم شکست      ز نظم و نثر تو کا نذر مان گفستی  
 چہ نغمہ تاکہ بہ قانونِ فوقِ سنجیدی      چہ بذلہ تاکہ بانداز دلربا گفستی  
 رسیدنشہ عرفاں چو ذکرے راندی      شکست خاطر یاراں گرا ز صبا گفستی  
 دویدر ریشہ بد لہا چو حرف مہر زوی      وید نخل متنہا چو از وفا گفستی  
 گھر بہ بزم فشانندی اگر شناخواندی      اثر ز لفظ و ماندی اگر دعا گفستی  
 ہزار عقدہ سر بستہ باز بکشودی      ہزار نکتہ پوشیدہ بر ملا گفستی  
 زیر تر تفرد و جمع قصہ راندی      ز سیر انفس و آفاق راز مان گفستی  
 برآمد از دل بیگانجاں ترانہ ذوق      بہ محفلے کہ سخن ہائے آشنا گفستی  
 لطیفہ تاکہ بہ لفظ و بیاں نے گنجید      تو چوں فرشتہ زغیب آمدی و گفستی  
 بجی لطف کلاست کہ بہت بزل ما      کہ پایہ سخن افراشتند تا گفستی

۱۵۔ جس موقع پر یہ قطعہ لکھا گیا تھا اسکے متعلق مفصل بحث یادگار غالب میں مبع کردی گئی ہے۔ اس

قطعہ میں مرزا غالب مرحوم کی طرف خطاب کیا گیا ہے۔ اور جو مضامین اس قطعہ میں مبع کیے گئے ہیں انکا

بہل بغیر یادگار غالب کے دیکھے اچھی طرح ذہن نشین نہیں ہو سکتا ۱۶

تو اے کہ ہر سخن نغمہ تو بہل جا کر د  
ہر پنجہ گفتہ اندر جواب عرض نیاز  
وے بھریدہ از حرف چند با خویشم  
عجب کہ قاعدہ دان نیاز مندی را  
عجب کہ چاشنی اندوز خاکساری را  
عجب کہ شعلے راز نقد ناسرہ اش  
نہ راہ حرف بسویت نہ جائے من پلٹ  
اگر نہ روئے سخن با تو بودے گفتہ  
و یک شرط ادب نیست بر تو خورہ گرفت

جز آں کہ در حق حالی بر من و گفتی  
خطا بود کہ بگیم اگر خطا گفتی  
کہ گز نہ گفتہ ام آخر تو از کجا گفتی  
سفید و معجب و خود بین خود نما گفتی  
رہن ذوق نوا سنجی آں گفتی  
بہ زرق در گرو عرض کیا گفتی  
جواب چسیت اگر پرسم از کجا گفتی  
چگونہ گفتی و چون گفتی و چرا گفتی  
ہر پنجہ در حق من گفتہ بجا گفتی

## قطعہ دیگر

تو اے کہ عذر فرستادہ بے ہی  
شکایے کہ تو ان گفت عین اخلاص  
نماذ قاعدہ شکربے ریابجاں  
چو شکوہ جز بہ تقاضائے دوستی نہ بود  
سرت پاک دل صاف ادہ اندرا  
خوش آنکہ ساز کنم از تو شکوہ بجا  
خوش آنکہ عذر تو چوں در کند مرا بریں  
براں سرم کہ اگر مرگمان ہدیں پا  
زکہ تو بہ نہایم نہ گفتہ استغفار

منو کہ جان گرامی براں نہاں کنم  
گرم تو دوست شمارم نہ ہر بار کنم  
اساس دوستی از شکوہ استوار کنم  
ز غیر شکوہ شکایت دوستار کنم  
بحرف تلخ دے خالی از غبار کنم  
تو اعتذار کنی و من افتخار کنم  
و گر بہ پیش تو تہید اعتذار کنم  
نکار مانے ہماں خاصیت کار کنم  
و گر سپاس تو بہ نہاں آشکار کنم

## ترجیع بند

مرثیہ نواب مختار الملک سرالار جنگ میر تراب علی خاں  
مرحوم دارالمہام سرکاری نظام کہ از طرف محمد علی تعلیمی رستہ العلوم  
علی گڑھ اشاعت یافتہ

داشت ہر کس زبانِ حجت مختار الملک      کا داور خبرِ حلتِ مختار الملک  
تاچہ افتاد پس از نہضتِ مختار الملک      بر سرِ حشمت و جمیعتِ مختار الملک

اے اہلِ گرتن بیجاں تہ خاکش سپری

نتوانی کہ نکونامیش از یادِ بری

لشکر از ماتم او چاک گریباں شدہ است      کشور از مردن او یکسرہ پڑماں شدہ است  
اے بسا چشمِ کزین حادثہ گریباں شدہ است      حیدر آباد تو گوئی ہمہ بے جاں شدہ است

اے اہلِ گرتن بیجاں تہ خاکش سپری

نتوانی کہ نکونامیش از یادِ بری

منتہی است ازو بر سرِ سرکارِ نظام      کہ بشکرش نتوان کرد و نہ سالِ قیام  
ہم ازو یافتہ عدلیتہ و مالیتہ قوم      ہم بدو شکر و ضابطیہ پذیرفت نظام

اے اہلِ گرتن بیجاں تہ خاکش سپری

نتوانی کہ نکونامیش از یادِ بری

آہ کایں درد نہ درو نیست کہ درماں آرد      ملک ازین اہمیدہ لڑنہ دراکاں دارد  
قوم ازین وقسمہ انگشتِ بدندان دارد      تا فلک در پس این پردہ چہ پنہاں دارد

اے اجل گرتن بجایاں تہ خاکش پُری

نتوانی کہ نہکونامیش از یاد بری

چشم اسلام ازین غصہ بخوں تر گردید ملت از حالت پیشینہ زبوں تر گردید  
علم دین کہ نگوں بود نگوں تر گردید قیمت خواجہ پس از مرگ فروں تر گردید

اے اجل گرتن بجایاں تہ خاکش پُری

نتوانی کہ نہکونامیش از یاد بری

دوست تاد شمرن اوزو طبع یاری دشت ملک از نیروے تدبیرش سُتواری دشت  
دولتِ محمد اندو چشم وفاداری دشت گردن قوم ز احسانش گرانباری دشت

اے اجل گرتن بجایاں تہ خاکش پُری

نتوانی کہ نہکونامیش از یاد بری

آہ ازاں بندگانِ ساحت کہ نیابیش بہال آہ ازاں عقل و کفایت کہ نہ بینیش مثال  
سپس از ہند چین مردنہ خیزد صد سال خاصہ از قوم کہ افتاد درال قحط و رجاں

اے اجل گرتن بجایاں تہ خاکش پُری

نتوانی کہ نہکونامیش از یاد بری

در علیگڑھ کہ نہادند عزیزاں نہبیاو در سگاہ کہ ز طوبے شورش باد ز یاد  
تا گیتی بود این قصہ رہا یوں آباد خلقِ دیاد جوانِ مردی او نخواہد داد

اے اجل گرتن بجایاں تہ خاکش پُری

نتوانی کہ نہکونامیش از یاد بری

کیست دہند کزین غم لبِ حسرت نگرید کیست از قوم کزین غصہ گریبانِ درید

تا به جائیکه چو این ناله جا نگاه شنید  
حالی گوشه نشین هم ز جگر آه کشید  
اے جل گرتن بیجاں تہ خاکش پیری  
نتوانی کہ نکو نایش از یاد بری

## قصیدہ در تہنیت عید الفطر پنجاب اب اسرماں عاہ بہادر مرحوم

صبح نور روز و عید شام تو باد	صاحبان روز و شب بکام تو باد
بر تو فرخندہ و بکام تو باد	عید سال ہزار و سید و شش
آسمان مفتخر ز نام تو باد	شاہ نامیدہ آسمان جاہت
نظم اوستا تم از قیام تو باد	شاہ کرت ملک را سپردہ عنال
خلق فرخندہ از نظام تو باد	شاہ از رائے شست فراغ بال
فرتنہ ہامردہ از حسام تو باد	آزد و ماست زندہ از کرمت
از بقائے شہ و دوام تو باد	گنج معمور و ملک آبادان
محکم از پشتی نظام تو باد	قصر والا اسارین ملک نظام
خیرہ و سرکش است دام تو باد	ہر کہ در چار سوئے ملک نظام
عفو از خیرہ استقام تو باد	شر مساری عقوبتہ است عظیم
خوشنما بہچو لطف عام تو باد	در سیاست گمرہ برابر ویت
یارب آن برق در نیام تو باد	برق تیغ تو خشک و تر سوزست
ہمہ در ضبط اہتمام تو باد	عدل زانسانکہ وجہ بہت شست
شرع خیر الوزے امام تو باد	در قضایاے صعب ملت دیں

در امور عظام دولت و ملک	بجداوند عظام تو باد
مقتصد خلق طوف در گشت	پیش مال شان مرا تو باد
ساز و برگ و عمارت مظلومان	مایه عیش مستدام تو باد
برزبان خلق راستبایان	درد دل حلق احترام تو باد
اسی دارالمهام ملک و کن	فتح دلهما خود از مهام تو باد
تا بنوشند باده اندر جام	باده خوشش ملی بجایم تو باد
تا فشانند دانه در ته دام	دل عالم اسیر دارم تو باد
هر شیمی که ناگوار آید	دور پیوسته از مشام تو باد
هر نیشی که از جان خیزد	طرب انگیز در خیام تو باد
در جهان هر که هست چو حالی	طالب کام و ناز و نام تو باد

### قصیدہ در تهنیت عید صبحی پنجاب اسیر آسمان جاوید اللہم کا عالی نظام

عید اضحیٰ کہ قریں باد و روشن ظفر	باد بر خیزد عید رمضان سرخ تر
نائب السلطنہ نواب بشیر الدولہ	عمدۃ الملک فلک جاہ امیر کرب
آنکہ برپانہ از نظم و سیاست صفت	کز پے ملک سپر بود زبیر فتنہ و شتر
آنکہ از لطف و کرم کردہ رواں شہر وے	کہ خس خوار الم بود برون از کشور
آن سپہر شرف و مجرکہ در جاہ و جلال	پایہ اش بر تر از ان است کہ گنج بفر
آن میراوج کرامت کہ زوالا گمری	بے نیاز آمدہ از طوح چو ماہ از زیور

صاحباً عادتِ قوم است کہ در مدح و ثنا  
 اُس کے جسزبہ مدحیت نہ کشاید لب با  
 و اس دگر پیشتر از مدح ستاید خود را  
 جہے از شکوہ گردوں سخن آغاز کنند  
 قومی از مدح گر ایند تشبیب غزل  
 بعد ازین طائفہ باشند کہ در وقتِ مدح  
 اگر قصیدت دگر تہنیت اس ست شعا  
 شکہ جسز خواہد کہ آلودہ ام اندر بہ عمر  
 لاجرم خامہ دیں مرحلہ پربالہ است  
 تہنیت خود سخن پیش نباشد کہ در  
 در بحر محمدت خواہد نہ راند حرفے  
 و بعض ہنسرخش و کان بکشايد  
 و رہ تشبیب و غزل روئے سخن آرايد  
 و نہند بر طلب جائزہ بنسیاد کلام  
 آنکہ از ماندہ فیض تو ادرار خورد  
 دل رضا چوں و مدش کر تو عوض دار چشم  
 خامہ زینجا ست کہ از غایت حیرت و گی  
 پس بہاں کہ کند خستم سخن را بدعا  
 تا کنند اہل سخن مدح ملوک و وزرا

ہر کے ساز کند نغمہ بہ آہنگ و گر  
 تا بدانند کہ جسز مدح نہ دار و در  
 تا فریب دل مدح بہ اظہار ہنس  
 کہ شکایت بود از شر کہ بدل گیسراتر  
 کہ نمک چارہ نباشد چو بخوردند شر  
 و مہدم حسن طلب جلوہ دهند از بہر  
 مکہ ستجاں را در مدح سخن نیاں کجیر  
 دہن خویش بداجی مدح و مدح دگر  
 مے نہ داند کہ چساں طے کنایں آہنگز  
 چوں بگویند مکر نہ نمود هیچ اثر  
 بتعلق کندش دہر ہر شہر ستر  
 اس خرافت نبود طبع نیاں را در خورد  
 یست اس زمرہ ناجز بہ جوانی خبدا  
 کردہ باشد مگر از شرم و حیا قطع نظر  
 و آنکہ از نعمت تو بہرہ برو شام و سحر  
 بر سپاس کہ از ان ہیچ گیش نیست نافر  
 اندر اس مرحلہ شناختہ پارا از سر  
 کہ دم جسز نپاہد بہ دعا حدت گہر  
 تا ملوک و وزرا مدح فضل اند و ہنر



باد اوصاف تو از موج و ثنا مستغنی  
گر چه باشند به موج تو غزیاں مضطر  
باد در سایه محبوب علیحدا این  
دولت آصفی از هر حدت فو تنه و شمر

قطره ریاس لطف و کرم جناب کرنال را لڑ و قتی که عثمان اداره

تعلیم پنجاب روست ایشان بود

اولاً شکر آنکه فرمودی	حاجت بنده بے دریغ روا
ثانیاً عذر آنکه چندیں بار	آدم از پے صدراع شما
آں شنیدی که گفت افلاطون	رنج برود آنکه در نکو یہا
رنج او عاقبت بہ پایاں رفت	لیک نیکی ہمیشہ ماند بجا
راست گویم گزاردن نتوان	حق لطفی کہ کروہ بر ما
مے کم ختم برود عا گفتار	کہ نیاید ز بندہ غیر دعا

ترتیب ماہ ہائے جلالی در نظم

آورد و دے بہمن آہن دار فرودیں بہشت	باز خور و دوست و شیرست ام داد ایچواں
باز شہر یور پس مہرت و آبان بود	ہر یک از ماہ جلالی پیش تو کرم میاں

فرد

چند ندخان نعتی چوں سیر شد دل از جہاں  
داود آداب زندگی اما پس از نزع روباں

## شکریه سطرین افسر محکمہ پربت از طرف عزیزی انشا اللہ خام دیوی

فرزانه امیر داد گروشن	کز داد و کرم زمانه بنواخت
وستش بگرفت ز دوبرداشت	آنرا که فلک زیبار انداخت
بنواخت بقدر پایہ او	آں برآئے زمانه قدر شناخت
اصلاح اداره نمک کرد	زانسان که ز هر خلل بی برداشت
آوازه فگند دارد گیرش	زان گونه که دزد زهره در باخت
ناخواسته کام ماروا کرد	ناساخت کاروائے ماست
از فیض نیاز مندی دوست	انشا که ز ناز سر برافراخت

## قطعه برین دیوان منشی اقبال حسین صاحب تحلیص عشق

ہواں مرد آئادہ عاشق کہ نیست	در تہران خود کس مراد اقریں
نہ صیاد و ہموارہ از حُسن حُلق	پے صید آزاد گاں در کمیں
نہ ستار و پیوستہ زافسون نطق	کشور آشیای بازو شیراز عریں
ہے بارواز جہمہ اش انبساط	اگر مہربان ہست و گر خشکیں
نہ بینیش کہ سر کہ برابر و اں	غم یا بیش افتادہ چیں بر جبین
دو سال ست کافسون مہر و فاش	ربودست صبرم ز جان خریں
دلے دیر پیوند نا آشنا	کہ بودست فایز ز مهر و زکیں
ندانم کہ عاشق چه افسوں رسید	کہ در باخت خود را بکمرش چنین

سرشته سپیات و اوج زودست      سخن را سماں بود و رفت از زین  
 کنوں را نعم از طمع و دیوان سخن      که شد جلوه نسر بنوع گزین  
 درین روز ماکر ضرورت زماں      سخن شد همان و سخنور نمین  
 عروس سخن سے نیرزد به جو      به چش آن بود غیرت حور عین  
 صد آباد بر عاشق و غم نم او      که در دور ناسازگار سے چنین  
 زمینی به بیگانہ و آشنا      فشانست گنجینه از آستین

قصیده در شان جناب خطاب مجتبی امیر حبیب اللہ خاں والی  
 دولت خدا و افاضات تان خلد اللہ ملکہ و قشیکہ سائے ملاحطہ  
 در دستہ اعلاوم در علیک نہ نزول جلال فرمودہ بودند ایں قصیدہ در خواہ  
 ایشان خواندہ شد بود

سے رسیدگر فرق عزت بگذرد از فداں      مینر بانے را کہ شاد ہے چون تو باشد میہاں  
 اگر بہ قص آید در و دیوار کالج و در نیست      زین خطر کا مد بہ دیدارش امیر کامراں  
 دولت بیدار نیست ماکہ شد مہمان ما      چون تو مہمان عزیز قصیر ہندستان  
 زندہ کاش امر فرمودے باقی ایں در گاہ      تا بدیدے پایہ اش بالائے از وہم گماں  
 تا ہمہ امید کا ندر دل خود بستہ بود      از قدم نہ بہ چشم خویشیں دیدے عیاں  
 اے سراج ملت دیں اے امیر ابن امیر      اسے جو باب نامہ از خویش شادے کارواں  
 سنگ کا ندر تو تسلیم قوم آمد بہ پیش      داستانِ عبرت انگیزش نہ گنجہ دریاں  
 قصہ کو نہ جل و دانش نامہ در جنگ بود      جل میکوشید تا نگاہ از دانش نشان

دولت ہندار نہ بودے حامی این سکا  
شکر شد کز میاں برخاست آن جنگ خلا  
عاقبت مقبولی کل بیدیر غایت رسید  
شکر این کہ تیر نوازی کز قدم خویش تن  
گر نوید پارہ زان نیست یار اسے قلم  
پس ہاں بہتر کہ گرد برد عا خستہ سخن  
تا و تعلیم است و تلمیذین دین و دنیا فرغ  
ملت افغان ز تدبیر تو اندر عسک و فن  
آں چناں کز نوع خود و ذر و طاقت برست  
تا بود خیر و صلاح خلق در صلح و وفات  
اتحاد و دولت ہند و خند را داد۔ امیر

کو شمشیر بانی ہمہ بر باد و تفت بے گمان  
جملہ بر بستند بر اعدا و این کلج میاں  
تربیت گاہ غریباں شد گزر گاہ شہاں  
اہل کلج را فرزدوی آبرو و عسک و شہاں  
و رہگوید اندکے زان نیست نیرو زبان  
ز انکہ ناید جزو عاے خواجہ از مابندگان  
تا بود و بستہ با علم و عمل نظم جہاں  
گوئے سبقت بروہ۔ باد از جملہ انبائے زباں  
ہچنہاں در علم و حکمت باد ممتاز۔ از جہاں  
تا نہال دوستی بار آور دامن و اماں  
باو مستحکم لبان اتحاد و جسم و جان

در شکر یاد آوری عالیجناب ہنرمائیں امیر الامرا آذربیل نواب سید علی بابا  
بہادر متعدد جنگ الی ریاست ام پوڑم اقبالہم

کیست یارب کز دل آزادگان  
کیست کز ذکر جمیاشن جہاں  
کیست کز ذوق شنایش در روت  
کیست کز عصیت نوالش چارسو  
کیست کز رویش بر افتد گر نقاب  
گوئی از مشرق بر آمد آفتاب

برج او جوشد چو از فوارہ آب  
ہر کسے ناویدہ میخو اند کتاب  
خامیے رقصہ چو برق اندر سحاب  
قائماں راورد ہن گرویدہ آب  
گوئی از مشرق بر آمد آفتاب

کیست کز خویش اگر حرفے رود	دقت اخلاق شوقی باب باب
کیست کز صفش اگر خویش نام	در زمان بر دل فرود آید جواب
شہ نشان حاکم علیحاجان آنکہ نیست	جز نمودارے ز رویش مہتاب
روئے او نور شمیرش را گواہ	راے او روئے منیرش را جواب
خونے او آمد و لیل خونے او	گرد لیلے بایدت زوڑو متاب
کیست کز اکیر اگر پرسی نشان	بشنوی خاک درش از دل جواب
چوں ز غلوت پانہد و جلوہ گاہ	یا کند و بزہم سبھے را خطاب
چشمہ از گوشہا سبقت برد	گو شہا بر چشمہا آرد شتاب
برودہ رہ گوی بہ آب زندگی	برکہ از لطف کلاش کامیاب
جاوداں ماندہ ز راحت نصیب	برکہ از اعراض او پر پیچ و تاب
بر دلم نادیدہ بند مہر دوست	اسے خوشا رزے کہ بر خیز و حجاب
مہرباں بر خود گمانش کردہ ام	تا چہ بسیر کرد ایں فرخندہ خواب
اسے سلف را سیوہ نخل مہید	وے نیاگاں را دعائے ستیاب
در جہاں باشی سلف اچا نشیں	تا خلف ز ریشاں بود نامنیاب
نام آبا زندہ باد از نسبت	تا پس جوید آبا انتساب
تا حساب از عمر و از دولت کنند	دولت و عمر تو بادا بے حساب

لہ سنہ ثانی کے چند سال بعد از انابت سے خاصہ کو راہ پور میں یاد فرمایا تھا۔ اس وقت اہل قیطنہ پہنچا گیا تھا اس کے بعد رات کو

# تذکرہ

۱۵

مرثیہ جناب طالب جواد اللہ عارف جنگ ڈاکٹر سر سید احمد خاں غفرلہ  
پتہ اول

آہ ازیں تیر گذار اگر کماں انداختند	آہ ازیک زخم قوسے نیم جاں انداختند
اے عجب کز حلیت فردے زافر و بشیر	عالمے را از قیامت در گمان انداختند
اے عجب کز فردن یک پیرو سالخورد	تاب تپ و رکود ک پیرو جاں انداختند
اے عجب کز سوزانده و فات سلمے	مردم کیش را آتش به جاں انداختند
سپیل اند قوم نقد سے بود اندر کپسہ	کیسہ عالی مانده و نقد از میان انداختند
قوم را سر پایہ مجد و عملا از دست رفت	بعد از اں کایں گنج را دغا کراں انداختند
نو بہار آید و گرد بارغ قوم آسید نیست	بعد از وطن خسروان جاوداں انداختند
تا قیامت گوئی از تاریخ مافارغ شدند	کایں مصیبت بر سر اسلامیاں انداختند
اہل دیں بے یار و دیں سبکین بے یار ماند	ہر گہ ایں آوازه در ہندوستان انداختند

رفت و باخود رونق بزم مسلمانی بیرو

ملت از مرگش پیر مرد مسلمانی بیرو

## پتہ دوم

آہ از مرگ و ہر شوب سپیل آہ آہ	آنکہ در ہر نالائیم قوم را بودے پناہ
عہد یار می کا و بملاست دین دولت بستہ بود	تا زتن جاں بنیاد داشتے دامن گاہ
شکل یار اں اگر بودے ہمہ طوفان نوح	بر مثال کشتی نوح اندر کوئے سناہ

عمر کا کوشید تا شود بخوار سورِ نطن  
گر نشیند از رعیت بر دل ارکانِ شاه  
چارہ با انگینت تا طرح صداقت افکند  
در میانِ حاکم و محکم و سالار و سپاہ  
کاروانِ قوم دور افتاده بود از راہِ راست  
رفت و ادبے را بہرِ گرداند و آورش بر آ  
در صاف و ہر بودن و دین ملت را سپہر  
جج او این بود و انیش صوم این پوشِ صلہ  
سید القوم است ہر کس قوم را خدمت کند  
خدمت او بر سیادت بس بود اورا گواہ  
گر چہ از مائے تواند صد چوسید آورد  
آئیک لعل آرزو رنگ لالہ از خاکِ سیاہ

لیک تو مے کز خزانہ نشیب افتادہ اند  
باز ہرگز دوزیا بندانچہ از کف داوہ اند

- پند سوم -

میتوان فضل و نیش شہرہ و دلشان  
در فصاحت و چو سحباں حسنہ لقمان  
میتوان رجاہ و ثروت گوئے از قارون  
میتوان زہد و طاعت غیرت صفاں شن  
میتوان در ملک و دولت خسر پرور گشت  
میتوان زہد و طاقت رستم و ستان شن  
میتوان قطب مال شد میتوان شد غوثِ وقت  
میتوان خواہی میتوانی شد بجز انساں شن  
چیت انسانی پیدین از تپ ہمایگان  
از سموم نچد در بارغ عدن پتر ماں شن  
خوار و دیدن خویش را از خوارِی انبائے جنس  
درشتان تنگ ل از محنت زندان شن  
آتشِ قحطی کہ در کنعاں بسوزد بلع و کشت  
بر فراز تخت مصر از تاب آں بریاں شن  
زیستن و سر قوم و مردن اندر بس قوم  
گر توانی میتوانی سید احمد خاں شن  
میتوان مقبول عالم گشت آنا ہچو شیخ  
بہر سو و خلق مرد و وہماں نتوان شن

جو را خواں دیدن و در عشق اغواں زیستن

نہ خیم پیکان خوردن و شتاق پیکان ریتن

### بند چہارم

در شش جمعے بقلید ہر ہمت ناخند	ایک چوں قند گامے چند دل مریباختند
زود و دستند کایں سودا نہ ہر سر را سوز	اہل دعویٰ کا ندیں میدان علم افرانند
کار کار شیر مردان ست کز سوز و دواں	بزم را افرانند و شمع ساں بگداختند
سپید از رہ تا دم آخر غماں را بر تافت	گرچہ در آہش بسے خاؤ خشک انداختند
بو دیاراں را سپر تابود۔ در ہر شور و شر	ایک یاراں بر سرش تیغ جفاے آختند
خواجہ در فکر صلاح دین ملت در گذشت	ایک اہل دین ملت قدر او شناختند
جز ماست ہیچ نہ نوشتند مژدہ شش	چوں بنامش قرعہ در روز نخست انداختند
آئینے از عالم نریدستند جز چہرہ و جفا	آں جواں مرواں کہ کار اہل عالم ساختند
آومی و انکہ ز قوم مرده خیزد بے شکفت	کایں جہان مومی زیر آب گل ساختند

حیف کا ندہ جمع مستان ہوشیاے بود و رشت

وز زمین شور و نخل باردارے بود۔ رفت

### بند پنجم

گوئے از گردش فرو مانده است چو گل راچہ	کشتی از جامے نہ جنبہ۔ موج غماں راچہ
وہ بہ ویرانی کشد وقتست۔ و ہفتانش سچاست	گلہ سرگرداں شود و دوست چو پاں راچہ
چہرہ شد سہراب وراں۔ ستم و ستاں سچاست	یافت فرصت اہر من۔ مہر سلیمان راچہ
تارک ہر کس نذر تاب گرز روزگار	بر غمتیابہ سرے ایں ٹپک۔ سندان راچہ
قوم را بہیم عتاب و چشم حرم از کس نہاند	آں لب نفرتیں سرا۔ آں چشم گریاں راچہ



پند ایس شیریں میانان نمیکیرد به دل      آن زبان تلخ گو- آن تیغ عربیاں راجه  
 شد خزان و از بهاران نیست یا دل را خیر      آن بهار بے خزان بزم یاراں راجه شد  
 دل گرفت از خنده گل تابست از خنده لب      آن کلید قفل دل آن لعل خنداں راجه شد  
 آن که مے بخشید جاں آن باد نور زری سچا      آنکه مے بارید دُر آن ابر نیساں راجه شد  
 اے علی گدگد آنکه کردت شهره در اعمار کو  
 آنکه از خاکت بگردوں برد آن مسمار کو

### پند ششم

آه از آن در بیشه صدق صفا شیر زیاں      آنکه در سر و علن بودش یکے دل بازیاں  
 آنکه چوں دریا بود تیره از باران سنگ      آنکه از غرضش نه گشت صورت کوه گراں  
 بود و در مت پداعت منتهم از راستی      آه ایں باشد درین عالم نرے سہتاں  
 یار جز علیش نبود و علم دانی نادرست      ایں چنین بے کس سوز کو جل پزانو جہاں  
 بعد سیدل کر جفاے قوم گذشت از وفا      کیست تابا شد بر ایں نامہر باناں مہراں  
 خانه آتش دانی یکے جہاں سرے قوم بود      کیست مراں مہمانان ایں پس میناں  
 بعد از نو کاین دشت را گلزار کرد و رفت کسیت      ایں بنا ماراضماں ایں باغمارا باغماں  
 سعی مایشکل کہ بعد از خواجه نماند برقرار      جنبش از اجبت بچو رلقاب چوں فستاز میاں  
 جیش را نقد این سر سر خط دارد و خطر      گلہ را گیسستن از چوپاں زیاں اروزیاں

رہرواں را بعد از ایں یارب لعل اکسیت  
 دیگر ایں جے دولتیاں را یار دولتخواہ کسیت

### پند ہفتم

دوستان از مرگ نبود چاره و ز فرقت مفر  
جائے اشتغال و وقت است و مردانگی است  
و زخم سبیل اگر از فرض خود غافل شدید  
خواجہ دارالسلطنے از پیر شما بگذشته است  
کوہ پاکند است تا این جوئے شیر آویخته  
ترسم این سرچشمہ گرو تیرہ از سنگ خلاف  
عزم جزم آرید و بر خیزید و بہارستان شود  
شصت بلین بہت و رہند و تالان عیدگی  
یادگار خواجہ بعد از خواجہ بہر پادشاه

چوں زنان تا چند بودں بہر سبیل نوحہ گر  
کایں بلای ناگہاں نہایت جزمیت بہر  
این مصیبت بہت صد چندین مصیبت بزرگ  
تا بودنل شما از علم و دولت بہرہ ور  
بوکہ آب فرستہ و جوئے شما آید بہر  
بان مان وقت است قسرت اتفاق ہمدگر  
دست بکشاید و بر بندید و این بر کمر  
وہ کہ چندین خلق در ماند ز کار یک نفر  
شکر اورا خوب تر زین نیست اسلوبے گر

مُز و اویں بس کہ در صلاح خود کوشید زود  
کز شما غیور از شما مطلوب او چیزے نبود

### قطرہ شکر صحت یابی شمس العلما مولانا شبلی نعمانی

بشہ اسماء پس از ناخوشی و پنج دراز  
آنکہ نامش بکالات سحر گیتی است  
آنکہ گرسہ کند افسانہ فضل و بہر شش  
آنکہ خوانند شش اگر خیر زبان خود و بس  
بود و علت او علت قوی مضمر  
بسکہ اوروح و سیدہ است تبارخ سلف

شبلی ماہراد از سہ پالیں بر غاست  
آنکہ مشہور در آفاق شمس العلماست  
نامہ شکل کہ بیایاں بر روش سبک و کاست  
کرده باشند عدول اہل سخن از رہ راست  
لاجرم صحت او بہر ہمہ قوم شفاست  
ہر تدر فخر بذاتش بچند قوم ہواست

زنده تا ویر بمانا د کہ برتر کے بعد ازو خلعت تحقیق نئے آید رست

## عجید شب پرست

تعالی اللہ شبے کا نیر دریں شب کساں را مستقبل و مدبر نماید  
اگر اقبال خواہی بندگی کن کہ حبلہ او خردنی را روئے باید

قطعات تاریخ و مختلف مادہ نئے تاریخ

قطعه تاریخ طبع دیوان میر مہدی مجروح دہلوی

مجروح آنکہ نام سلف زندہ است ازو  
دہلی کہ بود کان شہر معدن کمال  
جسمے کہ داشت سر فلک از وجودشان  
و انا نکہ ماندہ اند انان جسم یادگار  
غالب برفت غیر و آندوہ رفت ذوق  
رفتند و جائے خود ہمہ خالی گزاشتند  
مجروح ماندہ است ازاں جمع یادگار  
کایں عند لیب قصہ ہمی خواند از بہار  
دیوان او کہ رنجستہ را دور آخر است  
کایں نئے کہ و انہا مستہ حیر و میر ز است  
ذاتش بود غنیمت گیرے دریں زماں  
امروز از کمال نیابی درونشان  
راندہ دوسوے جنت ماوے یگانگیان  
بلیکے زندہ اجل را زماں ثماں  
سومن برفت و حسرتی و عارف از میاں  
کس پر نخاست تا بنشیند بجائے شان  
یارب بدار از بد و دورانش و اماں  
دیں گل خبر ہمی و ہزار عند گلستان  
خوش میسزند صد بحر نیان کتہ دل  
خے خشمش بہر جگر تشنہ را گھاں

القصد چاپ گشتہ اذنان آں متاع      کانرا بہ گفتِ عمرِ حسرتیں ہمتیوں  
پرسد اگر کسے ز تو تیغِ حالیا      گو۔ نظم و لفریب بود سالِ طبع آں

تیاغِ بنائے مکان سید عوض علی مرحوم رئیس خارجہ ضلع بلند شہر  
کہ حسبِ بایش ابرو غزالو جو دستِ قیاضِ ستینِ حرمِ نوشتہ

کرد سید عوض علی تمسیر      ایں شبستان بانیِ نہتِ دل  
چوں بہ پایاں رسید گفت      سالِ ہجرتیں ایں ظفرِ منہل  
پس بچن لفظ بہ مثالِ فزون      تا شود سالِ عیسوی حاصل

۵۸۳ + ۱۳۰۴ = ۱۸۸۷

قطعہ تیاغِ تعمیر مسجد واقع سوئی پت کہ باہتمام خواجہ محمد علی مرحوم  
خطیبِ پانی پت اصل مانی نویں تحصیل سوئی پت تعمیر یافتہ

محمد علی آں مددگار حق      کہ از مالِ جان بہت برویں فدا  
کمر بستہ بر یاریِ اہلِ دین      بہ تعمیرِ ایں جامع و گلشا  
پے آنکہ زینِ عمدہ آید بروں      کشیدہ بے ماہِ رنج و غنا  
وگر جمعہ از حق پرستانِ شہر      دریں کار با او شدہ ہمینو  
چو سالِ نبایشِ حجتِ مزل      بگفتا۔ چو خوشش کہ مسجد بنا

تیاغِ وفاتِ محمد ابراہیم جواں مرگ طالبِ علم بی اے کلاں کلاں

محمد ابراہیم جواں کلاں گفت      ز خصلِ جوانی مژدہ بر رخوردہ



تیلخ بنائے مہاں سرے در موضع مون واقع نچا بجایاں

بھر کرم آں وزیر چند کہ باقی ست نام بزرگاں مون بدل نویش  
 ساختہ منز لگے چو بہر غریباں مکیہ کہ بہر غریب آید سالش

تیلخ بنائے باغ در موضع تہ ضلع مظفر نگر ترتیب دادہ سید فیاض علی خاں

تیس نامور فیاض علی خاں کہ نتواں کرو وصف اور صدیک  
 بہ تہ طرف باغ طح انداخت کہ در غوبی زندہ بر خلد چشک  
 چو حالی سال ترتیب ہے حجت خروںرہ بود باغ نو مبارک

قطعہ تیلخ تعمیر چاہ بنا کردہ سید محمد کی ریس سوئی پت

بجند چاہ چو سید ذکی نہ سوئی پت زفاک جوش بز آب صافی و شیریں  
 نادر سید زائف بگو شش حالی زنا کہ ہست سال بنا چشمہ بہشت بریں

قطعہ بروقات مولوی چراغ علی مرحوم

آہ آہ از حلت بے گاہ عظم یار جنگ کز میان رہ زہم راں غماں پچید رفت  
 حیف دنیا را بختہ سا لگی کردہ داع بزم مارا بزم ماتم باز گردنید رفت  
 مستفیدان پرنہ کردہ دامن حسنی منور مشے از گنجینہ لعل گہرا پشید و رفت  
 از سحاب فیض کلکش ناشدہ شیراب خلق ساعتہ برقی میانی از آفاق تابید رفت

عقد نامکشودہ ماند نکتہ ماند نوشتہ ماند  
 کرد بے آزار خلق اعمال سلطانی ادا  
 یاوران قوم را تا دلیست یا در بود و یاد  
 از دل پروردگار صدائے برینجا  
 طبع آزادش بہرمت کہ بینی صلح و  
 گریز یکصد سال کس انجام او مرگست بس  
 بہر جوئے شیر کوہ بے ستوں کند یافت  
 نے ز کس زنجیرہ و نئے کس را برنجانی یافت  
 ہرچہ بتوانست را بنید شاخ شیر یافت  
 مدتے چوں بحر کمال در نہاں جو شیر یافت  
 در دل خویش دل بیگانہ و گنج یافت  
 چوں شہر بر وضع دوران متیواں خند یافت

قطعہ تاریخ وفات جناب احمد علی صاحب موم جو حافظ  
 محمد یعقوب صاحب محبت دی کی فرمایش سے لکھا گیا تھا

شد کہ است علی ز دار فنا ماند خلتے بہ گریہ وزاری  
 مغفرت وقف روح خواجہ کہ او یافت حلت بہ سال غفاری



بسم اللہ الرحمن الرحیم

# شرفا سی

دیباچہ سفرنامہ حکیم ناصر خسرو متضمن سوانح عمری حکیم موصوف کہ بخلاف تذکرہ  
نگاران پیشین محتاق و قسیتیہ از سفرنامہ دیوان شعر و استبساط کردہ  
بصحت ہرچہ تمام تر نوشتہ شدہ است

صاحب اس سفرنامہ حکیم ابو الجین ناصر بن خسرو علوی از شعرائے قدیم خطہ خراسان ست  
کہ بعلاوہ شاعری در علم و حکمت و فضل و دانش شہرہ روزگار بودہ - مورخان و تذکرہ نگاران در  
شرح احوال شراہ تحقیق ناسپردہ و سرہ از ناسرہ باز نہ استہ پردہ مانے تو بر تو بر چہرہ مقصود  
فروستہ اند - اگر اس سفرنامہ و پایہ از دیوان اشعارش بدست نینتادے چارہ نبود از انکہ  
بایز بہ بال ایشان دیم و راہ از بیراہہ باز نہ شناسیم \*

چند آنکہ درین قصیدہ غور کردہ میشود چنانہ خاطر میرسد کہ بچکس از معاصران حکیم غریب و بھار  
حال و سہ پرواختہ و سالہائے فراوان و قلع زندگانی او نا نوشتہ ماند - باعث بریں بے  
اعتنائیہا آن تواند بود کہ فقہائے آل زماں از شیعہ و سنیہ چنانکہ عنقریب ذکر کردہ شود  
ناصر از فرقہ اسماعیلیہ گمان میکرد و مدو اسمعیلیاں را بہ لقب ملاحظہ و باطنیہ لقب میداشتند

اسمعیلیہ طائفہ ایست از امامیہ کہ اسمعیل بن امام جعفر صادق را بعد از جناب امام برحق دانند و گویند امام جعفر صادق



پس غالب آنست که تا زمان دراز احوال از فریقین بسبب تفاقمی که از تصبغ غیر بکارش  
ترجمه حکیم موصوف میل نموده باشند اما چون در قرون لایحه دیوان اشعار و دیگر تصانیف و نظم  
مالک انتشار یافت و معتقدان احوالی که بهستان بخشاش که مرقد حکیم در آنجا است فوج  
فوج ظاهر شدند آنوقت بود که ارباب سیر و تفحص اخبار و آثارش پرداختند لکن سیر  
و یا بس که یافتند یا از اقوام عامه ناس شنیدند بے تأمل حواله قلم نمودند و افسانه‌های که  
معتقدان و کسانی که خود را شایسته ترجمه حکیم بودند آنرا از افادات حکیم دانستند بآنکه بر حقیقت  
و عرض کنند و صواب از خطا باز شناسند نقل و رد آیش مبادرت کردند و ازین جهت  
از غشاشی عظیم در ترجمه حکیم سابق اوصاف راه یافته و پدید آمدن سیرکار بدون بنیاد مشکل افتاد  
اگرچه درین روزها چارلس شیفر نام یکی از افاضل اروپا احوال ناصر و اورنگت فرانسه  
بایست هر چه تا سیر نوشته است اما بسبب جنیتت زبان فرانسه کلیه نمیتوان گفت که چه قدر  
از عمد تحقیق بیرون آمده و تا کجا داد تنقید داده است - بنابر علی ذلک در ذکر احوال و نقلات  
قوم برهان قدر که مقبول قابل جزم است اکتفا خواهد رفت و باقی آنچه از کلام خودش میتوان  
استنباط کرد نوشته خواهد شد \*

اول اختلافی که کرده اند در تعیین سال ولادت اوست - حمد الله مستوفی قزوینی در  
تاریخ گزیده سال سیصد و هشتاد و پنج از هجرت خاتم النبیین صلعم ضبط کرده است و مصنف  
(بقیه صفحه ۵۳) امامت را بدو تنویض داشت و با مادر اسمعیل بیچ زانی جاریه را باز نه ساخت چنانچه بی صلعم باشد  
و علی با فاطمه - نیز اسمعیل را قائم الامه دانند و پیش امام لایق کار ندارند گویند در امامت بر مذهب مانند مذهب روز  
هفت آسمان و هفت سیاره ۱۲۰ حال

صفحه ۵۴ یارب را معرب کرده اروپا میگویند ۱۲ تنقید یعنی نقادی ۱۳ ۱۲

دلیستان المذہب سید و پنجاہ ونہ۔ و صاحب حبیب السیر سید و پنجاہ و ہشت معلوم می کنند  
اما این ہرست قول مرود است۔ بے قول صاحب آئنت کہ رضا قلیخان در تذکرہ مجمع الفصحاء  
آورده و آن سید و نو و چار است و چارلس شیفر در ترجمہ فرناویہ خویش ہمیں قول اخیر اختیار  
کرده و بقول خود حکیم تمک جتہ کہ در بعضی قصائد خویش میفرماید

بگذشت ز ہجرت پس سید و نو و چار بہنادر مراد بر مرکز اغیار

نیز قاطبہ تذکرہ توپیاں اصل حکیم را از اصفہان معلوم داشته اند اما ہیچ دلیل کہ مفید  
خرم باشد ذکر نہ کرده بل بلا خطات چند میتوان گفت کہ اورا با عن جد با اصفہان و دیگر بلاد از  
عراق عجم و پارس سیچ تعلقہ نبوده و سلاف و بزرگان او از عبد مامون ابن رشید یا عبارات  
دیگر از زمان امام علی ابن موسی الرضا کہ جد ہشتم ناصر خسرو بودہ ہمیں و صفحات خراسان سکے  
داشته اند و محمود بلخ کہ تازمان دراز دار الملک ولایت خراسان بودہ است باید سقط الراس  
حکیم موصوف باشد چنانکہ خود گفته است

اے بادِ عصا گر گزری زیار بلخ بگذر بخانہ من و انجا بجوئے حال

و ہمچنین در بسیارے از اشعار خود چنانکہ ہر کس را در عالم غربت و دوری وطن اتفاق افتد بر شعراء  
خراسان و اہل خراسان دین خود را و نیز در سفرنامہ عبارات بسیار است کہ بر نیمنی دلالت  
واضح دارد۔ بالجمہ سلسلہ نسب بہفت واسطہ تا بہ امام ہمام علی ابن موسی الرضا علیہ السجۃ و الشہادۃ  
کہ در مشہد مقدس مدفون و بہ شاہ خراسان معروف است منتہی میشود۔ بعد از حفظ قرآن مجید کہ

۱۵ این تذکرہ از تالیفات امیر الشعراء رضا قلیخان متخلص بہ ہدایت است کہ در سال ۹۵۰ شمسی ہجری در دار السلطنہ  
طہران چاپ شدہ و دریں ایام ہندوستان رسیدہ است ۱۲۰۰ ع عراق عجم و پارس نام دو ولایت از ممالک

ایران است و تمامی مملکت ایران را کہ پارس میگویند مجاز است ۱۲ عالی

گویند ورنہ سالکی بدایں مشرف شدہ سالہائے ورا نہ تحصیل علوم متعارفہ از معقول و منقول  
و علوم غریبہ فنون تسخیر و نجوم و رمل و سائر دانشها که در آن روزگار از جمله کمالات شمرده میشد  
و هیچکس را بدون آنها فرزانہ و حکیم نمیخواندند مشغول بود۔ گویند وراے علوم دنیسیہ و فنون حکمیہ  
که میان اہل اسلام و ائرو سائر بود برکت مقدسہ از توریث و انجیل و مجموع صحیف انبیاء نیز  
اطلاعی تمام داشت حتی اینکه فضلاے یہود و مسیحیے آن کتاب مارا از او اخذ میکردند۔ و آنچه از  
کلام خودش در سفرنامہ مکتوب میشود اینقدر است کہ غالباً از اُنست و خط عبرانی نیز خبر بود چه در  
ذکر فلسطین مضمون بعضی کتابها کہ بہ خط عبری نوشته بودند شرح داده و بیان کرده است  
مع اقصیٰ بعد از سوخ و کمالات علمی سالہا بر تحصیلین درس میگفت و بحث معضلات و رفع مغفقات  
از دقائق عقلیہ و مسائل نقلیہ مشغوف بود تا آنکہ بتقریب از بلخ بہ مرو و شاجان کہ امر فرس طرح نظر  
دولت روسیہ است شتافت۔ مرو اگرچہ الحال از تاتار مطلق العنان محسوب میشود فاما در زمان  
پیشین از بلاد معتبرہ ممالک فرسان و پادشخت سلجوقیہ بودہ است در عهد سلاطین عجم در دولت  
اسلامیہ اکثر از علما و حکما از اینجا برخاستہ اند۔ بالجلہ کارنا حاضر و در دیالاکت آنوقت  
طغرل یک سلجوقی در نیشاپور و کہیں برادرش چنگیز در مرو بر سند حکومت جادہ شدند اینابر  
را در خدمت چنگیز قرب اختصاص بہر سپیدہ و مسلک بمران دولت مسلک شد و چنانکہ  
خود در سفرنامہ میگوید از جملہ متصرفان و اموال و اعمال سلطانی و متصدی قہات دیوانی گشت  
از تاریخ تمدن اہل اسلام لایح میشود کہ در قرنہائے پیشین کسانی کہ بلقب فلسفہ اسلام  
ملقب بودہ اند قابضہ روزگار بہ ترک و تجرید میگذاشتند و ہرگز جن بخدمت ملوک و سلاطین  
درמידند۔ و اول کسیکہ از میان ایشان خدمت ملوک را اختیار کرد شیخ الرئیس ابوعلی ابن  
سینا بود کہ غالب ایام حیاتش در وزارت آل بویہ بسر آمدہ۔ صاحب وضعہ الصفا میسنویست کہ

بہادر شیخ رئیس اکثرے از حکمائے اسلام کہ ملازمت حکام و اسباب فرمان اختیار کردند  
 اقتدار بہ شیخ کردند۔ از آنجا کہ اصل شیخ ابوعلی و ناصر خسرو از بلخ بوده است و عروج شیخ بہ بلخ  
 شمت و جاہ کہ در دولت آل بویہ اورادست و اود ناصر را در عین شباب سمورع اقدادہ باشد  
 و نیز ناصر خسرو بجزیم و یقین دانستہ کہ اینہمہ شہرت و شہجاء شیخ بجزیرہ قریب سلطانین بہرگز نہ ہوتا  
 نے بہت لاجرم حکم میداد کہ اگر اینہمہ اسباب ناصر خسرو را بجا نیست آل سلجوق مائل کہ وہ و انکو  
 عزت بہار الملک مرد کشیدہ باشد۔ اگرچہ ناصر خسرو چنانکہ بہ ازین گفتہ شود دیر سے کہ کشیدہ  
 کہ از خدمت چغریک آزاد شدہ و دیگر پیرامون آل نگزیدہ اما برادرش خواجہ ابوالفتح عبدالحلیل  
 در عمدہ طفل بکث پسرش خواجہ معین الدین در زمان ملک شاہ سلجوقی تا زمان متہ ملازم دیوان  
 مستعد و گاہ بودہ اند۔

علی الحکمہ تا سال چار صد و سی و ہفت ہجریہ کہ چہل و دو سال از عمر ناصر خسرو گذشتہ  
 بود روزگارش در خدمت امیر چغریک ہمہ برس منوال بود تا آنکہ داعیہ سفر بجاز چنانکہ در سفرنامہ  
 و انمودہ است اور از جابر انگیخت و از مشاغل دیوانی بکلی دست شستہ تمامت اسباب  
 جاہ و شمت را پرہیز و گفت و کہین برادر خود ابو سعید و یک غلام را ہمراہ گرفتہ رخصت کہ رود او  
 آل دین سفرنامہ رقم کردہ اختیار نمود و از بلاد خراسان و عراق عجم و آذربائجان بہ آرمینہ  
 رسیدہ و از آنجا بہ شام و فلسطین و عراق عرب عبور دادہ و در یوم حج وارد مکہ محترمہ شد۔ بعد  
 ازین بمصر رفت۔ و قرب ۱۰ سال از آنجا اقامت داشت۔ و در زمان اقامت مصر و بارہ حج  
 بیت اللہ زیارت روضہ منورہ جناب رسالت مآب شرفما اللہ تشریفاً و حجاز آمدہ باز بمصر

۱۰ پد ابوعلی از عمال تغ بود و در ایام سلطنت نوح سامانی بجانب بخارا رفتہ و ابوعلی ہم در آنجا در سلسلہ ہجرت

شدہ ۱۲۔ ولادت ناصر خسرو بعد از ولادت ابوعلی بہشت یک سال بودہ ۱۰ در سالیکہ شیخ وفات یافتہ ناصر خسرو سی و سہ سالہ بود

انالی مشرق محو کردہ ایشانرا بسوسے غیش نائل سازند خاصہ مستنصر باشند کہ شصت سال تصدیق  
 امر خلافت بود و فرصت این کار بیشتر از خلفائے ماضیہ اور دوست اود بود و ہمارہ از طرف  
 او بجز آریس و دعاۃ دیں صفحات میسر رسیدند تا مردم را بر روش اہل علییہ دعوت کنند و حکومت  
 مصر را در لباس مذہب رونق دهند و حاجۃ الامر بطور ساعی مستنصر بتوسط باسیری در بغداد  
 و حلقہ حبیلح و خراسان آہنجاں شدہ کہ ہر کس برائے العین شاہدہ کردہ پس احتمال میرود  
 کہ ناصر خسرو را بجست این مقصد فہم برگزیدہ در مصر طلب داشتہ باشند کہ ہم از وئے نسب با خلفائے  
 مصر غیش داشت و ہم از وئے عقیدت شیعہ و ولدادہ خاندان نبوت بود و بعدا وہ علم و فضل  
 بر دیگر سلاطنت نیز وقوف ہم رسانیدہ و دستے در دولت آل سلجوق بہ کفیل مہارت یوانی باشند  
 چنانچہ در بعضی از قصائد غیش کہ در واد سفر بیان کردہ است مے فہاند کہ باعث سفر مغرب  
 جز شوق لقاے مستنصر باشد چہرے دیگر نبود و مضمون قصیدہ مذکور را باید بر وجہ تمغین و اینجا  
 ذکر کنیم کہ خالی از ذوق نخواہد بود میگوید: سال سیصد و نو و چار از ہجرت گذشتہ بود کہ مادر شوق  
 مرا بر خاک نہاد۔ آنوقت بالندہ بے شعور مانند رستنی بودم کہ از خاک سیاہ و آب مقطر پر آید  
 باز از وجہ نباتی بہر تہ حیوانی رسیدم و روزے چند چوں مرغ یک پر را بچین بودم تا آنکہ بجا  
 چارین رسیدم و نا طعہ در جسم مکر راہ یافتہ و اثر مرضی ظاہر شدہ۔ چوں عمر من بچیل و دور رسید

باسیری غلام بود از غلامان بہادور و دلی شجاع باہمت کہ با عانت مستنصر تا یک سال تمام با ناصر عباسی امجد  
 داشتہ و فرمود تا در ایاد خطبہ نام مستنصر خوانند ۱۲۰۰ سن حبیلح موطئہ اہمیلیہ شرق است کہ در آن آخر عمر خلافت  
 داشتہ کہ ہجر بہ مصر رسیدہ و مرد عنایات مستنصر شد و بعد از وفات مے در سایر بلاد و جمہوریہ مردم را باہمت نزار این  
 مستنصر دعوت کرد و خطبہ کثیر را بہ مذہب اہل بیت ساخت و جبہ را تعلقہ اکوت و نواحی قستان بحبت اشاعت  
 مذہب فرستاد و آخر تمامی بلاد رود بارہ قستان غیر ذلک در محیط تصرف آورد کہ موازی حد سال حکومت اہمیلیان را کی  
 صفحات در ترقی بود تا آنکہ در ۱۲۵۰ بود سیت ہولا کوٹان بہرہ چنگیز خان منغل ستار گلشت ۱۰۰ حالی

و خود را از هر کس بهتر یافتیم - با خود گفتیم ایستہ کسے میباید کہ از ہمہ خلق بہتر باشد چوں باز از  
مرغان و شتران بہائم و خربابن از درختان و یا قوت از جواہر یا مانند قرآن از کتاب و کعبہ زینا و  
دل از اعضاے بدن و خورشید از ستارگان - پس انفلکے بر خاستم و سفر پیش گرفتیم - و من بعد از خانہ  
و گلشن و منظر ایسچ یاد نہ کردم - پس حاجت خویش از پارسی و تازی و ترکی و سنندی و ہندی  
و رومی و عبری و فلسفی و مافوقی و صباہی و دہری و خواہم و کمر سوال کردم - بسیار از سنگاں شتر  
و بالین ساختم و بسیار از ابریشم و چادہ کردم - گاہے بزدینے رسیدیم کہ آب آنجا چھوہ فرغند  
بود و گاہے بر سر کوہے برآمدیم کہ از دو پیکر بلند تر بود - گاہے مانند شتران ریمان و درگون  
و گاہے مانند استر بار پرشت ہمچنین از شہر بہ آں شہر و از نیجا بہ آنجا پر سجدہ و جویہ و ہمیشہ  
بعضے گفتند کہ شریعت بہ عقل راست نئے آید زیرا کہ اسلام بہ شمشیر قوت گرفته است - اما ایہ  
سخن تقلید ایشان قبول نکردم و از حجت و بران قطع نظر نہ نمودم زیرا کہ حق بتقلید میسر  
نمیشود - ہارے چوں خدا خواہد کہ درے از رحمت بکشاید ہمہ و شواہد آسان گرد و آخر  
بر در شہرے رسیدیم کہ آنجا اجرام فلکی بندہ و چاکر و تمامی آفاق مستقر بود - صحرائے آنجا مانند دیا  
پر نقش و نگار بود آب آنجا مانند کوفہ رمل صابی بود - منازل آں شہر غیر از علم و فضل و حسن و بر آں  
بانغ غیر از عقل و غوہ بود - شہرے بود کہ حکمائے آنجا ہمہ حریر و دیباہ پوشیدند نہ (مانند فقہائے  
خراسان) بافتہ پشتم مادہ و نرود برسیکوند - چوں در آں شہر رسیدیم خود با من گفت کہ بیا و حاجت  
خود طلب کن و از نیجا گذر - پس من نزدیک پاسنجان آں شہر رفتم و راز خویش بگفتم - گفت

۱۲ مراد از آن خجوبہ امام زمان است ۱۲ - این سخن توفیق بہت بسلطنت غزنویہ و سلاجقہ کہ ملک بقرہ و استیلا  
گرفته بودند - بخلاف ملوکیہ مصر کہ عقیدہ خویش برحم و انصاف از سار بادشاہان اسلام امتیاز داشتند ۱۲ - مراد  
از آن شہر ملک مصر است کہ مستنصر باصرہ حاکم آنجا بود ۱۲ - مراد از پاسنجان آن شہر مستنصر باصرہ است ۱۲  
حالی

اندوہ مخور! اس شہر چرخ برین است پُراز اختران بلند بلکہ بہشت است پُراز پیکرِ بے دربا  
گفتم کہ مرافض ضعیف و زندقہ شدہ است۔ پس بروستی تن و سرخی رنگ من منکر من دارو  
بے حجت و بران بخجورم و از رونے اندیشم و قول منکر نمیشنوم۔ گفت اندوہ میر کہ من در اینجا  
طیبہم پس علت خود پیش من مشرّح کن۔ من از اول و آخر و علت و معلول و جنس و صنعت  
صورت و قارو و تقدیر و مقدار سوال کردم۔ چوں آن مرد دانایں سوالہا از من گوشہ کردست  
قبول بر سینه خویش نہاد کہ حجت خدا پاد بر آن دست و بر آن سینه و گنت آرسے دارو با حجت  
و بران دہم۔ اما مہرے حکم بر لبست بہ بندم۔ باز بر شربتے کہ مراد دو گوواہ از انفس و آفاق  
حاضر کرد۔ پس من آن دانو را قبول کردم۔ و او مہرے سخت بردام زدم۔ و ہر روز بہت بیج  
چارہ کارین ہمیکرد۔ تا آنکہ مشتبہ خاک مرا مانند یا قوت منور ساخت۔ اینک یا قوت منم  
و آفتاب من کسے است کہ از فروغ دے ایں عالم ظلمانی روشن است۔ خوشا شہرے کہ  
پا سہانش چیاں باشد و خوشا کشتی کہ لنگرش چین بود۔ اے آئینہ علم را صورت و  
فضل را جسم و حکمت را دل و مردمی را اثرہ و دانش را افتخار بودہ۔ من کہ با جامہ لپشیں و کالبد  
و گوندہ صفہ پیش دیش تو بیستادہ ام۔ الحق کہ بعد از حجر الاسود و خاک پیمبر جز بردست تو  
لب نہادہ و من بجد تو تمیکہ زندہ ام و ہر کجا کہ باشم جز بر شکر تو قلم و کاغذ و دوات  
نہ رانم۔

از سیاق بیان ایں قصیدہ چند نتیجہ استنباط میتوان کرد یکے آنکہ فی الواقع  
ناہر خسرو آوازہ حین سیرت مستنصر باللہ را شنیدہ سفير مغرب نخستیار کردہ بود۔ و نیز از  
طرز حکومت خراسان جن طریق علمائے آنجا کہ رہتے میداشت۔ و اتمہ از خویش بہ فضل و کمال  
و بزرگی و سیادت خود از اہل وطن توقع نہداشت۔ و سخنانے کہ مستنصر باللہ منکام ملاقات

بر او انشا کردہ آنچنان راز نامے سر بسته بود کہ نا حاضر سر و کشف آن نمیتوانست کرد و نیز  
 از این قصیدہ مستفاد میشود کہ مقصود وے از زیارت مستنصر جز الکتاب سعادت و  
 تحقیقِ راه حق و کشفِ معضلاتِ مذہب و رفع و سادس قلب چیزے دیگر نبود۔ و چون  
 در سفر نامہ دیدہ میشود کہ حکیم موصوف ہنگام معاودت از مصر بغایت تنگ دست بود و در  
 عرضِ راہ چند جا بمعصمت و دیگران محتاج شدہ بضرورتِ مہیا تسلیم کرد کہ مطلب ازین  
 سفر دور و دراز طلب جاہ و دولت نبود و قصائد بسیار کہ در ہج مستنصر باللہ انشا کردہ  
 آنچنان نیست کہ شعرائے متعلق و چاہلویں در ستایش اہل دنیا وضع کنند بلکہ از تمامی  
 مرائج وے کہ تا نفیسِ اپنین در حق مستنصر نوشتہ ثابت میشود کہ اورا با کمالِ صدق و  
 یقین و غایتِ خلوص ارادت امام مفرض الطاعۃ میدانست۔

باجملہ سرگذشتِ حکیم از آنوقت کہ سفر وے بہ پایاں رسید تا آن زمان کہ مرم خراسان  
 اورا بہ زندقہ و الحاد متہم کردہ بقصد وے برخاستند و از آنجا گرختہ بکوہستان بدخشاں افتاد  
 و در پردہ احتفا است۔ اگرچہ بعضی از وقائع نسبت بحکیم چنان نوشتہ اند کہ میتوان گفت بعد از  
 سفر مغرب و جلائے وطن مراد را در دادہ باشد چون رسیدن بہ بغداد و گیلان و رستمدار  
 و دستے با علمائے آل دیار بحث کردن و ہنگام مراجعت بصحبت شیخ المشائخ ابوہریرہ خرقانی  
 فائز شدن و بردستِ شیخ بیعت نمودن و چند مدت در خدمت ایشان روزگار گزارانیدن  
 و امثال ذلک اما ہیچ ازینہا در نظر تحقیق و ثوق را نشاید۔ بہر حال منشائے خلاف اہل خراسان  
 را بعضی چنین نوشتہ اند کہ اورا کتابے است شمس بہ روشنائی نامہ کہ از آفرینش عالم و  
 حقیقت روح و اسرار تکوین و آن کتاب سخن رانده است و حرفہا سرودہ کہ بر زندقہ و الحاد و قال  
 و لالت دار و ازین سبب خلقے برخلاف او کمر بستند۔ و چون دیوان اورا ملا خطبے کے نسیم



ہم چیز ہائے بیار ازین قسم میابیم۔ یکجا از حشر جسمانی استبعاد میکند و جاتے دیگر بر وضع کائنات خردہ میگیرد۔ و همچنین ہر گونہ وسوسہ خطرات کہ بر خاطرش میگذرد بالکمال بے باکی و آزادی حوالہ قلم میاند۔ اما اینہ چیز ہائے بایست سبب انکار مردم شود۔ چہ سنت متبرکہ شعرائے ایران زمین است کہ غالب اوقات برخلاف قانون شرع نغمہ ہائے خارج آہنگ سریند و باغدا و اہل خدا شوخیہا کنند و لچوں اکثر اقبال ایشان نہ از عالم حال باشد بل شرح حل بر بہرل کنند و حکم یقولون ماکلا یفعلون۔ ایشان را معذور دارند۔ بعضے دیگر گفتہ اند کہ از ادب غریبہ و تناسخ سخن میگفت و مقالات او از فہم علمائے زمان بلند تر و واقع شدہ لایحیہ و در طبع خاص عام از نو و حشمتے پدید آمد و قصد او کردند پس از خراسان سفر کردہ بجانب بلخ فرستاد و آنجا نیز متواری بود تا آخر کہ ہستان بدخشاں افتاد۔ این سخن چند انکہ غور کردہ شود ہرچہ استبعاد سے نازد۔ چہ در طبقہ از طبقات اسلام جمعے کہ خلاف جمہور حشر ہر زبان آورند از دست فقہائے زمان چہ جفا کہ نہ کشیدند و چہ بلا کہ نہ دیدند۔ اما و اسے ایں ہمہ سباب سببے دیگر بود کہ سائر اہل خراسان را از جا در آورد۔ خاوند شاہ در روضۃ الصفا و بہر حقیقت او صاحب حبیب السیر و دیستان المذہب فرستہ اند کہ "اسیر ناصر چوں از مصر مراجعت کردہ باز بحر اسان رسید مردم را بخلافیت متصور و روش اسمعیلیہ دعوت میکرد۔ اعدا قصد دے کردند۔ خوف و ہراس بر او استیلا یافت و در جبلے از جبال بدخشاں پناہاں گشتہ بہشت سال بر آب و گیاه قناعت نمود۔ ہر چند در سفر نامہ دلیلے روشن بر معنی یافت نمیشود۔ اما چنانکہ بالا ذکر کردہ شد از نقد رانکار نمیتوان کرد کہ ناصر خسرو راہ آورے کہ از مصر پائے اہل وطن آورد و محبت علویہ مصر بود۔ علی الخصوص از مناقب مستنصر باللہ سینہ و دل لبریز داشت بے از قصائد طوال در مدح دے انشا کردہ وہم در سفر نامہ عدل داد اورا بیش ازین ستایش

نمودہ۔ وچنانکہ از مضمون قصیدہ مذکورہ اہم در متبادر میشود و میباید بدعوت روشن ستمی  
و نشر مناقب ایشان اقدام کرده باشد۔ و نیز در یک قصیدہ فخریہ بدین مطلب اشعارے کردہ است  
جانیگہ میگودید

ازیر انطیم کسے در نیابد کہ برائے آں بہر بر بنطیم  
نہ بس فخرم آں کہ امام زمان! سوئے عاقلان خسرا سال سفیرم

پس علمائے خراسان و امارات انہر کہ با خلفائے بعد از غایت عصمت و شہادت و علویہ مصر را غارت  
خلافت و ضلال و فتنہ سے شمرند بہتہ میں حمدائے غریب را گوش کردہ با حکیم در اونچتہ باشند  
انالی ملک و لولہ و عہد را بخلاف دے برگختہ حکیم نیز در بعضے اشعار خود شمنی اہل خراسان را  
بر دوستی اہل بیت بنا نمادہ است جانیگہ میگودید

گرچہ مرا اہل خسرا سانی است از پس پیروی و می و سری  
دوستی و عترت و خان رسول کرد مرا مشک و مازندری

راس و رئیس مدعیان حکیم یکے مفتی خراسان بود خفی المذہب و دیگر حاکم بلخ کہ در اکثرے از اشعار  
و دے روئے شکایت با ایشان است و قصائد بسیار کہ دریں خصوص گفتہ است ولالت دارد  
براینکہ تا آخر عمر از دوری وطن و جور اہالی وطن میں نالید و شب روز فریاد و زاری میکرد۔ و بعضے  
اشعار خود با ولایت خراسان خطاب کردہ میگودید کہ اے خراسان اگر حال تو بے من مبارک و  
میسون بہت بارے احوال من بے تو درگون است۔ مرا فرومایگان کہ از نماز خویش ساجد باشند  
از خانہاں برانندند۔ ہماناکہ لیز و تعالی بشامت ایں فرومایگان خشم خود بر خراسان باریدہ است کہ  
او با شے چند بے خان و ماں امروز در آنجا خان خاتون شدہ اند۔ آرسے دنیا بہشت کافر و زندان  
مومن است و ازینجا است کہ تو دے حاکم بلخ، در بلخ چوں بہشتی و من در میان محبوبوں مسجون ہوں۔

تو از جمل در ملکات همچو فرعونی دین از علم در زندان مانده ذوالنوم - "و نیز میگوید" اگر اکنون فلک  
 را من نیست هیچ غم نباشد که بدمتارام من بوده است - اگر تن من از گلشن در دست گویش  
 چرا که از دل پر شکست در گلشنم - مرا برگرشکی صبر کردن خوشتر از آن هست که طعام از دست و ایچان  
 دریابم - اکنون بر آن سرم که از این چاه درشت و زرف که مراد از دنیا باشد بالا روم و سوخت  
 عدل یک نریانے برنم که یک پایه از صلوة و پایه دیگر از صیام و شسته باشد یکچند مرد و پیکار  
 ملوک و مجلس سلاطین میدینند - اما اکنون از گردش روزگار چیز دیگر گشته ام که گوئی خود  
 آن آیت گل نزارم که پیش این دهم - چو فلک با من اینگونه بازی کرده است بنایران  
 از جفائے او دل پر از کین دارم - بر آن سرم که از کین خود یکشم و امیدوارم که مستنصر بالله رضا  
 بر او یائے شیا طینم نصرت دهد - و آن زمانه بیوفائی پیشین من باز پیش من بنده شود و وفرا  
 بفر دولت مستنصر مجلس جزو کنارجزانیام - "و دیگر از این نوع کلمه مائے درد منارانه در دیوان  
 اشعارش بسیار است چنین مینماید که عقیدت مستنصر بالله و دوستی که در نشر فضائل و محاربه  
 داشت بر حجت جاه و دنیا طلبی او غالب آمده بود - چه بآنکه علم بر خلاف او کمر بسته قصد پلاک  
 او کردند و از خان مانش بر بلند و جاه و عتباریکه در دولت عهد و اشت بختی از دست داده بود  
 باز تا دم آخر این ترانه و کس خاموش نشده - اگر چنانچه بعد از چهار و در ایام حیات و س  
 کاره از پیش جزوه و در بادی نظم و نثر و بر آن مترتب نشده اما در نظیر هفتم آتش را که بعد از  
 وفات و س بسیج حسن صباح از مالک خراسان سر بر زده و تا مدت عدد سال از پانته نشسته  
 اثر همان اخگر افسرده باید پنداشت که ناصر خسرو و لهائے مروم نهان گذاشته بود -  
 مع القصر بعد از آنکه الابی وطن باو مخالفت ورزیدند از خراسان گر خجسته بر و میکان  
 که از اعمال بدخشان است و او خود را بدان نسبت نمیکشیده است شافت و سالیان را از آنش

و اسپین ہمدانجا بود و بعد از وفات ہمدانجا مدفون گشت۔ گویند مردم آن نواحے با حکیم عتقاد زیاد دارند و مرقدا وراقعظیم و احترام بسیار میکنند۔ بعضے اور اسلطان بنویسند۔ بعضے شاہ و بعضے امیر و حکیم۔ و بارہ مذہب اعتقاد وے اقوال مختلفہ رقم کرده اند۔ رضاقلیناں در مجمع الفصحاء اور بزم مذہب حق گفتہ است کہ پیش وے منحصر و طریقہ اثنا عشریہ است۔ اما یہ سخن خیالے پیش نیست۔ و در سفرنامہ ہر جا کہ شیعیان را ذکر کردہ است چنان مینویسد کہ از یہ طائفہ اجنبیت تمام دارد۔ یکجا در ذکر بعضے مواضع شام میگوید۔ "قبرابی ہریدہ آنجاست بیرون شہر در جانب قبلہ۔ ما کہے آنجا زیارت نتر اندر فن کہ مردم آنجا ہمہ شیعہ باشند و چوں کہے آنجا زیارت رود کہ دوکان غوغا کنند و غلبہ بر سر کس بند و رحمت دہند و سنگ انا زنند۔ از یہ سبب من متوانستم زیارت آن کردن" و چارلس شیفر در ترجمہ فرانسویہ فیہ پیش چہا بیت از حکیم متضمن انکار حشر جہانی و جہاب آن از محقق طوسی نقل کردہ است و از جیلے کہ محقق نوشتہ پیدا است کہ اے حکیم ناصر از مؤمنین صادقین نمیدانست و آن ابیات این است (ناصر سرود)

مرد کے را بدشت گرک درید زہ بخور و زند کہ گس و ز غساں  
ایں کے رید بر سر کسار و اں دگر رید در بُن چا ناں  
ایںچیں کس بحشر زندہ شود تیز دریش مردک ناواں

(محقق طوسی)

ایں چنین کس بحشر زندہ شود گر نمایند عنصرش جو جو  
ز اولیں بار نیست مشکل تر تیز دریش ناصر سرود

اما مقتدر بہتہ قابل تسلیم است کہ پیش خواجه معین الدین چہا کہ نور اللہ شہ ستری در مجالس المؤمنین گفتہ مذہب تشیع داشت و پا آنکہ در دیوان ملک شاہ سلجوقی ملازم بود۔ باز تفتیہ

نیکو دو علامہ بر طریقہ اثنا عشریہ سلوک میں نمود۔ ولکن قاضی موصوف کہ بیچ صوفی و حکیم را  
در مجالس المؤمنین از خلعت تشیع محروم نگذاشته در حق ناصر خسرو بیچ مکتبہ است۔

دولت شاہ سمرقندی میگوید کہ ناصر خسرو را بعضی عارف و مودعہ و بعضی دہری و طبیعی گفتہ  
اند۔ و گویند بہ تناسخ۔ و نیز میگوید کہ صحبت شیخ ابوالحسن خرقانی ہی رسیدہ بہ تہا بر ریاضت و  
تصفیہ باطن شغل بود۔ اما بیچ ازین سخنان تابہ شہادت مقرون نباشد قابل وثوق نیست و

صاحب روضۃ الصفا و حبیب السیر اور از اسمعیلیہ محسوب داشتہ اند۔ و صاحب بستان اللہ از  
جادو و ایں نسبت اور ارجح و دستایش نیز کردہ و بنایت مقیہ اسمعیلیہ را منکر و نامودہ است۔ و حق

آنست کہ تا ہنگام مراجعت از مغرب بر طریقہ جمہوری سنت سلوک داشت و اکثر از عبارات  
سفرنامہ بر معنی دلالت میکند۔ جناب عائشہ صدیقہ و عمر فاروق را بہ آفریسکہ شاعر بنیان است

نام برودہ است و سائر ناما کسب حج بروفق مذہب اہل سنت بیان نمودہ و در بعضی از اشعار او  
ام کہ حضرت صدیق و فاروق و ذی النورین را بصدق و عدل حیاستودہ است۔ اما شک نیست

کہ در زمان اقامت مصر کہ سہ سال طول کشید و با مردم اسمعیلیہ معاشرت و مصاحبت اتفاق  
افتادہ انقلاب عظیم در خواطر و افکارش راہ یافتہ۔ و اگر بیچ گوئیم اینقدر خود میباید تسلیم کنیم کہ رو

اسمعیلیہ را بد نمیدانست و خلافت فاطمین را در برابر خلافت عباسیہ بہ استحقاق نزدیکتر  
مے پنداشت و علی مرتضی را بر خلفا کے مثلثہ تفضیل میداد و ائمہ اہل بیت را مہر شہنہ علم ہلن

و خازن اسرار شریعت میدانست و نیز مہذب مہذب کے از ائمہ مجتہدین نبود۔ و تقلید  
اہل تقلید را جابجا در اشعار خود نکویش کردہ و بلحاظہ آن بعضی از معتقدات خاصہ اسمعیلیان

نیز از کلامش مستفاد میشود مانند قول بہ نفس کلی کہ آنرا مصدک کائنات و اندو درین عقیدہ  
از سائر فرق اسلامیہ متفرد اند کہ ایں اصل از اقہات عقائد ایشان است و ناصر خسرو درین باب

چنان فرموده است ۵

ترا نفس کلی چو بشناسی اورا      نگہ دار و از بهل و عصیان نسیاں  
کل از نفس کل یافتست آن غایت      کہ تو خوش منش گشته زان شادیاں  
زروسیم و گوهر شد از کار عالم      چو پیوسته شد نفس کلی بارگاہ

دیگر چیز مایہ بسیار ازین نوع در دیوان اشعارش میتوان یافت اما چنانکہ اہل خراسان گمان  
کردند ہرگز از ہنر قویم اسلام تجاوز نہ کردہ و بر اصول اسلام از توحید و رسالت و معاد تا دم  
و اسپین ثابت قدم بودہ چنانکہ میفرماید ۵

بنالم تبواسے قدیم تدبیر      ز اہل خراسان پیغمبر کبیر  
چہ کردم کہ از من رسید شد      ہیے خویش بیگانہ بر خیر خیر  
مقررم بفرمان پیغمبرست      نہ انبار گفتہ ترا نے نظیر  
بہ امت رسانید پیغام تو      محمد رسولت بشیر و نذیر  
نیار و قرآن پیغمبرست      مگر جبریل آن مبارک سفیر  
مقررم بمرگ و محشر و حساب      کتابت زبرد ارم اندر ضمیر

این است خلاصہ آنچه متعلق بہ مذہب عقیدہ حکیم از کلام خودش مستفاد میشود۔ و در شنوی  
منظر العجائب کہ منسوب بشیخ عطار است قدس سرہ فضائل مقامات و سہ آنچنان مذکور شد  
کہ میباید اورا در زمرہ عرفا و اہلین منسلک دارند اما چوں در تذکرہ الاولیاء کہ از مصنفات معتبر  
حضرت شیخ است اشارے بذکر حکیم نہ رفتہ گمان میرود کہ شنوی مذکور از لمحات باشد  
چہ معتقدان نامہ خسرو ازین قسم سخنان در حق دے بسیار ترا شیعہ اند۔ ذکر کیا بن محمود قزوینی  
در جغرافیہ خود کہ آثار البلاوا و اخبار العباد نام دارد و بارہ اوچنان نوشتہ است کہ در عمد

حسام الدین ابوالوید ابن نعمان عالم بلخ چهل مردم از نو حضرت شدند بجانب یک مکان شتافت و  
 در آنجا به نیر و س و متنگا به که در علوم غریبه و تسخیر روحانیات داشت قلعه ای منع و ایوان ها  
 رفیع بر پا کرد. همچنین در نهایت نامه که بحکم نسبت کرده اند. و حاجی لطف علیخان از سر جامع  
 تذکره آتشکده و بعضی دیگر تذکره نگاران در ترجمه حکیم آنرا از اول تا آخر نقل نموده اند. از این نوع  
 داستانهاست به سمرقند بسیار است که هیچ با عقل و عادت و تاریخ و جغرافیه آشتی ندارد و در جاهای  
 بسیار منافعی قول حکیم است. مثل آنکه در مصر و بنو و گیلان و برخشاں هر جا که رفته علی الفور بوزارت  
 اختصاص یافته و بر جمیع امور مالی و ملکی متصرف گشته. چه از این قسم اتفاقات بعلاوه آنکه سفرنامه  
 حکایات آن میسکند. خلاصه عادت روزگار نیز باشد. یا آنکه روحانیان را تسخیر کرده بهر کاریکه  
 میخواستند باور میداشت و آنها در طرفه العین آن کار را به انجام می رسانیدند حتی اینکه یکجا  
 مرتضی الزمان فرد و آمده بر حسب خواهش حکیم سید نصر الله بن قتل و آورد. یا آنکه سید بن حکیم  
 از مصر به بنو و در عهد النور باشد که با تاریخ ممانعت کلی دارد. چه وفات خلیفه موصوف سال  
 چهارصد و بیست و دو و مراجعت ناصر از مصر در سال چهارصد و چهل یک اتفاق افتاده. یا آنکه  
 در بعضی از مجالس عراق فارابی را در بحث حشر و نشر الزام صریح داده بود و حال آنکه تاریخ ازین معنی  
 ایام میسکند. زیرا که هیچکس از مشاهیر اسلام غیر از ظهیر الدین شاعر که مایه قتل اسطغان است بقرب  
 فارابی شهرت نداشته و او اصلاً معاصر ناصر خسرو نبوده. چه وفات او بعد از وفات ناصر خسرو  
 یکصد و هفده سال واقع شده است و اگر گویند که مراد از فارابی حکیم ابو نصر فارابی است پس  
 غلطی آن ظاهر تر است زیرا که ابو نصر در اوائل مائت رابعه از دنیا رحلت کرده و ناصر خسرو در او اخر  
 قرن نهم خلعت سنجی پوشیده پس معاشرت چگونه صیرت بیند و با قطع نظر از آن اصل ابو نصر از  
 فاراب است نه از فاراب. یا آنکه روحانے را چون بر اهلک باو شاه ملاصحه در گیلان برگذاشت

و حال او متغیر گشتہ مشرف بر ہلاک شد و خواست تا بحیلہ ارگیلان بیرون رود پس از پرسک  
رضعت طلبید تا گیا ہمیکہ آن مرض را علاج بود و در صحرائے دمشق یافت میشد و در دمشق رفتہ برا  
ملک بیمار و حال آنکہ سافت در میانہ گیلان و در شق کمتر از ہزار و پانص سیل انگلیسی نخواہد بود۔  
و ہوا و آہنمہ تہات و ابلیل وجود ملاحظہ در ایران چنانکہ در سالہ مذکور تصریح رفتہ است ہرگز  
در عمدہ ناخضر نہ بود۔ چہ حکومت اسمعیلیہ مشرق کہ برین بعد ملاحظہ و باطنیہ موبوم گشتہ در  
مالک ایران در سال چار ہجرت ہشتاد و چار بود و آمدہ است و آنوقت ہر ذوات نامہ خسرو تسال  
گذشتہ بود۔ و اما تہیتہ ایشان با سیم ملاحظہ پس اواخر قرن سادس واقع شدہ۔ ہمچنین ہمین  
بسیار و دریں رسالہ آنچنان است کہ در نظر تحقیق بجوئے نمے اندو۔ صاحب بستان المذہب و حق  
ایں رسالہ میگوید کہ بعضی از جمہال ندامت نامہ از دیوباب مفاشرت با اسمعیلیہ المذہبہ ساختہ اند  
و حال آنکہ او تابع اسمعیلیہ مغرب است با المذہبہ موافقت و مصابستہ نہ داشت این است آنچه در  
باب ناخضر از اسمعیلیہ شنودہ و در کتب تواریخ دیدہ شدہ۔

تالپ آنست کہ بعد از وفات حکیم بعضی معتقدان او چون دیدہ اند کہ فقہائے زمان او را  
بہ زندقہ و الحاد متہم دارند و بہینگی از یاد نہ گشتہ۔ آنوقت ایں افسانہا بے سرو پن وضع کرد  
باشند۔ چہ اکثر سے از محققان است کہ در ندامت نامہ مذکور تہید یافتہ اند۔ صاحب حکیم از الزامات  
علماء و فقہائے آن زمان میگذرد و چون عادت پیشینیان آن بود کہ ہر کراہیدہ و گراہی  
و ایستہ و مذہبی بر ذکر اصلاح و تقوئے و صدق و عدالتش قانع نمیشد نہ بل بہ اموریکہ  
فوق عقل و العادۃ باشند نیز منتصف میافتد۔ لاجرم قصہ نامے فکوف و ذاف ناماے غریبی  
سیانہ خرج نمودند اما بابا اتمہ ضربی پاک مذکور شد بعضی از وقایع صحیحہ متعلق بہ سیرت حکیم ازین لہ  
لہ الموت نام قلم است و در اسان کہ ابتدا از اسمعیلیہ مشرق آنجا شدہ و ازین سبب مویلیان ایران الذوقہ خوانندہ حالی



استخراج میتوان کرد۔ از انجلیکے نوشتن تفسیر و قرآن مجید است موافق اصول مذہب انجیلیہ الگہ  
از سال مذکور سبب از کتاب این فعل چنان معلوم میشود کہ چون در قلمر و ملاحدہ رسید و ایشان بہرہ  
دست یافتند۔ بادشاہ ملاحدہ اورا بریں کار مجبور ساخت و در صورت استماع بقتل تہدید کرد  
پس بخوف تلف نفس و نصحت شرع بر نوشتن اس اقدام نمود۔ اما چنانکہ بالا ذکر کردیم آنوقت طائفہ  
ملاحدہ در مشرق زمین سیح وجود نہ داشت پس معلوم شد کہ تفسیر مذکور در حالت اشتیاء نہ  
از دست مضطر از نوشتہ بود و نہ تہا بنام ناصر خسرو شہتار داشتہ و نہ کہ در صد و  
ابراہیم حکیم از طعن تنجیلیت باشد چہ ضرور بود کہ تفسیر مذکور را با او نسبت میکرد۔

اکنون باز بر سر سخن رویم۔ در تاریخ وفات حکیم نیز مانند سال ولادت او اختلاف کردہ اند  
دولت شاہ سمرقندی میگوید۔ در سال چار صد و سی و یک اتفاق افتادہ اما سمرقانی و  
بہ بطلان آن گواہی میدہد۔ چہ سفر مغرب خود در سال مزبور واقع نشدہ بود۔ تا بفرات پسر  
و طاسن لیم بیل در منقلح التوایخ است کہ چار صد و چهل و یک نوشتہ است۔ اس قول نیز چہ  
قول سابق درست نیست چہ بریں تقدیر لازم آید کہ مدت حیات او از ابد چهل و ہفت سال  
نباشد و لکن قصیدہ کہ در شصت و دو سالگی گفتہ در دیوان اشعارش یافتہ ایم۔ و این و بیت  
از انجا نقل میشود

گر تنم از گشتن دور است من از دل پر حکمت در گلشنم  
شصت و دو سال است کہ گوید ہے روز و شبان گردون را و نم

صاحب جیب السیر میگوید کہ ایام حیات ناصر بقیہ صاحب تاریخ گزیدہ از صد سال تجاوز بود  
و صاحب مجمع الفصحا گفتہ کہ یک صد و چهل سال عمر یافت و در ۳۳۵ ہجری بمال باقی شتافت و با  
شیخ الزینس ابو نصر ملاقات و مقالات نمودہ۔ اما اینہم اقوال از پیرایہ صحت عاری و از زیور تحقیق

عادل است و صحیح ترین اقوال آنست کہ حاجی خلفا در تقویم التواریخ نو ششہ و آن سال چار صد و ہشتاد و یک از ہجرت خاتم الانبیا است (علیہ السلام) و نیز ازین کتاب معلوم میشود کہ وفات حکیم ناصر خسرو در ولایت جہان شاہ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری ہروی در یک سال واقع شدہ و برین تقدیر عمر حکیم ہشتاد و ہفت سال برے آید۔

از مصنفات حکیم کے ریشتنامی نامہ در نظم و دیگر کثر تحقیق در شہرت دارد۔ نامہاں کہ

ملاحظہ میکنیم اور غیر ازین نیز تصنیفات بسیار است از انجملہ یکے کتاب الندامۃ فی زاد القیامۃ و در لغت تازی است کہ چارلس شیفر در ترجمہ خود ذکر آن میکند و میگوید کہ ناصر خسرو در این کتاب اظہار اندہست و انفعال از ذلالت و خطایاے خود کردہ است و در بادی النظر جناب مینماید کہ بنیاد

آن بر خیالات بحث افکار لا طائل است اما اگر بغور دیدہ شود بعضی افادات جلیلہ و اقیقہ نیز از این استنباط میتوان کرد۔ و میر تقی کا شنی آنرا از تازی بہ پارسی ترجمہ کردہ است۔ "صاحب کلمہ" از جملہ کتابہائے او در نظم کتابے موسوم بہ سعادت نامہ نشان دادہ است۔ دیگر احوال این کتاب

بیچ نو ششہ۔ و در ضمن رسالہ کہ سخن در غلیطان بالا گذشت۔ مصنفات عدیدہ با حکیم نسبت کردہ

شدہ است چون کتاب ستولی در فقہ و زاد المسافرین در معقولات و قانون عظم و دستور الامم

و تفسیر قرآن مجید و امثال ذلک۔ اگرچہ مضمون این رسالہ اصلاً قابل التفات نیست اما غالب

آنست کہ مروج آنوقت این کتابہا را از افادات حکیم میدانستند و نہ نسبت چیزے کہ در وجود

نیا شد با او چو کسیکہ علما منکر او باشند۔ چگونہ صورت بے بست۔ و حکیم نیز بر بعضی ازین کتابہا

در شعر افتخار کردہ است۔ چنانچہ میفرماید۔

ز تصنیفات من زاد المسافر  
کہ معقولات را اصل است قانون

اگر بر خاک افلاطون بخوانند  
شناخند مرا خاک مسلطون

دیگر از افادات دے ایں سفرنامہ ہست کہ در دست داریم والحق کہ بسیار مستحق  
 مدح و ستایش ہست۔ سادگی الفاظ و راستی بیان کہ دریں سفرنامہ دیدہ میشود گواہ منیعنی  
 ہست کہ صنعتہائے بیزہ و مبالغہ مانے و درازکار کہ من بعد در منشآت ایران بکلی راہ یافتہ  
 تا قرن خامس بیچ وجودے نہ داشت۔ در تمامی سفرنامہ کمتر واقعہ بر خلاف عقل و عادت ذکر  
 کردہ ہست۔ و اگر چیزے ازیں قبیل مسموح افتادہ بضرورت روایت کردہ عمدہ آل برای  
 گذشتہ است۔ و در ذکر وادی جہنم کہ در فلسطین است میگوید۔ ”مردم عوام چنین گویند کہ  
 بہر آن وادی شود آواز دوزخیاں شنود کہ صد از آنجا برے آید۔ من آنجا شدم اما چیزے  
 نشنیدم۔“ و در آخر سفرنامہ چنان تصریح کردہ است کہ ”ایں سرگذشت انچہ دیدہ بودم  
 پرستی شرح و ادا م۔ بعضے کہ بروایت شنیدم اگر در آنجا غلامے باشد خوانندگاں ازیں ضعیف  
 ندانند۔ و موافقات و نکوش نکند۔“ ہر چند در ہر واقعہ موثرانہ منظر کردن و با سبب نتایج  
 آن را رسیدن و از جملہ مشاہدات حوادث نتیجہ را التقاط نمودن و حوادث عقیقہ را از میان  
 انداختن و از رسوم و عادات انابی ہر ملک خصائص ایشان محققانہ سخن راندن کہ امر و زور  
 روزنامہ مانے اردیادیدہ میشود و دریں کتاب کمتر است فاما در زمانے کہ ایں روزنامہ توہ  
 شدہ علم و معرفت مردم و ذائقہ بنیاد تنگ محدود بودہ و سرمایہ آنکہ در ہر باب رلے میتوان  
 زد از انچہ مشاہدہ رود و با سبب نتایج آل پے میتوان برد و در دست نہ داشتند۔ پس ہر قدر کہ  
 از قلم ناصر خسرو دریں زمانہ تراکوش یافتہ مزیدے بر آن متصور نہ بود۔ و مع ذلک تا امر و زور  
 در زبان پارسی ایں نوع گذارش واقعات و تصویر مشاہدات ہرگز دیدہ نمشدہ۔ با تجمک ایں  
 سفرنامہ نیز مانند سایر تصنیفات حکیم دریں ممالک ندرتے تمام داشت و دریں جزو زمان جز  
 در کتاب خانہ سردار نورخان رفدگار جناب مستطاب نواب ضیاء الدین احمد خاں بہادر

دہلوی رئیس لوہارو بیچ جاویدہ نشدہ۔ اما در سال ہزار ہشتصد و ہشتاد و یک سچی چارلس شیف  
نام یکے از افاضل اروپا بتوسط بعضے از شناختگان دولت انگلیس آن مندر را از آنجا طلب  
داشتہ و در لغت فرانسیسہ ترجمہ کردہ اصل ترجمہ ہر دور در محروسہ باریس دارالملک فرانسیسہ طبع  
ساختہ است جنین بینمایر کہ اکثرے از مورخان و تذکرہ نویسان کہ در مصنفات خود بزرگ حکیم  
پرواختہ اند این سفرنامہ بے خبر بودہ اند حتی انیکہ ہیچکس اوراد عمہ طفل یک و چربک نشا  
ندادہ و بسیارے از واقعات برخلاف این سفرنامہ نوشتہ اند۔ و بعضے از ایشان کہ سفرنا  
را بچلکہ تصنیفات وے نموده اند غالباً انرا بچشم خود ملاحظہ نہ کردہ۔ و آنچه حکیم کتب سفرنامہ خود  
سفر شرقی ظاہر نمودہ معلوم نیست کہ از قوت بقل آمدہ یا نہ۔ اما بعضے عبارات این سفرنا  
پیدہ است کہ در لاہور و ملتان رسیدہ است +

از مطالعہ این کتاب ثابت میشود کہ نویسنده آن بہ علم و فضل و تفحص نظر دستہی گفتا  
و ستائت بیان و ذوق تحقیق موصوف بودہ و اگرچہ در او اہل حال ہم بقاضاے سن و ہم حکیم  
اسباب تنعم عفاف و تقویٰ کمتر داشت و بر شراب خمر و طہبت سیکرد۔ فاما در آواز حسرت و غم  
شباب توبہ و انابت موفق شدہ ترک حشمت و جاہ گفت و بروایت علم و ذخیرہ دانش فتا  
کردہ و اسن از تعلقات روزگار برچید۔ و برخلاف شایخ عمر ماکہ ہم گوشہ مسجد و زاوۃ خانقاہ  
سیر نفس آفاق کنند و از ریج غلت پاییز و نکتہ مردانہ بر سفر بلا و امصار و مشاہدہ عجا  
قدرات آفریدگار کرمیت برست +

دیگر حکیم موصوف را دو دیوان اشعار است یکے عربی و دیگر پارسی۔ دیوان عربی را صاحب  
سلہ این نسخہ در عبد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ بہ کتابت درآوہ و دستہ در کتابخانہ خان اعظم مرزا کوکاش محفوظ  
ماندہ کہ کجا حاشیہ بقلم خود ثبت فرمودہ است و آن متعلق بہ تجدید ہیئت سنجی می است کہ در ستمبر ہجری واقع شدہ عالی

تذکرہ مجمع الفصحاء از جملہ تصنیفات دے شمرده است و دیوان پارسی کہ مشتمل بہت بر چندین ہزار  
بیت و ایران چاپ شدہ بین الناس متداول بہت۔ وراقم ایں مسطور مجموعہ منتخبہ ازاں ہنگام  
تحریر ایں اوراق از کتابخانہ سابق الوصف بدست آوردہ است۔ و سبب حجت تخلص میکند  
ایمانا ناصر و ناصر خسرو نیز بحسب ضرورت و شغری آورد۔ غالب اشعار قصائد و مقطعات  
و سخف با سخن عامہ شعرا بیچ نمیاند۔ در یک بیت ندیدہ ام کہ از عشق و جوانی حرفے گفتہ یا بیچ  
اہل دنیا بے آلودہ باشد۔ مجموعہ دیوانش مشتمل بر مناقب ذریعہ رسول و لایسما و حکایت نصیر  
و مہر اعظم و حکم و اسرار نکوین و شکایت ابنائے نماں و ذمہ علمائے ظاہر بہت و غالب اشعار  
در بحر غریبہ تلیلہ الاستعمال گفتہ۔ اگرچہ عامہ گفتارش نہک کمتر وارد۔ اما بلاغت شاعرانہ را  
باجزالت حکمانہ جمع کردہ۔ و قدرے کہ براداسے مطالب عالیہ و در نظم داشتہ و در شریکے  
ہم نتوان یافت۔ قدر سیرے از کلامش در اینجا نقل میشود۔

## در نکویش ابنائے روزگار

گوئی مرا کہ جو ہر دیوان آتش بہت	دیوان ایں زمانہ از گل مختہرند
جز آدمی نرا در آدم دریں جہان	اینہا ز آدم اند چرا جملگی خسروند
و دعوائے کنند آنکہ بر ایم زادہ ایم	چوں نیک بنگری ہمہ شاگرد آذرند
خویشی کجا بریم کہ از ہر لغت	اینجا برادران ہمہ خصم برادرند
نہ کافرے بقاعدہ نہ مومنے بشرط	ہمہ صحبتان من نہ سلمان نہ کافرند
ہاں تا ازین گروہ نباشی کہ در جہاں	چوں گاؤے خورند چو گرگان ہمہ پند
آہی سنیان کہ سیرتشان بغض حیدر	حقا کہ دشمنان ابو بکر و عمرند

و آنا کہ بہت شاں بہ اباجگر و شمنی  
چل دوست اند چون پہلی خصم خمدارند  
گر عاقلی از ہر دو جماعت سخن گوے  
بگذار شاں بہم کہ نہ افلح نہ تنہند

## در وصف قلم بطریق لغز

آں ز دوتن لاغر گل خوار سیہ کار  
ز دوست و زارست چنین باشد گل خوار  
ہموارہ سیہ سرش بترند از یراک  
ہم صورت ماست و بترند سر مار  
تا سرشش نہتری نہ کند میل رفتن  
چون سرشش بتری برو و زود بگو زار  
چون آتش و دوست سیہ کار و لیکن  
اے ز آب شود زندہ و ز آتش بگرد زار  
ہر چہ کہ ز دوست سخنماش سیاہ است  
گر چہ سخن خلق سینہ نیت بہ گفتار  
گنگ است چو شد ماندہ و گویا چو رواں گشت  
زیر کہ جدانیت ز گفتارش رفتار  
مرغی است ولیکن عجیبے پراز یراک  
خروش ہمہ تار آمد و رفتشش بنقار  
مرغی کہ چو دستت جنبید بہ بینند  
در جنبش او عقل ترا موزم ہو شیار  
تیرے است کہ سو فارشش رفتن پیش است  
ہر چہ کہ ہر تیر سپس داری سو فار  
اقرار تو باشد سخنش گر چہ روانیت  
در دیں کہ کسے از کس دیگر کند استرا  
دشوار بود بانگ تو از خانہ بہ دلہیند  
آساں بود آوائے وے از بلخ بہ بلخار  
در دست خود مند ہمہ حکمت گوید  
جز ترا ز نغاید ہمہ در دست ہمسار  
راز دل من بارے یکسر ہمہ با دوست  
زیر کہ امین است و سخندان بے آزار  
اے مرکب علم و سخن حکمت - لیکن  
انگشت حس برومند ترا مرکب را ہوار

در پائے تو بسیار یہ از دیبہ رومی ہر چند کہ دیباے ترا نیست خسریا

## در انجام کار دنیا

ناصر خسرو بر ہے میگذشت      ست ولا یعقل نہ چون میخوار گل  
وید پسرستان و مہر ز رو برو      بانگ برزو گفت کاے نظر گل  
نصرت دنیا و نعمت خوارہ میں      اینش نعمت اینش نعمت خوار گل

## در موعظت

تمتیز و ہوشش فکر تہ پنداری      چوں داد ترا خسرو خیر باری  
تا کار بندمی آئینہ آلت را      در غدر و مکر و حیل و طواری  
و ابرقت مفلس ازیں عالم      با او نرفت ملک و جہان داری  
باروے چوں نگاری و دانش نہ      گوئی مگر کہ صورت و یواری  
مردم زرا و علم بود مردم      نہیں تہ مصور و دیداری  
تا خاموشی میان خسرو منداں      مردے تمام صورتی و کاری  
لیکن کہ سخت پدید آید      کہ جان دول ضعیفی و بیماری  
گوئی کہ از نژاد بزرگانم      گفتاری اندی تو نہ کرداری  
بے فضل کمتری تو ز کج شکے      گرچہ ز پشت جھطتاری

## خطاب بہ آسمان

کار و کردار تو اسے گنبد زنگاری	نہ ہے بینم حسنہ مکر و ستم گاری
زن بد خور مانی کہ مرا با تو	سازگاری نہ صواب ست نہ تیراری
نیستی اہل و سنہ اور استیاش را	نہ نکو ہمیش رازیرا کہ نہ محنتاری
زینہارے پسر پس گنبد گرداں	جزئی کے کارکن و بندہ نہ پنداری
ما خداوند ترا خانہ گفتاریم	گر تو اور انس لکا خانہ کرداری
مور و باہی را بر خاک و بدیاد	نیست پنهان شدن از نور بشتاری
گریختے نعمت و ایم طبعی اورا	بندگی کن۔ بہ درستی و بیجاری
ایں یکے چادو بیکار نہ ہیں گریست	چند گروئی سپس او بہ ہمساری
سیرت زشت نہ اند خور احرار است	سیرت خبیث کو گر تو ز احساری

بہ خیسے خوب چو دیبا و چو عنبر شہو

گر چہ در شمس نہ ترازو نہ عطاری





## ترجمہ بعض مقالات حکمائے اروپا از انگلیسی پاری

- ۱۔ یکہ اصلاً بہ گفتار نیاید مانند آنکس کہ ہرگز لب از گفتار نہ بندد۔ خطاب را نشاید۔
- ۲۔ خود پسندان را کہ بیچگاہ جز بہ ستایش خود حرف نہیں نہ۔ لب از گفتار نتوان بست۔
- ۳۔ نگوئی دیگران راستہ دین خود اور نگوئی آہنا شریک وامنہ دین است۔
- ۴۔ یک سخن طبیعت کہ بار بار بزبان آید اصحاب را ملول سازد۔
- ۵۔ کیہ پیش اصحاب غیر از سرگزشت خود سخن نمیگوید۔ اگرچہ نفس خویش را فریب میسازد و لاکن اصحاب را جز ملامت نمی افزاید۔
- ۶۔ کیہ عقل صعیف دارد و است گویند و اندیش۔
- ۷۔ پادشاهان و بزرگان را بہ صفاتے کہ نہ اند ستایش کردن ایشان را بگناہان تحریف و است
- ۸۔ جوان کہ بہنہائے جوئے باشد مانند نابینائے است کہ نابینا را راہ نماید بحیث کہ ہر دو از پا در آیند یا بہ چاہ درفتند۔
- ۹۔ شرط دوستی دوست را بر عیب او مطلع گردانیدن است نہ از عیب خود آگاہ نمودن۔
- ۱۰۔ کسانیکہ فریب ما خورده اند و چشم ما حقیر بنمایند۔ چنانکہ ما فریب دیگران خورده و چشم خود حقیر می نمایم۔
- ۱۱۔ کسے را کہ حال او موافق خواہش ارباشد ہر آئینہ خورسند و خوشدل میتوان گفت اما بشوند نمیتوان گفت۔ بگر آنکہ خواہشہائے خود را موافق حالت خود کرده باشد۔
- ۱۲۔ کیہ از دولت و قناعت و وسعت بیچ ندارد۔ از ستہ رفیق و مساز محروم است۔
- ۱۳۔ کیہ بہ خطائے دیگران نمی بخشاید۔ رخنہ در آن پلے اندازد کہ خود اورا از آن عبور میباید کرد۔

چہ بیکس از خطا معصوم نیست ۱۰

۴۴۔ ہر کس فرزندان را در تنگی و عسرت برے آن میگذازد کہ بیوہ او پس از مردن او خوشحال  
و نافع البال باشد۔ گوئی شایعہ سہ پہر را قطع مے کند تا شلیخ خشک را سہ پہر کردہ باشد ۵  
۵۔ از ہمارد دوست چہ ارم آنکس نہ شوی کہ پیش از تو ستہ کس را دوست گرفتہ سہ ستہ را از دوست  
دادہ باشد ۶

۶۔ عہد پیری بشایستہ ترین وجہ بسر بردن خرفا صعاں را میسر نیست ۷  
۷۔ ہر اکثرے از خطا ہائے دوستان کہ خردہ مے گیریم از برے آنست کہ آن خطا و کار  
ما بچ غلطی مے اندازد ۸

۸۔ حقیقت حال یک کس تفصیل و منتن مشکل تر از آن است کہ احوال کا قہ ناس بہ جمال  
دانستہ باشد ۹

۹۔ عیبے کہ توانی از خود دور کنی در چشم تو جز ہنر نہاید ۱۰  
۱۰۔ ہر داعیہ کہ نفس در خاطر مردم برے انگیزد آخر در وقتے از اوقات فرو مے نشیند۔ اما  
داعیہ عجب خود پسندی و اما ہنجاں متحرک پیدا شد ۱۱

۱۱۔ کسانیکہ استغفار مال و دولت می کنند بسیارند اما کسیکہ ترک مال و دولت بگوید کم  
عقدا دارد ۱۲

۱۲۔ در زندگانی دنیا بعضے از حوادث چنان واقع میشود کہ تا خود را بہ تکلیف احق نہایم نہ نویم  
از سویر و واقب آنها محفوظ باشیم ۱۳

۱۳۔ ستایش خلق را منہار بودن آسان ترست کہ از مذمت ایشان محفوظ ماندن۔ چہ آب  
ہر یک فعل پسندیدہ جاہل میتوان کرد و این جز بہ اجتناب از تمامی افعال قبیحہ و سائیا

اقوال نامرغیبہ صورت نمیتواند بست \*

- ۲۴۷۔ باہر کہ دوستی دینیدی ہموارہ بردوستی اوثابت قدم باش \*
- ۲۴۸۔ پیچ فریب بدتر از آن نیست کہ کسی را امیدوار کرده باز نا امید گردانی \*
- ۲۴۹۔ پیچ چیز در چشم مردم خوش تر از آن نماند کہ کسی ممنون ایشان باشد و پیچ آواز در گوش ایشان شبیه پس تر از آن نماند کہ نغمہ شکر احسان ایشان سمر بلند \*
- ۲۵۰۔ معنی خوشامد آنست کہ کسی را بجا سنے کہ ندارد موصوف گردانند پس دانایا باید بہ سخن خوشامد گویاں از جان نرو بل بصفنا تیکہ بہ دروغ ہر دے بستہ اند خود را بحقیقت متصف نگاہ \*
- ۲۵۱۔ علمے کہ تحصیل آن واجب است تقلید نیک گردان است و بس \*
- ۲۵۲۔ بردیگران خسروہ گرفتن آسان است اما بر خروہ گیری دیگران صبر نمودن دشوار \*
- ۲۵۳۔ رازیکہ با دیگران در میان سے نہی۔ دیگران را تکلیف اخلائے آل مدہ \*
- ۲۵۴۔ یکہ نسبت کبر بہ دیگرے میکند بہ یقین داس کہ خود متکبر است \*
- ۲۵۵۔ چند آنکہ سے ہمیں چیکس از کبر خالی نمیشیایم۔ گوئی این خلعت چون اعضائے بدن در ہر کس از ہر آن تفسریدہ اند تا ہاں وسیت از تنگ عیبہا کہ دارند متاذی نشوند \*
- ترجمہ تہذیب بعضی از مضامین نفسیہ محاسن الاخلاق مرتبہ جناب خان بہادر شمس العلماء مولوی کار اللہ مرحوم از اردو در پارسی حالتہ ایران

## کبر و خود پسندی

طبع انسانی چنانکہ مائل بہ کبر و خود پسندی است بہ پیچ یک خاصائل نیست۔ این صفت در ہر کس

برنگ دیگر جلوہ میکند و ہر جانب کے جداگانہ ظہور میں نمایاں۔ تا جہ تک کہ گفتہ اند مغز ترین مرموم  
آنست کہ ازین صفت برابرت خود میکند۔ و از عجائب خواص انسانی آنست کہ با آنکہ ہیکل ازل  
شائبہ ایں زوہیت عالی نیست ہر گاہ اثرے ازاں در دیگر ایں مشاہدہ میرود برایشان نفیس  
مے گفتند و زبان طعن دراز میسازند۔ و تعجب بر تعجب ظاہر میں نمایاں۔

بعضے از حکما گفتہ اند کہ ”متکبران و خود پسنداں را ہیکل میں دوست نہیں باشد۔ زیرا کہ  
دوستی را مساوات طرفین شرط است و ایشان بر مساوات کس راضی نہیں شونہ ہمچنین ہیکل  
ایشان را ناصح نمیتواند شد۔ چنانچہ باید در مرتبہ از مخاطب افضل و برتر باشد۔ و ایشان فضیلت  
و برتری کس بر خود منظور نیست۔“ چنانکہ قیمت اہل و عیال نسبت بہ بنحاس میں نمایاں ہوتا ہے  
مرد متکبر خود را در نظر خویش بہ نسبت آنکہ در چشم دیگران بہت بالا تر و گرانقدر تر ہے سجدے سے  
جز خوشامد گویاں چالیو ساں کے را دوست نہیں دارد و یا بزرگانِ عداوت و از خردان نفرت و دشمنی  
و ہمسراں را حقیر شمردن قاعدہ دوست ہے۔

حکیمے گفتہ است کہ ”عاطلان لباس را با اندازہ بدن سازند و متکبران بدن را در خود  
لباس یعنی آنہا چنانکہ ہستند ہچنان خود را ظاہر مے کنند۔ و اینہا از انچہ ہستند بزرگتر و اینہا  
مرد باید گاہ گاہ در اوقات فرصت بحال خود پرداختہ مے اندیشیدہ باشد کہ وجود ایں ہیکل  
خاک کی مسمے بہ انسان بہت با ایں فضائے بے پایاں کہ مشتمل بر عوالم بے شمار و ستر ستر ہے  
زمین در عرصہ آں بسیج در حساب بہت چہ نسبت دارد؟ ہمانا چوں گرد موبہو مے کہ ہمراہی  
چرخ نمائے آرا بہ بے اعتبار و در گردش باشد۔ روز و شب و شام و بچاہ بے قصد و ارادت  
با ہوا کے جو یہ رقص کنان چرخ زنان میسرود و مانند سدا کے کہ از تارِ طنبور خیز و دریں بھر  
بیکراں پیوستہ مد شناسست۔ پس چیزے را کہ حقیقت او انہیں باشد کہ میرسد کہ تاج غرور

بر سر نہادہ بر اہنائے جنس خدیو کہ زود با ایشاں در خاک گور برابر خواہد شد برتری و تفوق چو  
 آیا نمیداند کہ او نیز چوں سائر بنی نوع خود پانواع عیب خطا گرفتار و بغایت مسکنت موصوف است  
 و عارضہ از عوارض بشری چوں ملال و کلال و خوف و رجا و شادی و غم آتخماں نیست کہ بد  
 عارض نشود و قوتیکہ بیماریشود چوں دیگران بچارہ و علاجش احتیاج مے افتد و ہر گاہ کہ خواہد  
 چوں بچارگان و مسکینان زیر خاک پنہاں کردہ خدادستہ چوں صِدِّیت ہرین منوال است  
 چہیزے لائق تر بہ شان او غیر از تواضع و فروتنی و عجز و انکسار نباشد پس آدم خاکی نہاد باید  
 کہ مینگاہ نفس بر عذر باشد کہ بچارہ را بعد گوئد ریوونگ فریفتہ از آنچہ ہست برتر و بزرگتر  
 در نظرش جلوہ گر میسازد چنانکہ دلش رست گفتار احکامیت کند کہ چوں از وعظ و تذکیر فارغ  
 شد از بالائے منبر فرو آید و سامعین بر فصاحت گفتار و صدائے تحسین آفرین از چارہ  
 بلند کردند گفت اسے عزیزان دیگر بوج و ستایش شہادت نامندہ است چہ پیش از آنکہ  
 از منبر فرو آیم شیطان با زبں ترانہ دکش مرد و گوش مرا پر ساختہ از بوج و ستایش دیگران بنیاد  
 گردانیدہ است \*

## شجاعت

کسانے کہ بحکم حرص و حُب جاہ خود را در ممالک مخاطر افکنند بہ شجاعت و جہاد مردی  
 موصوف نمیتوان کرد۔ مانند آنکہ در کوہستان سفر و دراز از بہر آن خستہ بار کنند کہ بر حدیث  
 دست یابند۔ یا بلبل غیر متہتہ را کہ تاب مقاومت با اسلحہ جہان و زایشان نداند حلقہ اطاعت  
 و گوش و طوقی فلامی در گردن اندازند۔ ہر آئینہ ایشاں را بجائے آنکہ شجاع و بہادر نام نہند  
 رہزن و قزاق خواندن اولیٰ ترست۔ چہ شجاع بحقیقت آنکس تو اند بود کہ محض نفع خلاق  
 انواع و محن و مشاق بر نفس خود گوارد کند جان عزیز را در مواقع خوف و خطر اندازد۔ ہمیں نوع

جو انھوں پر ہوا اند کہ مجسمہ مانے ایشان در صحنم خانه ما نهادہ اند و عبادت خانہ ما بنام ایشان  
طرح انگنہ اند و تا ثیل آنہا را قابل پرستش اعتقاد نموده .

## مناصب جلیلہ

آنما کہ بمناصب جلیلہ سلطانی فائز میشوند بحقیقت سہ چیز را بر خود خداوند میسازند  
یکے سلطان را کہ از ادبی نفس خویش بدست او فروخته اند و عثمان اختیار خود و قبضہ  
اقتدار او سپردہ - دویم شہرت و ناموری خویش را کہ ہر چہ منافی آن باشد ز بہار گرداں  
نگردانہ - و جز بکارے اقدام نکنند کہ مقتضای شہرت و نام و سنگ تواند بود - سیم فریض  
منصب خویش را کہ یک لحظہ از فکر آنہا نتوانند آزاد شوند - ہما نا طالب منصب آزادی  
خود فروختہ بعوض آن حکمت برویگراں میخیزد - و اختیارات خویش از دست دادہ و دیگران  
اقتدار حاصل میکنند - تا بہ منصب مطلوب نرسند - انواع پنج و ثقب نصیب او میباشد  
و چوں ہاں فائز مے گردد - آن ہم پنج و ثقب یک بدرہ میشود - اگر کار بمغزولی کشی پس  
حیاتش تلخ تر از مہات گشت .

## محو ستایش

محو ستایش عاقبت اس کہ از صورت برسنی راہ نبودہ اند - بیاید از صدق  
راستی بہر حال دور تر باشد - چہ بکنہ حقیقت کمالات پے برون و مدارج کمالات را از ہم تمیز  
دادن از حد فہم ایشان بالاتر بہت - پس غالب مہج ایشان بر کمالات و وجہ او نے از بدلی  
جو در پرتو احسان و مہمان نوازی لطف مدارات و امثالہا مقصور میباشد - و لیکن کہ گاہ

گاہ بر کمالات درجہ اوسط از شجاعت و استقلال و فدا داری و عصبیت مطلع شدہ داد  
روح و ثنا داده باشند۔ فاما کمالات درجہ اعلیٰ از خلوص بسبب غرض و رقت نوعیت  
و در مصالح عامہ کوشیدن۔ و با صلاح مفاسد عامہ پرداختن۔ و در فصل خصوصیات حیف  
و میل بکار بردن۔ و از حمایت و ایمان باطل اگر چه دوست باشند با نمودن۔ و پاسبان  
حق از مذمت عوام بنیدیشیدن و امثال ذلک۔ پس اندانہ آنها از سرحد فہم و ادراک ایشان  
بیرون است۔ لاجرم اگر بالفرض کسی خود را شہساز است از او از نصرت دوستان پہلوئی  
کنہ آنرا بے وقابہ مروت نام نہند۔ و ہر کہ در محکمہ قضا بخلاف آشنائے شہادت  
بحق داده باشد۔ اعدا از اذیل ماس شمارند۔ همچنین سائر مستبازان آذاد منش را بظن  
یاد کنند و ایشان را از تہ دل بے دین و سنگدل و مکار و خائن انگارند۔

مہر میں سنی نیز چنین گفتہ اند کہ "حسن و تشیع افعال مردم موقوف بر نیت ایشان  
ہماں یک کارست کہ اگر از نیت نیک صادر شدہ است آں را کار نیک مینواں گفتہ اگر  
بر نیت بد صادر یافتہ آں را کار بد مینواں شمرد۔ مانند آنکہ یکے از اربکار بظلمے کہ جز  
بہ جرات و ہمت و زحمت و مشقت اقامہ برآں نتوان کرد۔ تماشائی میکند و پہلو ہے و زود  
پس چنانکہ مینواں گفت۔ از جن نامردی پیرامون آں لمیگرد۔ و همچنین مینواں گفت کہ بمقتضا  
حالات جبلی ہر ملک جرم نمیشود۔ پس کسانیکہ فضائل و کمالات درجہ اعلیٰ رائے توانند اندازد  
بدانند امثال این امور را ہموارہ بحمل بد فرو آورند و نیکو کاراں را سچی فہم و نفیر شمارند  
بلے فضائل و کمالات انسانی بمشایہ دریا است کہ بروئے آں غیر از اشیائے کم وزن و بے  
چون خن و خاشاک و برگ کاہ بیج نمودار نیست۔ و ہر چہ از اشیائے ثقیل و گرانبہا بدو وارد  
جز در قعر آں نتوان یافت۔"

## مشق و مہارت

در طبیعت ہر کس از افراد انسانی استعدادے خاص و دیت نہادہ اند کہ بہ مشق و مہارت ترقی مے پذیرد۔ و انسان را در آنچه مشق و مہارت و زریہ است بہ مرتبہ کمال میرساند کہ کار و شورا را بہ سہلترین حجتے سر انجام تواند کرد۔ رسن بازان و رقاصان و مغنیان کہ در فنون خود کار ہائے عجیب و غملہائے غریب بروئے کار آورده تماشا نیاں را در عجیبے انداز نتیجہ ہمیں مشق و مہارت است۔ کہ ایشان بحکم استعدادات خاصہ خود بکار برده اند۔ و نہ ہیچ خاصیتے در ذات ایشان انچنان نیست کہ تماشا نیاں و بحیرت زنگان کم و بیش در فطرت خود نداشتہ باشند۔

پیدا است کہ در ہر قوم و ملت بعضے از مردم در ہذا کہ سنجی و خوش فاشی و بعضے در قصہ گوئی و داستان طرزی۔ و بعضیں بعضے در شاعری و بعضے در مصوری و بعضے در فنون دیگر مشہور و روزگار و مشارالہ بالبنان در دیار و امصار ہیہا شدند۔ و عامتہ ناس را گمان آنکہ ایشان از جودت ذہن و روشنی طبع و دین کمالات پید طوئی بہم میرسانند۔ اما کسانیکہ بہ قوانین طبیعی پئے برده و مجاری احوال را نیکو سنجیدہ اند۔ میدانند کہ منشائے کمالات این نام آورہا بجز مشق و مہارت چیزے دیگر نمودہ است۔ آری این قدر بہت کہ استعداد این کمالات کہ در طبائع ایشان و دلیت کردہ بودند۔ ایشان بہ مشق و مہارت آں کمالات را از قوت و فطرت خود آوردند۔ اگر اصل استعداد و در جز فطرت آنها را بخی تمیہ و و ایشان بہ فوق استعدادات خود توفیق مشق و مہارت در کمالات مزبورہ نمے یافتند۔ زیرا ہر محض جودت ذہن و فطانت کار از پیش نمے بروند۔



در فطرت اکثر از تجارت پیشگان ہستند و شاعری بمرتبہ کمال ملاحظہ مینمایم و در بیان  
از شعر قابلیت فرق تجارت بدرجہ غایت مشاہدہ میکنیم۔ اما اینہا بسبب شغل تجارت و شاعری  
کہ شتمہ بر زمین کار آورده اند و نہ اینہا بسبب انہماک در شعر سخن از مملکہ تجارت خطے۔ بودہ  
پس متسیب از ضروری کہ در میانہ حکما و ارباب زراعت یا شعر و اہل تجارت یافته میشود و نشان  
حقیقی آن ہمین مشق و مہارت است و بس کہ افراد یک نوع را از ہم تمیز دادہ بہ خواص مختلفہ  
و اوصاف متباینہ مخصوص گردانیدہ است۔ از نجاست کہ عادتے کہ بہ مشق و مہارت  
رسخی مباد۔ ترک آن چوں تبدیل فطرت تحصیل میگردد و پس مروباید کہ از تکلف فعل بد بکلی  
بہرہ منہ کند۔ پس اہل فعل رفتہ رفتہ منہجر بہ عادت گردد و ازالہ آن از حیطہ قدرت بشری  
خارج باشد۔

## مصیبت و ناکامی

در کارخانہ عالم از اقبال واد بار و ذلت و عزت و ناکامی و کامیابی طرفہ تماشا بنظر  
مے آید۔ یکے را حکمت واد بار از چار سو آہنچنان فرا گرفته است کہ بہرچہ میکوشد راہ بجائے  
نہے برود بہر طرف کہ مے تشاہد ناکام بر مے گردد۔ روز و شب مصائب آفات چوں بر دربار  
برای مہمبارد۔ و شب دیجو را و بارش ہیچ نوع پایاں نہے پذیرد بخلاف آن دیگرے را  
بخت و اتفاق چنان مساعد افتادہ است کہ اگر خاک سیاہ را سس مسکین طلایے خاص میشود  
و اگر در شورہ زار تخم مے افشانند۔ زود برگ بار مے آرد۔ دولت بیدار باو عمدہ بختی بستہ  
است و طالع فرخندہ نزد و ناخاستہ۔

اما از آنجا کہ نظم را نیمہ آنا مختلفہ و احوال متناقضہ راجع بہ شہیت آن حکیم علام است کہ فعلی از افعال

یا جس کے ذرا حکام او خالی از حکمت نیست پس مرو باید کہ وہ ہجوم مصائب آلام و مریض استقلال  
از دست نہ دادہ یقین دانستہ باشد کہ در پردہ اینہمہ کمروا ت ملامت اہستہ حکمتی نمایش  
و مصلحتی غفلت مخفی خواہد بود۔ ازینجاست کہ گفتہ اند: "ہر کہ بمصیبت از مصائب گرفتار شدہ بہا  
یک سہ و دنیا دیدہ از تماشا سائے روئے دیگر محروم است۔" ہر گزینہ مستر بہ حقیقتی حاصل نمیشود  
مگر آنکہ لذت غم چشیدہ باشند۔ حکیم سنیکا مرثا گردان خود را ہموایہ پند ہے داد کہ لذت  
مصیبت بحشیدہ تالیات عافیت دریا بید۔ چنانچہ گفتہ اند: "قدر عافیت کسے دانند کہ  
بمصیبت گرفتار آید۔" بیچ راحت در حق انسان خوشتر از آن نیست کہ بعد جرات میسر آید  
و محنت کہ بہ راحت انجامد بحقیقت عین راحت است۔ کیکہ در مقابلہ بلا ثبات نہ دزیرد  
و بہ صبر و استقلال بر مشکلات غالب نیامد و در بوئہ ابتلا گرفتار نہ شدہ بہ مثال طلائے  
ہست کہ بر چمک امتحانش نہ سودہ باشند۔ و ازین سبب قیمت آن مشخص نشدہ باشد۔  
مصیبت بحقیقت مدرسہ ایست کہ جملہ قواسم روحانیہ و تربیتیہ پیدا بر و انسان  
بوسیلہ آن زشتی گناہ و بے ثباتی و نیاز بہ راس العین مشاہدہ میکند۔ اگرچہ بعضی از کویہا  
نمایاں چون بذل وجود و عدل و احسان را یا عیش و شین کامرانی ہم نمیتوان کرد۔ اما کویہا سے  
پایندہ و مسترار از توکل و قناعت و صبر و استقلال و ہوشمندی و دور بینی جزو حالت یکسان  
حماں صورت نمیتواند است کہ مروز از خواب غفلت بیدار میکند و خیالات و تشریب  
عاطر او بکلی صحرای موحشہ روئے توجہ بہ قبلہ مقصد و عالم و عالمیان مغفلت میگرداند و دنیا سے  
نی را در نظرش چون بازیچہ اطفال خوار و بے قدر میازد۔ آری چنانکہ راسخہ مشک و عود  
بہ سوختن و سائیدن نمایاں سے شود و همچنان کوی مروم در ہجوم مصائب افکارا  
سے گردود۔

## تعلیم

استاد باید ہر گاہ بتعلیم معتدیاں پر داند۔ از پایہ خویش کہ در علم و فضل و دانش  
باشد منزل نماید چنانکہ پہلوئے زہد منہ چہل خواہ گشتی بہ شاگردان خسرو سال بساموز  
سرچہ گی و زور آوری را یکسو نہادہ از پایہ خرد و آہنچاں فرزند کید کہ شاگرداں بہر اندیکے از  
ہر سہ ایشاں بہ ایشاں بازی می کنند۔ بسا معلمان کہ ہنگام درس این اصل را مطلق نظر نمیدارند  
و از منزلت علم خود منزل ناموہہ سخنان بالا تر از فہم متعلمان افادہ مینمایند۔ و غالب احوال  
سعی ایشاں را نیگاں میرود و نفعی از درس ایشاں بہ متعلمان نمیرسد۔ چنانکہ خدا کے نالائیم  
طبع پیش از آنکہ جزو بدن تواند شد غشیان آورده از معدہ برے آید۔ ہچنچاں دریں استاد  
کہ بہ فہم شاگرداں مناسبت نہ دارد بہرین و حافظہ ایشاں در سنے سازد۔

## علم اخلاق

علم اخلاق از سائر علوم بدیں شرف استیاز دارد کہ قابلیت آن در شرف اطفال  
پیش از قابلیت درس کتاب حاصل می شود و تعلیم آن در ہر زمان ہر مکان میتوان کرد۔ خاندان  
بانع و مکتب مجلس خلوت و جلوت و کنار مادر و آغوش پدر برے آن نیکیاں است۔ این علم  
ہر کس را از کودکی و جوانی پیرہایت میکند کہ حقوق الہی بر ذمت بہت او کد امست حقوق  
بنی نوع و حقوق نفس خویش کد ام؟ مال و دولت را چطور بہل تو اس کرو؟ و چہ قدر از ان  
رخاہ خلق و چہ قدر خدمت ذوی القربی صرف تو اس نمود؟ حقیقت انسان چہ چیز است؟ و او  
از برے کد ام مقصاف سریدہ اند؟ غایت علم چیست؟ و کد ام چیز است کہ دانش آنہا را بد

واجب است؟ مراد از شجاعت چیست؟ و اعتدال و عدالت چه معنی دارد؟ علمیت از  
 حرم مع آزد۔ و غلامی را از اطاعت و آزادی را از اطلاق عنان چگونه فرق توان کرد؟ قلمتے  
 کہ محمود است علامات آن چیست؟ از کلام جهانی و مہموم روحانی تا کجا باید گرخت و از وقت  
 و مرگ تا بہر چه حد تماشائی باید نمود؟ از سختی بلا تا چگونه میتوان رست و بہر چه نوع تحمل آنها میتوان  
 کرد؟ چگونه خود را سے باید شناخت؟ و چه طور خوش میتوان رست و خوش میتوان مرد؟  
 علامت تہذیب اخلاق در آدمی آنست کہ شکفتہ رو و پسندیدہ خوابشود و از گذشتہ  
 خاطر بکلی پاک بود۔ چنانکہ در حوالی ماہ تاپاں بردوسے فلک اثر سے از گرد و غبار نباشد ہم  
 وقت آثار پشاشت از چہرہ او ہوید باشد۔ نفس امارہ را در عین سرکشی و طغیان نگذار  
 از جا رود و زمانہ خوف و رجا و ایام تحط و دبا بہ کمال استقلال شادمانی بسر آرد۔  
 تہذیب اخلاق برخلاف را سے کسانے کہ آنرا بہ خارزار و دشوار گذارہ تمثیل میتوان  
 بر مثال را سے است کہ طرفین آن راہ از گلہاے زنگار زنگ و شمار گوناگون اشجار سرسبز  
 و شاداب و نہر ہائے روان نمونہ بہشت برین است و ہر کہ ازیں راہ میگردد ہادے شادمان  
 و خاطرے مطمئن بمنزل مقصود میرسد۔ را سے است بہر گونائی رہنموی کہ ہر یک از کوک  
 و جہان دیر و فاسق و معصومش آسان تواند پیمود۔ بچ و محنت ازیں راہ بمرحلہ دوست  
 و راحت و آراش در ہر قدم میتوان۔

علم اخلاق بشاہ نادیر مریان است کہ اولاد خود را از چرک آلودگیہا پاک میدارد و  
 پرورش آنها نمودہ تنومند و قوی بانوسے سازد۔ برایشان سخت نمیکرد و ہموارہ و صبر  
 آن میباشد کہ در عروشان حسن جمال و صحت و سوسیت ایشان بنیزاید و بہر صورت کہ  
 میتواند دلشیں آنها میکند کہ چگونه انہمہ محاسن خوبی ہار آنچنان مضبوط و منظم تواند خست

کہ زندگی برایشاں وبال نہ گردد +

پیدا است کہ بچنے از اطفال با طبع از تعلیم اخلاقی متنفر و گریزان بیباشند بحدیکہ  
یک سخن ہزل را بر صد پند سودمند اختیار میکنند۔ و اگر آواز دلف و چنگ بگوش ایشاں  
بجوزد و درس و کتاب را بر طاق نشیاں گذارستہ و کتب را خیر باد گفستہ دیوانہ وار پسوے آں  
سے شتابند۔ پس لائق تر بحال ایشاں آنست کہ بجائے علم و حکمت عنایت از صناعات  
بہ ایشاں بیاموزند۔ زیرا کہ تعلیم اطفال چنانکہ افلاطون گفتہ است باید موافق استعداد  
ایشاں باشد نہ بر حسب استعداد پدران و نیاگان ایشاں +

## خودکشی

مرگ را چنانکہ ظاہر است اسباب بشمار است۔ از آنجملہ یکے خود را بہ دست خود کشتن است  
دومی را در کشتن زندگانی اکثرے از نوازل و حوادث چنان پیشے آید کہ از تحمل آں  
عاجز آمدہ مرگ را برزیست اختیارے کند +

حکما را در آنکہ خودکشی در حالتے از حالات چنان میشود یا نہ۔ اختلاف است۔ یکے را  
از حکما پسیدند کہ از ادانہ زمین چگونہ پسیرد + گفت از آنکہ مرگ را آسان شمارند۔ چہ  
کیکہ از مرگ نے ترسد از پیچ و خم مصیبت پاک ندارد۔ گویند پسیرے اسیر آمدہ بہرست ملک  
فروختہ شد۔ آں جفاکار بذلیل ترین منتش مامور کرد۔ پسیر گفت آیا گمان ہے بری کہ ہر کہ  
ازیں ذلت آسان میتواند بہرست بہ اطاعت تو مجبور شود + ایں بگفت و خود را از کیوہ بکشد  
بہ پائیں انداختہ از قید حیات و قید غلامی پاک بہرست۔ ازینجاست کہ گفتہ اند "مردانت  
کہ زندہ ماند۔ چنانکہ خواہ نہ چندانکہ تواند" و گفتہ اند "منت خدایے را کہ کلید مرگ بہا

تفویض فرمودہ است تا بالوں و سیلت ہر گاہ کہ خواہیم خود را از پنج و بلا وارہانیم و منت مر  
و اہمیت منت را کہ براس زندگی جز یک در نہ کشادہ است و براس مرگ ابواسبے شمار مفتوح  
ساختہ و نیز گفتہ اند "عصہ زمین بر زندگان تنگ نمیتواند شد۔ اما بر مردگان دہر زمان و  
ہر مکان فراخ است"

بعضے از حکما گفتہ اند "کسانے کہ از دنیا و مصائب آن فکایت میکنند خطا میکنند  
کیست کہ ایشان را بر قتل این مصائب مجبور ساختہ است مگر آنکہ ہمین نامردی آنها نمیکند از  
از قید حیات سستہ کرد و مات زندگی را خیر باد بگویند۔ مرگ ہمہ جا حاضرست نہ وقت سہا بآں  
مہیا است۔ ہر کس نمیتواند مارا از قید حیات آزاد کند۔ بخلاف مرگ کہ ہر کس از پنجہ آن نجات  
نمیتواند داد۔ اگر مرگ مقدور بشر نبود زندگی از قید غلامی بدتر بودست۔ مرگ نہ ہمین شے  
خاص را علاج است بلکہ ہمہ درد را دوا است۔ در فن طب مقرر شدہ است کہ مرض چند عرصہ  
باشد علاج آن نیز باید سخت تر بود۔ پس ہر مصیبت کہ سختی آن از حد گذرد۔ علاج آن بہتر از اقدام  
قتل نفس خویش نمیتواند شد"

این است خلاصہ بعضے از دلائل آنانکہ خود کشی را جائز بلکہ ستھن شمر دہ اند۔ اما کسانیکہ  
بخلاف آن رفتہ اند میگویند "اھم اکھا کمین کہ مارا و حصار زندگانی محصور ساختہ است تا فرات  
واجب الاذعان اور در رسد۔ نباید پانیزل حصار بیرون کشیم۔ زیرا کہ مارا نہ ہمیں براس نفس ما  
آفریدہ اند بلکہ براس عبادت الہی و خدمت ملک خدمت قوم نیز مخلوق شدہ ایم پس  
از آنکہ اجل مستی در رسد خود را بدست خود کشتن اناداسے فرائض خود گر بخین وستی ستر  
طاغیان و باغیان گشتن است بخئی را شیخ شجاعان عالم نمیتوان گفت کہ ہمانہ ماے انجیز و تو ہمایا  
میجوید تا بہ انواع ہادث و نوازل دوچار شود و از مقابلہ آنها رو بہ تباہ و تابتواند بر نماخاب

آید۔ پس از کمویات روزگار گر بخت و مرگ را بر تحمل آنها ترجیح دادن از تنگنوی بر اصل دور افتادن است و فاضلترین اخلاق را کہ صبر و ثبات و ہمت و ہمتقلال باشد۔ دوم ساختن ۱۰  
افلاطون در قوائین موضوعہ خود سے نگارو کہ "کمینہ ترین مرگہا مرگ انکس است کہ  
احبت اجاب اصدق اصدق قار را کہ خود نفس دست بدست خود ہلاک کردہ باشد و از بکارت  
بقیہ زندگانی کہ ہلکے و مقتدر بود محروم ساختہ۔ و باعث برآں غیر از تصویر ہمت و صبر و  
نامردی و ضعف عقل چیز سے دیگر نباشد۔ آنا نکہ زندگی را ہیچ سے پندارند بر عقل ایشان خند  
سے آید۔ آیا نمیدانند کہ بضاعت ایشان کہ بر اوزار میتوان کرد۔ دیس دار فانی ہمیں زندگانی  
ایشان است و بس۔ و بعد از اطلاق آں ہیچ چیز بدست ایشان باقی نمی ماند۔ اگر کے ہر زندگانی  
دیگران بخند و آں را حقیر و ناچیز شمار و عجب نیست۔ اما زندگانی خویش را حقیر شمردن بر اطلاق  
آں آمادہ شدن غایت الہی و نادانی است کہ در ہیچ حیوانے از وحش طیر و بہائم و سبلع نظیر آں  
نہو اں یافت ۱۰

## زندگانِ مُردہ

یکے از حکما گفتہ است کہ "آدمی را زندہ نہایت اں گفت مگر آنکہ بخندست بنی نوع خود اقدام  
کند و کارہائے نمایان سودمند بر روی کار آوردہ نیک نامی جاوید حاصل کردہ باشد۔ از نجات  
کہ ہر کس از شاگردان فیثاغورس از تحصیل علم اعراض نمودے و از اوستی و بطالت و عہدیت  
ہمچیشان گستہ مدرسہ را پرورد گشتے۔ سائر مستفیدان و متعلمان فیثاغورس قبر سے بنام او پیش  
و بر لوح قبر او مینوشتند کہ "فلا نے ہمد" تا دیگر اں عبرت گیرند و چنین حیات بدتر از مات اختیار  
نہ کنند ۱۰

پس ہمہ آنکس بحقیقت از مُردگان نہ کہ از زندہ شب و در بند اکل و شرب و صبح و سہا مشغول نہی و

زینت بیباشند و نیدانند کہ غایت زندگانی ایشان چه بوده است؟ چه معنی زندگی بحقیقت  
 آنست کہ انسان در تہذیب نفس خویش و نفع دیگران تنہائی نفس بنی نوع ہر قدر متواند کوشش  
 کند۔ بریں تقدیر پیدہست کہ غالب رے زمین بصورت آباد و مہنی گورستان ہست۔ غالب  
 مردم بظاہر احیاء بحقیقت اموات اند۔ اگرچہ اکثرے از ایشان با ہمہ گر بصلح و امنیت بسر  
 مے برند۔ و از اطاعت بادشاہ سر نہ پیچند و ابنائے جنس را نہ آزار نہ دگرچہ عمر مے  
 ایشان از مفتاد و ہشتاد گذشتہ بہ نو یا بصد سال میرسد اما بحقیقت زمان حیات ایشان  
 ہماں چند ساعت یا چند روز است کہ در سود و بہبود خلایق گذرانیدہ اند۔

## دوستی

کیکہ بدوستی دوستان ضرورت ندارد۔ ہمانا انسان نیت بلکہ حیوان ہست یا فرشتہ  
 چنانکہ سخت ترین آلام جسمانی آنست کہ جاندار را دم خفہ کنند۔ ہمچنین سخت ترین آلام روحانی  
 آنست کہ آدمی را کس دوست نباشد۔ ہر کس پیش دوستان احوال خود از شادی و غم بیان  
 مے کند گو یا شادی خود را دو چند میسازد۔ و از غم خود نیمے زائل میکند۔ آری آنکہ از بدوستی  
 دوستان محروم ہست بحقیقت یکہ تنہاست اگرچہ خلق بیشمار بگرد او جمع آمدہ باشد  
 چنانکہ گفتہ اند اگر تمامی عالم از دوست رود و بعوض آن یک دوست صادق میسر آید از ان  
 دلاکن بر کثرت دوستان مغرور نباید بود کہ عامۃ دوستان بر مثال برگ درختان اند۔

## خشم بہ ترازدیوانگی ہست

کسانیکہ خشم را بہ دیوانگی تعبیر میکنند ہمانا از حقیقت ہر وہی خبر بودہ اند۔ چندیوانگی عبارت



از ناخوشی دلغ است که عقل را از دماغ زایل کند و کار بد انجامد که جمله تکلیفات از دست بگذرد  
و هیچ جرعه که مرکب آن شود سزاوار تعزیر نباشد و بهر خطای که از و صدور یابد او مستحق  
شمرند و معاف دارند. بخلاف خشم که از قیود طاقت و استکبار بر عقل و دانش مردم غالب آید  
و بکار نابرابر انگیزد که اگر صادر شود باشد که صاحب خشم را مضروب و مقتول گرداند و باشد که  
به سزا و تعزیر رساند.

## محبت مادری

محبت مادران با اولاد خود قوی تر و پادار تر از سایر محبت است که هیچ حال کم نگردد  
در نینهاد و گر گوی نشود و هرگز بجلالت نه انجامد. پدر میتواند از پسرش بگذرد و برادر برادر  
و دشمن شود. وزن و شد از یک دیگر بگسلند. اما مادران با اولاد نیک بد همواره یکسان سلوک  
کنند. و از مهر و محبت ایشان هرگز سیر نشوند. رنجی که اولاد را در پیرینه تر از مادر نیست که از  
روز استقرار لطفه در رحم محافظ ایشان میباشد. هیچگاه نمیخواهد ایشان را از سینه خود جدا  
یا یک لحظه فراموش سازد یا به نافرمانی و تقصیرات ایشان از تیر دل و مایه بد بربان آید  
مجتبش با اولاد از شایسته غرض بکلی پاک است. لاجرم در مستی از اوقات و حالتی از غلا  
تغیر در راه نمیباید. اگر همه خلق اولاد او را گذارد و از تعلقات ایشان دست برندارند  
بلکه دنیا و مافیها را منحصر در اولاد می دانند.

## استهزار

بر مردم خندیدن و به استهزار و مسخرگی عادت گرفتن از دناست نفس میخیزد. و جوئان را از

ترقی بمعارض کمال بازے دارد۔ ہیچ پاس چنانکہ معلوم است از عیب خالی نمیداشد تا بحکمیکہ  
نیکو کاران ستوده خصال نیز نیستوانند و امن حال از آلائش عیب بکلی پاک دارند۔ چو  
صورت حال برین منوال است غایت ابلهی و محض نا انصافی است بزلات و خطایے مردم  
آو بخین و از محاربن و محارباتشان چشم دوختن۔ بر نقائص فروہ گرفتن و از کمالات قطع نظر نمودن  
و ابنائے جنس را آنھو کہ اشرار و او باش ساختن۔

چند آنکہ غور کردن میشود استہزائے از موازنہ تست میان نفس خویش و نفس آنکس کہ  
بروے استہزا میکنی تا ناخویش را ازو بہتر و برتر و انسانی و خود را از خود بھتر و بی عجب است  
از استہزا کنندگان کہ با وجود صدمہ ہر ذرات دیگران بر یک عیب ایشان میگيرند۔ <sup>صفت</sup>  
صد عیب در ذات خویش یک ہنر و خود نشان نمیدہند و عجب ترازیں آنکہ نہ ہمیں عیب  
کسان میخندند بلکہ ہرے نیست کہ رخنہ در خوبی آن نیستند از دہ منتجبے نیست کہ آن را  
آنھو کہ اہل مجلس ناسازند۔

بجارت کتابے برائے مرقد مرحومی سید امیر علی رئیس دہلی غفر اللہ

نیامد کے درجہاں کو بہاند لگراں کرو نام نیک کو بہاند

سید امیر علی ابن سید وارث علی (رحمہما اللہ) چیل و بہشت سال خوش و ناخوش زندگانی  
دیدہ و تلخی و حلاوت این دار الفرو چشید و شب جمعہ دویم شہر رمضان ۱۲۹۳ ہجری باجلے  
راغب الی اللہ و زاهد فی الدنیا داعی اہل راہبیکہ اجابت گفت۔ ہمہ عمر بقوت بازو کسب  
کردہ چشم خاص عام موثر و محترم بود۔ و مردانہ و آزادانہ سے زیست۔ از بدو شعور و مدد  
دولتی بادرس و تدریس کار داشت و تا بود ہم دریں کار بود و ہم بریں بگذشت۔ اہل سے از

حاکم و محکوم و تباہ و متبوع را ابد از ملائمت نبوده و کسے از آشنایان و بیگانه زبان بر شکوہ  
 او نیاوردہ۔ الحق از کونئی و حسن معاملات تواضع و فروتنی و دیگر مناقب جلیلہ کہ در بخش جلیلی  
 بود۔ اندکے از بسیار نمیتوان شرح داد۔ و حسن خاقیت کہ غایت جملہ کموتیہا است چنانکہ خود او را  
 بیشتر آردہ از صلحاء و اقطیاء و ابرار و اخیار ہر کرا دست دہد غنیمت کہرت میتوان شمردہ  
 ایماں بلب دل بہرہ و دیدہ نہ دست بایک اصل خندہ زنان غیر شد

کتبہ لوح مرقد مرزا الہی بخش مرحوم کہ چرب اقرار جناب مرزا  
 سلیمان جاہ صاحب نوشتہ شد

پیشکش کتبہ مرزا الہی بخش

و اسین شمع بزم گور کافی و آخرین ثمرہ شجرہ صاحب حقانی صاحب عالم حضرت میرزا بہایت اقرابا  
 المعروف بہ میرزا الہی بخش (طاب ثراہ) در سال یکزار و دو سیت و سبت یک ہجری از ہنہا خانہ  
 غیب بجلوہ گاہ شہد و خرامیدہ ہفتاد و اند سال بنظر اہل عجم بگیاے اس عجز سال خور و چشم و  
 داشتند و باد ہزار سال گار مردانہ بر روی کار آمدہ بس مراحل شوار گزار آسان طے نمودند  
 ہم در عہد امن و سلامت و ہم در طوفان حوادث و فتنہ سنگر سفینہ نجات و دوست ایشان  
 در مدت حیات باہر یکے از طبقات اہم آچنان سلوک و رزیدند کہ اقامت اجاب را بصفت  
 مصافات و اجابت اغیار را بر فوق و مدارات و ضعفار بہ بدل مساحت و اقریاء را بحسن عیانت  
 در سلک یحیی کشیدند شب نچنبہ شانزہم ہج الاول سال یکزار و دو سیت و نود و پنج  
 ناخوشی سعال کہ رفیق دیرنیہ ایشان بود آنچنان اشتداد گرفت کہ بیچ چارہ و تدبیر متعاقبت  
 بہاری سہ روزہ ۱۲

آن نتوانست کرد۔ و آناریاس بر دامن استولی شد ہمیں کہ کلمہ تو حید بزبان رانند و شاید  
را بر اسلام خود گواہ گرفتند۔ زود و داعی اجل را لبیک اجابت گفتند۔ و ہر یکے را از دور  
نزدیک و قریب و بعید سو گوار و ماتم دار و از ذکر جمیل و نام نیک بر خاطر ہر یک نقشے ہستوار  
گذاشتند۔

## نثر دہم

تقریباً دیوان فارسی حضرت حسرتی رحمہ اللہ تعالیٰ کہ دیال  
ہزار و ہشتصد ہفتاد و دو مسیحی و زمان حیات مصنف مغفور تو بود

ہر چند ستایش سخن دین من است      میگویم و در است گفتن آئین من است  
در دج سخن ساختگی نیست مرا      تحسین سخن شناس تحسین من است

الا سے ہونے فرزند دریں روزگار کہ جنس بالادست سخن از متلع حُسن نو خطان مار و اثر تو  
و مگیرے اہل سخن چوں نفس سر و اعطال بے اثر افتادہ است۔ زہار گمان نہری کہ انداز  
قدر گفتار را نقصان فرارفتہ است۔ و سرایہ لفظ بوسنی بزبان رفتہ چشمہ حیاں اگر و ظلمات پنہاں  
گرد و خاصیت جان بخشی از پیروں نرود۔ و ماہ کنعان اگر و بازار مصر سیح نیز و جے ارضاً  
کامل خنث کم نشود۔ کما قبل ۷

۱۷ اگرچہ قدیم طرز کی شے اب طبیعت متغیر ہو گئی ہے۔ لیکن چونکہ ان میں بعض نثریں گراہی میرا بہ روی کے

زمانہ کی یادگار ہیں۔ اسلئے انہیں بالکل ضائع کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا ۱۲ حالی

از قیمت یوسف نشو و یکسر موکم ہر چند خسیر دار بہ بازار نباش  
 اگر کوئی کہ سخن را کہ مکتبے بلند و قدسے ارجمند است - خود بوجوہ مکنتہ و ران سخن پیوند است  
 ورنہ لفظیست بے معنی - و اسمیت بے معنی - و سخنو رچنانکہ معلوم است امر و از زبان محدود  
 است - پس اگر کبریت احمد را خاعتیت اکبر باشد گو باش - و اگر سایہ ہما قرۃ اقبال با خود دارد  
 گو - بدر - ازاں کہ نہ موجود است چہ خیر و - و ازینکہ منقود است چہ زاید - گویم آسے چنانکہ  
 فرمودی ہنر از توابع وجود اہل ہنر است - و عوض از لواحق ذات جوہر - و چندانکہ ہنرمند  
 کیا ب ہنر کیا تہ اما بایں تصور نظر و نقص ادراک - و ناتمامی دانش و نارسائی دریافت کہ  
 مرآدی است چگونہ میتوان گفت کہ اہل کمال را بجز دانش غنقا آشیان - و از سخن جزہ ام و از  
 سخن جزہ رسم و جہانیت

خاکساران جان بحقارت منکر تو چہ دانی کہ دین گرد سوار باشد

سرت گردم اگر برق حوادث روزگار مرغان کو اسخ را آشیانہا پاک بسوزد باغند لیبے درجمن نغمہ  
 سر است باغ را داشت نتوان خواند - و اگر طلوع سپیدہ سحری رونق بازار سستارگان بہریم کن  
 تا مردخشاں عالم افروز است جہاں را تا یک نتوان گفت - گر تہم ہنر را گری بازار نہ چندان است  
 کہ کالائے گرانبہاے معنی از ہر دوکان میتوان خرید و گنج شایگان سخن در ہر خرابہ میتوان یافت  
 اما صاحب نظران دانند کہ با انیمہ نادر ایہا دکیسہ رفتگار خشنودہ گوہر ہاست - از چشم کو سواد  
 مانند گنج در ویرانہ پنہاں و بہر پیر کمال فروزندہ اختر ہاست از ویدہ شہر چشمان چوں مہر جہانتا  
 سرد نقاب کتمان - علی الخصوص دیتیم معانی - مہر شیر فلک مکہ دانی - قائمہ عرش تنجیق - باب مدنیہ  
 ندقیق - بحر الجی علم و ايقان - کہ کب دوی افق عرفان - بہین ثمرہ شغل باغ ارادت - گزین نتیجہ پیوند  
 مادہ و صورت - رشاد و دریائے حقیقت - رہبر و صحراے طریقت - چار سوسے مملکت معنی را گہبان

خدیو۔ و شش جهت عالم حقیقت را فرمانروا نگارستان رنگین بیانی را چهره پردازد و  
 بهارستان شکفته طبعی را چمن پیرا۔ در شناس سر اسرار عقل و نقل۔ بخت سنج غواض و رایہ  
 روانہ در حلقہ پیمای طریق نظر و استدلال و نصب ابق رباع عرصہ فکر و قیاس شمس پیشانی  
 بلند نظری و لافطری۔ نواب نجمۃ القاب محمد مصطفیٰ خاں بہادر تخلص چسرتی۔  
 بِلَفِظٍ لَا يُغَيِّرُ عَنْ مَعَانٍ أَحَاطَتْهَا مَكَارِمُ ذِي الْهُمَامِ  
 اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنَا وَمَتِّعِ الْكُلَّ بِدَعَائِمِ بَقَائِهِ وَمَدَامُ ذَقَائِهِ۔ حوصلہ ہمیش جانیت کہ بانی  
 ہمت آسمان دوست۔ و قدر بیعتش آسمانیت کہ فروغ خرومہر در شان دوست غیمہ نیش  
 نقد حقائق را گنج شاہگان۔ در غنچ فکرش دامن قدس ریش شبستان۔ جلد الفاظش سرای  
 معنی را پیرایہ ناز۔ و حلیہ عبارتش گوش و گردن غمزدن را زیور متیب باز۔ افسون لطف گفتارش  
 در تخیل آراوہ دلائل چوں قید و بند۔ و موجوں لطف شکر بارش در مذاق تخطل طبعان چوں شہد  
 قند۔ استعارتش چوں اشارہ چشم خوبان دلربا۔ و عبارتش چوں چشمہ آب حیوں جان فزا۔  
 اطمینانیش چوں طول شکوہ دوستداران سامعہ نواز۔ و ایجازش دلاویز تر از نگاہ چشم نیم باز۔  
 فکرش از دعائے سحری شب نندہ داران رساتر۔ و سخنش از نالہ نیم شبی جگر خواران گیراتر۔  
 فقرہ شیرینش مگویم شیرہ جان اما پارہ شیریں ترا آں۔ و مصرعہ رنگینش نگویم برگ گل اما دل  
 از کف ربایندہ بلبل۔ را بخت انفکاش از بخت گل در دماغ بلبل بل از عطر پیرین در شام تقویہ  
 سازگارتر۔ و شہد مقالش از شخہ زلال در کلام مستقی بل از جرعه عے در مذاق مجبور خوشگوارتر۔  
 الحق گرمی طبع پُر زور شربیت کہ تمکین پسنداں اگر ہمہ کود و قار باشند بیک جرعہ از ان غدا  
 نگاہ نبتہ انند داشت۔ ورنہ خواہہ را کہ عند لب شاخسار ملکوت۔ و طوطی شکرستان لاہوت است  
 با غزل سرائی و بذلہ نخی چه کار و چگونه روا باشد۔ کہ را کہ در طریق علم و حکمت بر اثر سقر اطلال و فلاح

قد سے راہ فتن موجب ننگ مار باشد و کمینہ صناعتی امثال عوفی و نظیری را مقلد عمل بود  
 و زلالی و انوری را مقتدائے فن ساختن۔ اگر فتم در زبان سلف نقد معنی لگنجینہ داراں و عرصہ  
 فکر را شہسواراں بودہ اند۔ و ہنگامہ گفتار را گرمی بازار۔ و ریاض سخن را رنگ اعتبار پیش از زمان  
 صاحب دیوان بودہ است۔ اما کسانیکہ در مصطفیٰ ذوق رطل گراں پیچودہ اند و از مایہ تمیز حفظ  
 وافر بودہ نیک میدانند کہ ہانکہ قطرہ مادر بحر۔ و سبزہ مادر دشت و دستہ مادر ب۔ و نمہ نا  
 و ساز۔ و جرحہ مادر ساغر و بادہ مادر سبو۔ و بذلہ مادر گفتار۔ و افسونہ مادر عمل۔ و شعور مادر دیوان  
 و مصرعہ مادر غزل فراواں بود۔ ہر قطرہ در شبنم۔ و ہر سبزہ گل وریاحین۔ و ہر دستہ و شگل  
 و ہر نمہ نمہ بلبل۔ و ہر بذلہ نقل محفل۔ و ہر افسون جادو سے بابل۔ و ہر شعر تر۔ و ہر مصرعہ شستر  
 نباشد۔ رباعی

نہ فرمندیان بہ ہر چشمہ دامن      یوسف نتوان خرید از نہر و کان  
 ہر لب ہم اعجاز ندارد چو شیخ      ہر کس نبود چو حسرتی سخن بیاں

جادو کہ دے در سخن سنجی سے پیما یہ پیشینیاں نیز پیچودہ اند۔ اما پاشنہ باریش و پیاہا بلبلہ وار ہو  
 است۔ اگر قد سے رفتہ اند۔ و خواجہ ہمہ گلشت کناں می رود۔ و آہنگے کہ او دین پر وہ سے سراپہ  
 دیگر اں ہم سرودہ اند۔ اما نظر از سر و اندیشہ از تگ فروماندہ است۔ اگر مصعہ سنجید اند  
 و خواجہ ہمہ بدیمہ سے سنجار۔ آسے نمہ حقیقت و پر پردہ اشعار سرودن و اسرار محضی و در  
 کسوت تعبیر و بیان جلوہ گر نمودن نہ کار ہر چرب گفتار شوخ بیان است۔ و آنگاہ حال تا قال  
 و اثر تا عین تفاوت بسیار داند۔ اینک دیوانے ترتیب دادہ و مجموعہ فراہم آوردہ کہ سخن را  
 اوج کما سے بر ترازاں دست و دادن و سخنور را سراپا قبولے خوشتر از اں بہر سیدن و شوار ترازاں  
 آہست کہ مالہ مرغان خوش آہنگ بموزنی عشاق و نہادند تو اندر سید و مرغولہ مطربان چاہو

چوں لحن داودی آہن راموم تواند کرد۔ بنامیز و محکدہ صہبائے ذوق است و پیرہہ آہنگ شوق  
 نظر گاہ پاکاں شاہد باز است و غیر نگ حقیقت و مجاز۔ انیس خلوت گوشہ نشینان است و جلالت  
 عشرت گزینان۔ تہیدستان خرد و اسیرایہ ہوش است و دُردی کشان جنون را بادہ سرخوش  
 نسخہ منفرد روحانی است و مجموعہ لطائف وجدانی۔ طالع سخن را رقم سر نوشت است شاہد منی را  
 حُسن خدا داد۔ زلف گار فراق رنجستہ سرگذشت است و ایام وصال را زفر خندہ رونما گذشت  
 نظم را موسوم بہار است۔ وزین شعر آآب جو بہار تفسیدہ در و ناں را مایہ فرات است و شاد آ  
 طبعان را شیرہ نبات۔ بالائے گفتار را خلعت و بیابانست و تشریف قبول را قاضی زیبا  
 آنا کہ خاطر نکتہ فہم و طبع ادانشناس دارند بیانید۔ و متراس این قدیمی صحیفہ بدیدہ ہوش بگریزند  
 تا وارسند کہ مر این نکتہ سخن بجز بیان را در گذارش سخن خاصیت است کہ دیگران بر آن دست  
 نیافتہ اند۔ و اگر ہست پرسی کر متہ است کہ از خامہ الہام طراوش بر روی کار آمدہ یعنی جہو  
 اہل فن چنانکہ دانی اتفاق دارند برین معنی کہ شعر را چند انکہ از حدیستی دور تر بند قبول دہا  
 نزدیکتر باشد۔ و ہر قدر از اوج صدق زیر تر اندازند پایہ جہش بالاتر رود۔ و حق انیت کہ سخن  
 بے مبالغہ و اغواق و لفریب نبود۔ چنانکہ نظامی مینفرماید

در شعر پیچ و در فن او چوں کذب دوست حسن او

با اینہمہ گفتار آبدارش بے آنکہ چاشنی تبلیغ و غلو داشتہ باشد دلاویز تر از عشوہ شاہدان  
 مہوش و ذوق انگیز تر از بادہ بیغش افتادہ است۔ انصاف بالائے طاعت است این بایہ  
 گفتار کہ آسمان بر فراز است و زمین در نشیب و چشمان در زیر ابرو اند و دندان جلد در دہان  
 شنونہ چہ دل رباید۔ وستمیع را چہ ذوق بخشد۔ پس بے آنکہ نوعی از صنعت اندیشہ و ایجاد  
 طبیعت را در او راہ دہی۔ چہ ساحری توانی کرو تا سامعہ یاراں بندازی۔ و شور حدت در سخن



اندازی - همانا کار کار بشر نیست - خواجہ سخن سرائی نمیکند - معجز نمائی میکند \*

بہمت در سپارش راہ روح جادہ تنزل پیغم و ممدوح را نہ باندا زہ قدر و لالیش  
ستودم - بحث از فضائل ذات و جلال صفات بود - و سخن در توالیع و عوارض گفتہ آمد و  
نقۃ ہدایتی کشید - ہر گاہ مشک زعفران را ز دلخ روح پرور در نہاد است و مہر و ماہ را  
بوارق نور گستر خداداد - آن دوازندہ جہر را بسیاہی و ندوی ستودن - و این خوشنود  
گو ہر را برگرمی و سردی آفرین نمودن چرا - همانا قدم رخس کہ بہنگام مانت بیراہہ رود عیب  
عنان گیرست - و پردہ ساز کہ در مقام بندگی بیہوشی گراید از قصود معنی است - اکنون کہ چہر  
نظر را پائے رہ پیا بسنگ آمد - و عجز بیان حیلہ جستن و بہمانہ ایختن آغاز نہاد - ز نہار گمان  
نہند کہ دلخ سخن و محامد مخنور ہایاں رسیدہ باشد تا خامۃ ستایشگر از خرامش و اندیشہ  
شنا گستر از سگانش آرمیدہ باشد - حاشا حاشا کہ اگر قصیدہ را وحی و رباعی را الہام و غزل را  
اعجاز و غزل سر را معجز نما گفتہ باشم - حرفے اناں طومار و اندکے اداں بسیار بسرا گفتہ باشم  
آہ چہ توان کرد ہم تیرا سا - ہم صیہ بلند پرواز - ہم شب کوتاہ و ہم افسانہ دراز  
زبان مکتہ فرماند و از من قہیت بضاعت سخن آخرش و سخن قہیت

اللہ بیس ماسوے ہوں

## تقریظ دیوان سالک

صدقہ بیک فرط میکنم مشب مستی نہ باندا زہ سے میکنم مشب  
حیرت زدہ نیزنگی این کس آشوب گاہ - حالی نامہ سیاہ کہ دوش در شکنجہ نغم و اندوہ چو مرغ  
نازہ بدام افتادہ سر سیمہ و لبتنگ و با سخت جانی خویش در جنگ بود اگر حرفے از روداد خود

سرودہ باشد۔ ہمارا خوشیشتن راز حمت و انجمن را کلفت افروزم باشد۔ تکلف بر طرف۔ و  
 داشت ہمہ صبح خوں۔ و سرے داشت سرمایہ جنوں۔ شبے بہ درازی شب نامے فراق  
 و وقتے بہ پرانگی کی خاطر عشاق۔ بے خودی ہمہ نقد گنجینہ ہوش۔ و ہستی ہمہ تعمیر خواب  
 فراموش۔ و لولہ نامیکرد و از جانے رفت۔ نالہ نامیکشید و دم نیز۔ گاہے اشک  
 جگرگوں از دیدہ میسبارید۔ و گاہے برگریہ خود میخندید۔ گاہے از روزگار نالید  
 و گاہے از بخت نگو سار۔ گاہے براہر من نفرین کردے۔ و گاہے بر نفس خوشیشتن  
 گاہے در جستجوئے وقت رفتہ چپ در است بے نگریت۔ و گاہے از عمر رفتہ یاد میکرد  
 میگریست۔ گاہے رشتہ اہل چنداں دراز کردے کہ عبقار اسپردام خود پنداشتے۔ و  
 گاہے از دور باش حرام آنچنان گستہ امید گشتے کہ سہل را دشوار و اندک را بسیار  
 اکاشتے۔ بالکلہ حالتے در پیش نشت کہ قیامتے باخوش داشت۔ و جنیں ہنگام صحبت  
 اجاب چوں فرقت محبوب ناگوار۔ و بذلہ اصحاب تلختر از طعنہ اغیار بود۔ اگر سودے گفتا  
 و سر و فلش این خار و جگر نمیداشتم۔ غنچہ خاطر مہیج نشکفتے۔ و در و دلم ز ہمار چار و نہ پختہ  
 رفتہ کہ بطلان دیوان حضرت خواجہ شیراز دے خالی کنم و بیکن و جرحہ اداں بادہ کمن غم  
 دین و دنیا فراموش سازم۔ نا گرفت از دریچہ ہوش این صدای گوش خورد کہ بان دہاں  
 حالی روشن نفس۔ اے بفہم اداس شناس و بفکر بان میں ہم شکر بریزی طوطیان ہند  
 دیدہ۔ و ہم نعمت بلبلان ہم شنیدہ۔ یکے در چمنستان سالک بیار۔ و دیدہ و دل رخصت  
 تماشا دہ۔ تا واری کہ گلشن مہرین در عین خزان شکفتہ و شاداب است و نہال سخن و نہال بیان  
 موسم تازہ تر از عمد شباب۔ نہ انہم این صدے و لکش از کجا بود و چہ بلا گرمی اثر باخود  
 داشت کہ تا از پودہ گوش بدل فرود آمد۔ مرا در سن نگذاشت۔ چوں بخود باز آمد مگر مگر از جا

برخاستم و دیوان مالک خواستم سبحان اللہ کتاب دیدم چوں نسخہ جمال یوسفی سراپا انتخاب  
 وز لچائے سخن را باز گشت عہد شباب - ایبا تش ریختہ امار شک پہلوی ووری - بیانش  
 سادہ اما نمونہ گفتار سعدی و انوری - مضامین ہمہ تازہ و نو - معانی ہمہ الفاظ را در گزینہ  
 و غزل بہ طلسم رنگ بود قطعه و رباعی ہمہ کرشمہ و جادو - ذکر فراق دل آویز تر از وعدہ وصال  
 شکوہ جفا طرب انگیز تر از مژدہ و فدا - آنجا کہ طول مقال است لفظ را اندازہ و وسعت خیال است  
 و آنجا کہ اختصار بیان است بہت دیدار کوفہ نہاں است - منکہ جز گفتار پیشینیاں سرے  
 و رکچہ نموشال گذرے نہ خاتم از طلاوت ایں ثمر نو رس آنچہاں کار کام و زبان ساختم کہ  
 دل از ذوق قند نظیری - و چاشنی نمک غنی بجلی پروا خستم - گویند ہر سخن شیخ را در غسل  
 سرائی طریقی خاص است کہ مراد اہل طریق اختصاص است - یکے از آتش عشق بجای  
 چراغی در راہ فکر نہادہ - دیگرے از عالم حقیقت درے بروے دل کشادہ - یکے حسین  
 یوسفی بلند با عقاہم پرواز و دیگرے در بہین معاملات و قومی کرشمہ سنج و سحر پرواز - یکے را  
 و صنف دلہا پیرایہ بیان - و دیگرے را رشک اغیار تازیانہ زبان - کمتر کہے بودہ باشد کہ  
 ایں ہمہ مراحل را بیک زقار پیمودہ باشد - آرسے در ہر شیوہ سخن نغز گفتن و در ہر شستہ  
 گوہر معنی سفتن - نہ حد ہر چرب گفتار شیخ بیان است - اما در حکمہ کہ غالب بادہ فروش است  
 و سالک بادہ پیا - بادہ ماہمہ سر جوش است و نشہ ماہمہ رسا - اینجا سستی حریفان در شمار نہ  
 بینی - اینجا حریفے در خار نہ بینی - اینجا لای خوارانند بر چرخ موج زن - اینجا مدعی کشانند  
 با عطار و ہم سخن - اینجا نوالے گوناگوں از یک قانون برنجیسنند - اینجا اوائے نگارنگ  
 از یک طبع موزوں سر بر میسنند - اینجا ہر کس جان سخن است و سخن جان او ہستہ و سخن  
 معنی از آن اوست بلکہ آیہ در شان اوست - خاصہ آن آئینہ صورت نماے غالب - و

مرا و همچون هزار را بجای غالب. آن در سخنوری یکتا. و در پاک گوهری بی همتا. آن در  
شعله زبانی علم و در شیوه بیانی مسلم. آن در هر قدسی مسالک جناب مرزا قربان علی بیگ  
متخلص به سالک لازال ظله ظلیل و ذکره جمیلا که مرز و نمکه در می و نمکه بنی استادن  
استاد است. و جهان آباد از شرف وجود و معیوش جهان آباد است. الحق اگر سخن را  
صها میتوان گفت بخش سر جوش باوه سخن است. و اگر شاعری را فن میتوان خواند  
خواه یگانه این فن است. یارب چنانکه هند از غالب خلد آرا مگاه رشک ایران تو در آن  
بوده است. و ملی از سالک معنی پناه غیرت شیراز و صفایاں باد.

## تقریظ دیوان شوق

ایں دیوان غربت عنوان از افادات مرحومی حکیم غلام مولی متخلص به شوق است  
که شاگرد رشید خان فیض المکان جناب غفران آف حکیم مومن خان مومن بوده اند. اصل  
ایشان از میر طحتم و در دوازده سالگی از آنجا به خیر البلاد جهان آباد آمده و به کسب کمال تحصیل علم  
پرداختند. و تازانانیکه واقعۀ طغیان سپاهو یاغی آن شهر لطافت بحریا مورد افات مرکز  
فتنه و بلیات کرده. همدریجا اقامت داشتند. مدت طویل زبان پارسی از انقباض متبرکه  
مولانا امام بخش صهبائی فرا گرفتند. گویند از جمله شاگردان آنجناب به جودت طبع و جفا فطرت  
اختصاص داشتند. و صرف و نحو و منطق و دیگر فنون عربیه را از ملا انتظام علی سہانپوری  
گرفتند. و طب از حکیم غلام نقشبند خان دہلوی کسب نمودند. و آن ایام که گلشن دہلی را آخر  
فصل بہار بود. جمعی از گرانمایگان عالم معنی و پاکب خرامان عرصہ سخن چو غائب و ذوق  
و مومن و سائرین که در سخنوری و نمکه پروری فخر دہلی بل نازش ہندوستان بودند. دریں

مسمومہ جادو آشتند۔ و از فیض وجود ایشان عالم را ہولے شعر و سخن در سر افتادہ بود۔ حکیم مخفور کہ با موزونی طبع وجودت ذہن فلکے بلند پرواز داشتند۔ با وجود مشاغل علمیتہ نتوانستند خود را ازین بادۂ مرد افکن برکراں دارند۔ لاجرم داعیہ غزل سرائی در خاطر ایشان پیدا آید۔ ہوسن مرحوم را چنانکہ از مطالعہ دیوان ایشان منہوم میشود بہ استادسی برگزیدہ و رفته رفته در خاطر استاد موقع قبول یافتند۔

معنی مباد کہ ہوسن مرحوم در غزل و اصناف دیگر از سخن دو طریق مسلوک داشتہ اند یکے عام و دیگر خاص۔ طریقے کہ عام است و آن کتر است۔ ہمیں طریقہ تیر و تیر و سائر ریختہ گویان نامی دستاوردن گرامی است۔ و طریقے کہ نتیجہ طبع و تقاد ایشان مخصوص با ایشان است۔ اگرچہ از شاہراہ عامۂ شعرا بیگانگی دار و آنا سبب شہرت و بلند آوازی حکیم سابق الوصف شدہ ایشان را در چار سوے ہندوستان بہ استادسی دنازک خیالی و وقت آفرینی علم ساختہ۔ از انجا کہ حکیم مولی بخش قلق زائیل طبع و مناسبت خاطر بطریقہ خاصہ خویش دیدہ بودند نظرے خاص بجال ایشان مے گاشتند و بعلاوہ اصلاح سخن و القاء غواہض و وقایق این فن انواع لطف و کرم و اصناف شفقت و عنایت مبذول میداشتند۔ تا آنکہ سخن ایشان نوے پختگی پیدا کردہ۔ ہر جا کہ بزم مشاعرہ انعقاد مے یافت با استادان و دیگر ہم طرح شدہ واد غزل سرائی میدادند و حاضرین را تعجب بر تعجب و حیرت بر حیرت مے افروزدند۔ چون آتش بنی و فساد در چار سوے دہلی بالا گرفت۔ مانے بہتر از آنکہ بونگاہ خود معاہدت کنند۔ در میان نہ دیدند۔ ناگزیر از دہلی بہ میرٹھ رقتہ ہمد انجا رحلت اقامت انداختند۔ و تا سال ہزار و دویست و نو و ہشش کہ سال ولت ایشان ازین خاکدان بہ عالم جاودان است در انجا بودند۔ در بیٹنے مدارس دولتی خدمت و ریں فارسی با ایشان

تعلق داشت که وجه معاش و سامان قوت لایموت ایشان بود. بسیار تالغ و غیور و فضل و  
 هنر از مال دولت مستغنی و در شعر و سخن عجز کافیه به استمادی علم بودند و نیز در طبهاست  
 دست داشتند و لحنه ادا و قاست عزیز را در حالجہ و مداوای مرضی بذل مینمودند. از وصایای  
 ایشان که پیش از وفات با کمین برادر خود و در میان نهادند یکی آن بود که دیوان اشعار  
 ایشان را بقالب طبع ریخته اشاعت آن کرده باشند. یگانه دادگر مگرست و فرزانه هنرور  
 هنر پرور بابو محمد عبداللہ کہ برادر آصف حکیم مغفور میباشد. بآنکہ در مدارس انگلیسی تعلیم یافت  
 عمرے دیس وادی بسر برده اند و چنانکہ داب اکثر از انگلش دانان است. ذوق شعر و سخن  
 کتر دارند و نیز از خدایات متعلقہ خود قانع نیستند. باز وصیت برادر مرحوم را از جمله فقرات  
 مکتوبہ دانستہ کوشش بلین و توجہ فوق العادہ و طبع و اشاعت کلام ایشان بکار  
 بردند. و مانند اخلاف رشید و اعقاب سعید وصیت آن مغفور بجا آورده نام برادر را  
 بدگیتی سحر و خود را از برادر بگو نام ترا ساختند.

لراقہ

مگر برادران زیناں مہر دوستی و زلف چہل رسد بفرزندان نوبت بگوئیم \*

عز و شہرت بحضور ثواب کلب علی خان ہادرسیں امپور  
 در شکر عطیہ یوان فارسی سوم بہ تنہو خاقانی و مجتہد شرفاوی کہ در التیاج



عالم بیناها! سہ روزست کہ بعدیک ما بہ سفر نوبت کہ در اوایل رمضان  
 فجاہتہ بحسب ضرورت اتفاق افتادہ بود بدلی رسیدم و بنہ و نسخہ اگر اعظم کیے

وَرَقَةُ التَّاجِ و دیگر دستنبوے خاقانی بتوسط مکرہی میسر ز اوغ بر خوردم تا بسبب  
تاخیرے کہ در گذاردن فریضہ سپاس گذاری بالا اضطراب بالا اختیار بر روی کار آمد  
بنایت منفعل شدم اما الحمد للہ شتم الحمد للہ کہ کار با حضرت کریمے است کہ ہم خطا پوش است  
و ہم عذر پوش - بالجمله در شان ایں ہر دو شاہد رغان زبان بمج کشودن روشن سپر  
بطن و تخمین بر شردن و صبر بحر محیط را بہ گزہ پیون است - سبحان اللہ با و صغ منفاخر  
وینی و دنیوی و کمالات صوری و معنوی و فضائل علمی و عملی و محاذ خلقی و خلقی و محاسن و ہی  
اکتسابی و در نظم و شاعر و وفاسی نیز کہ دون مرتبہ حلیلہ خادم والا مقام است مکانستہ اجمند  
کہ امر و با ذات قدسی صفات است - در عاتقہ ابنائے زمان عموما و در اہل صنعت  
خصوصا کمتر و بدہ میشود - وَ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَّشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ  
الْعَظِيمِ کہ سانیکہ شعر اقبیس خود ساخته اند و عمرے دراز و دریں وادی خاک پیزی کو  
ہر آئینہ از منظر لگاہ خسروی ہر اہل و دستا فائدہ اند - آری

فیض روح القدس اربانہ و فرماید دیگران ہم بکنند انچہ میسما میسکو  
یارب شجرہ طیبتہ ذات ملکی صفات کہ اہل او در زمین و فرج او فوق السموات است ابد  
الآبدین و دہر الداہرین از غرات کوئی والہی بار و بر فرق ابنائے امانی و کمال سایہ  
گستر بادہ

## ایضاً

بعد از تقدیم و ظائف خیر اندیشی و دعائے صحت و سوسیت مزاج اقدس اعلیٰ کہ  
عین معین فیض عام و رکن رکین بنائے اسلام است بعرض مطلب پوزانہ - امی گاہا  
دریں نزدیکی بسمع فدوی ہوا خواہ رسیدہ کہ از ناخوشی ہائے دیرینہ دریں روز ناخوشی

بطبع اشرف بندگان حضور راہ یافتہ است۔ ہمیں کہ اس خیر مشویش بگوش خیر گال غور  
 سوابق حقوق خسروی کہ قرۃ بعد ان کے پیریں بندہ متحقق ہووے است برآں آورد کہ خود مہلت  
 یک ساعت نہ دادہ زود از جائے برخیزو۔ و ہر قدر عجلت کہ میستوان بکار برو بجا آوردہ بر سر  
 دولت رسد۔ و چشم تنہا را بنور جمال با کمال منور گرداند۔ المیک ماہ بیش گذشتہ باشد کہ  
 بہ عوارض نزول از شمال منظر ذوات الحجب و غیرہ مستلما است و ازین جہت در اداس  
 فرائض خدمت متعلقہ نیز قصور سے راہ یافتہ است و نیز نیست تواند خود را بہ وطن برساند  
 پس بکمال شرمساری و نجات خوے از چین سزاوہ و سرور پیش افگندہ تہنید غار و پوش  
 جہارت می نماید۔ بو کہ بموقوف اجابت رسد۔ و مع ذلک غم غم خرم کرده است کہ ہر گاہ در غم  
 لاحقہ افاقتہ ہم رسید علی الفور باز از تقبیل عقبہ عالیہ خواہر شتافت۔ و مہما المکن از غم  
 بعضی از حقوق بندگی بیرون خواہد آمد۔ امید از در گاہ قاضی الحاجات و مجیب الدعوات  
 آن دارد کہ لشکر دعاے عالمی از مساکین و ضعفاء و اراذل و ایتام و صلحا و زناد و فقرا  
 و عباد و دیگر بندگان الہی کہ از ماندہ نعمت خسروی بہرہ ریا بیند و در سایہ عاطفت حضور  
 تربیت می یابند۔ زود در اقصیٰ جملہ بلیات و مقادیر تمامی مکر و مات تواند کرد کہ فی جہاد  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا را رد القضا فرمودہ است۔ اللہ معکم و ای نعمت کثیرہ۔

عریضہ بنام نامی جناب مرزا اسد اللہ خان غالب بیان معنی  
 شعر نظیری کہ جناب مرح آفراناقص العیار و نظری اوادہ ہووے سبب  
 قبلہ کہ ہے۔ سخن را کہ اندازہ و انان گفتار و دانشناسان معنی از نظر اعتبار انداختہ  
 باشند کہ ہمہ از نظیری و عرفی باشد ہیچ تاویل و توجیہ طراز قبول ننہاں و ادخاصہ بسی مجہوز



کہ بلدر راہ سخن و مر و اس فن خود نیم چگونه این نقش درست تواند نشست۔ الحق شکستہ  
را بستن گسسته را پیوستن و پاره را دوختن کارے است پس شوار و دشوار تر از آن است  
طرف شدن با استادان فن و مردان کار۔ و انگاہ با کسیکہ در سخنوری و سخن دانی و نکته بینی  
تکثر رانی یگانہ روزگار بوده باشد۔ حقا کہ پاس آتشال امر واجب الاذعان در نظر دارم و در  
کار نگارش معنی شعر نظیری کہ مخدوم آن را نظری داشته اند ہرگز جرات بکارنے رفت چہ  
مرا کہ از آن چشمہ آب خورده ام و از آن مائدہ زدہ رہودہ ام۔ اگر بفرض محال رہے در فہم معنی  
شعر بر صواب بودہ باشد۔ در برابر گفتگوئے کہ با آن حضرت در میان آید چارہ جز تسلیم و  
جواب جسہ نموشی نیست۔ بشد الحاح کہ سر از فرمان نہ چسپیدہ ام۔ اگر چہ ہر شوقہ ادب  
از دست رفتہ است۔ خطا نمودہ ام و چشم آفرین دارم۔ والسلام مع النجیۃ والتکدیم \*

## قال نظیری

جذب عشقم فی المثل و حسن پیدا ساختن خضر چاہ یوسفم از آب حیوان نیستم  
بدانت خاکسار قائل از عشق و حسن دین شعر عشق و حسن مطلق خواستہ است۔ چنانکہ این  
ہر دو مفہوم از حدیث قدسی کُنْتُ لَكَ اَخْفِيًّا فَاجَبَبْتُ اَنْ اَعْرِفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ  
مستفادے شود۔ کثر مخفی ہماں حسن مطلق است۔ و اقتضای ذاتی کہ از لفظ اجببت متبادر  
میشود تعبیر از آن بشق میستوان کرد۔ اگر چہ منشاء ظہور کثر مخفی ہماں اقتضای ذاتی است  
و بس۔ اما اطلاق منشاء بر ایمان موجودات۔ ہم کہ بمنہ لہ علۃ باقیہ اند۔ مر آن ظہور را  
در اشغال مقدمات خطابیہ و شعر یہیستوان کرد۔ قائل دعوئے میکند و در دعوئے خود  
صداقت است کہ منکہ از جملہ ایبان موجوداتم در پیدا ساختن حسن مطلق حکم جذب عشق پیدا  
کرده ام۔ گویا خضر کہ از چاہ یوسف نشان میدہم نہ آن خضر کہ از آب حیوان نشان میدہم

خود را بجناب عشق - و کثر محضی را کہ عبارت از حسن مطلق است. بیہودہ چاہ افتادہ تشبیہ  
دادہ است و وجہ تشبیہ ظاہر است فقط ۴

## پیام جناب حافظ قاضی عبدالرحمن مرحوم بانی پتی مختلص حسین

یارب ای قدر سرگرمی آرزو و فزون سہری خواہش اگر از جنون جولانی ہوسن ہر کای  
طمع خام است۔ حیرنم کہ و مبدم زخم دہل در بالیدگی و پیکر جان در کاہیدگی و بیتابی دل  
در فزونی و توسن صبر و صوفی چہرہ است۔ و اگر اینہیہ قولہ یہا از خونگری مر و فاد بالادتی  
شوق کار فرماست۔ انچیت کہ صاعقہ محبت ہنوز بحرین آسائش دست ہستہ شکستہ  
و عہد تاثیر دوستی برفہ بے نیازی از خاطر ناوکش برہشتہ۔ چہ اگر آنست دیر تر صورت  
نہ بند و اگر نیست از دل بدل زود پہونہد۔ کما بیش شش سال ست کہ دل جویائےصال و  
جان آرزو منہ ملاقات و چشم طالب دیدار و گدش مشتاق پیام ہست۔ و ہر کہ بچند از غصہ  
انتظار۔ و ندان بر جگر افشردہ و روزگارے بیا و دو سہدارے بسروردہ باشد۔ مے و اند  
کہ جاوداں بہ عذاب و فزع مست ملا بودن بہ کہ ساعے در امید واری گذرانیدن۔ آہ او کہ  
عمرے بدین غم و غصہ و تپش و اضطراب گذرانیدہ و شبہا از قلق جدائی سخمندہ و روزا از  
آوینہ شش رونی نیارمیدہ ام ۵

بے تو گریستہ ام تلخی این رو بچ

بگذر از مرگ کہ و ہستہ ہنگامے ہست

ہر چند در نگارش احوال خود ما و پرشش اخبار ہمہ گہ تصورے و درنگے کہ رفتہ نہ از آنسو بلکہ از ہنوی  
ہم بروے کار آمدہ۔ و ازینجا ست کہ در شکوہ گذاری خامہ را و این نیست تو انم کرد۔ اما اگر راست  
پرسی و از حق نہ رنجی نیست تو انم گفت کہ و پرسن جوے اخبار و تفتیش احوال کوششے کہ بجا آوہ

و جہدے کہ بکار بردہ ام مرا از عمدہ پیام گذاری و نامہ نگاری بدر آورد۔ اگر باز نگنجد اینک  
حالتی بر صدق دعوی من گواہ است۔ ہر کجا کہ رفته۔ با کسی از روشناسان شما  
برخوردہ ام اول از شما پرسیدہ ام۔ باز سخن دیگر بر زبان راندہ ام۔ اما از شما آئینہ التفات  
بلکہ صدیک ازاں ہم چشم ندادم۔ و چگونہ چشم تو ان داشت کہ با آنکہ زانے دراز در پانی پت  
اقامت و نہ یزد و با بیاسے از آشنا و بیگانہ صحبتہما اتفاق افتاد۔ اما یاد ندارم کہ در  
پانی پت کسے کہ یاد آوردن شما ازین ناکس گننام میان آورده باشد۔ حقا کہ استواری  
اساس بنووت و اتحاد و صفاے مشرب عذب اخلاص نہ بجدیت کہ آل ہیج صدر نہ  
جا تواند جنبید و اس ہیج کہ درت متغیر تواند گشت۔ ورنہ داد آنت کہ در میانہ آشتی  
و بیگانگی گردش چشمے پیش نیست۔

نوسیدی از وصال تو طاقت گذر نہ بود صد جاگرہ نویم امید بریدہ را

الحاصل بندہ تا یک ماہ در دہلی مقیم است امید کہ زود نہ دیرو جواب اس اخلاص نامہ از زانی  
فرماید۔ بدین نشان کہ لفاقہ در دہلی متصل چلی قبر بر مکان نواب محمد میر تقی خان مرحوم  
مکتوب الیہ برسد۔ ان شاء اللہ تعالی بعد رسیدن جواب آل سرگزشت ایام جدائی  
بتفصیل نگارش خواہم کرد۔ اکنون کہ ورق بپایاں رسید و مجال وقت تنگ افسانہ پس را  
نامہ جبرق اشتیاق تمام ختم شد۔ والسلام والا کرام

ایضاً

رسید نہاے منتظر ہماستخوان غالب پس عجبے بیاد نم اور ہم را و بیگان را  
اگر شد کہ نامہ والا بعد مدت دراز رسید و رابطہ دیر نہ را نوی تجشید و مرا از شکایتہا

منفعل ساخت و انستم کہ بر انداختن مرا ہم صورتی پیوند حسنی را زیان نہ دارد۔ اما ای کس  
ہست کہ چوں راہ نامہ و پیام بستہ شود و این حالت نختہ بیزاری کشد تلکے را از ہر دو  
جانب بکلم بختیار ہماے شوق سر رشته ضبط و تکلیف از دست نرود ہر حرف باز بتوا  
کرد۔ و باخبار ہمد کہ ہر نتوان خورد۔ گمان نبرند کہ در پردہ سپاس گذاری بر دوست منت نہ  
ہمانا شکرے کہ بوی شکایت نہ دہد و سخن کہ بگنایہ ادا کردہ نشود۔ بیگانہ مذاق آشنائی است  
ورنہ حاشا ثم حاشا کہ اندیشہ دیگر در سنیہ اخلاص آگین گنجایش داشتہ باشد۔ چوں از گشت  
مخلص استفسار فرمودہ اند پارہ ازل گذارش کردہ میشود۔ مخفی مباد کہ ہر گاہ سنگ تفرقہ  
بر سر جمیعت رسید و گلشن فراغ را موسم خزان پیش آید۔ شمار گور گانہ از یار و دیار دور۔  
من ہم بہ پانی پت و شکستہ جہانی رہنور۔ دوستہ سال در بیت الحزن معتلک بودم دل میرد  
را بوعده امر و زو فرادہ ہے فریستم۔ تا آنکہ لشکر و حشت ہجوم آورد و سر رشته ثبات از دست  
رفت۔ رخت سفر بدلی کشیدہ آمد۔ و از آنجا بمیرٹھ و از آنجا بہ مراد آباد۔ و باز مراد آباد  
بجانب سکندریہ اتفاق مراجعت افتاد۔ روزی چند ہم در آنجا بخدمت برادر کرم اقا است  
و ندیدم۔ چوں دوستہ ماہ بریں برآمد و خواہشے کہ دریں کشش و کوشش مطمح نظر بود و روائی  
نہ پذیرفت۔ ناچار باز مانہ ناسازگار و ساختم۔ نواب محمد مصطفیٰ خاں بہادر رئیس جہانگیر آباد  
در بلند شہر اقامت داشتند۔ مرا بخدمت ایشان بُردند۔ بعد از آنکہ گفتگو با و پیش جو نا  
بہ میان آمد بکلم مناسبے کہ دیدند مراد گوشہ خاطر جاوداند و ہلاکت خود برگرفتند۔ کما  
بیش چار سالست کہ ہر جا گنج آباد زندگانی بسر ہم۔ وجہ معاش اگرچہ تا نقل کفی است  
اما لطف صحبت از حوصلہ توقع فرزون تر است۔ دریں روزگار کہ آدمی عنقا و آدمیت حکم  
کبریت احمد دارد۔ ملازمت ای بیگانہ روشن طبع آگاہ دل را از فتوحات غیبی مے شہر م

ذہن ثاقب و فہم رسا و طبع جواد و خلق کریم و فکر صاحب نظر عمیق بدین پایہ مکتوب دیدہ شد  
الحق فرشتہ را طبع کرشمہ سنج و خاطر سحر آفرین بخشیدہ بصورت انسان آفریدہ اند و انکا  
خون گرمی خلف الصدق ایشان خواب محمد علیہ السلام کہ بجلیلہ تمذیب آریستہ و زیور الطہیت  
پیر استہ مروت است مرا ازین ربودہ است سخن کوتاہ حالتہ دام کہ اگر چہ برین شک  
بر دوسرے رسدش

روزگام گر چنین با او نظیری بگذرد رشک آچالہ را برین احوال من

شنیدہ ام کہ دیں عرض مدت و زرش سخن را بنایت کمال رسانیدہ اند از منزل  
صاحب اکثر ستایشا و بارہ آن مکرم شنیدہ ام حیف صد ہزار حیف کہ من بگفتار شما  
کار کام و دنیاں نسازم و بیگانگان از آن کامیاب شوند۔ امروز بہ پانی پت میسر دم  
رمضان ہم و آنجا بسر ہم۔ پارسخ اخلاص نامہ بہ پانی پت فرستند و زود فرستند و یک  
دو غزل از تملیح فیکر بلند و آن صحیفہ رقم فرمایند۔ و اگر فرصت دست دہد و زمین غزل  
نظیری کہ بالا گذشت سگالش فرمودہ سامعہ یاران بنوازند۔ پارا تذکرہ صاحب با  
نواب صاحب در میان آندہ است۔ اما از گفتار شما بیچ نشنیدہ اند۔ و لاکن شوق بسیار  
دارند۔ و اگر آنکہ طول ایام جدائی بنایت رسد۔ بہ چرخ مشتاق چہ چنان در صد تفرقہ  
اندازیت۔ و فرصت بحیث چرخ رفتہ باز آمدنی نماند و غالب کہ بقیتہ  
زندگی در آند و مندر یہا بگذرد۔ اکنون کہ ماہ رمضان است۔ تقریب غم وطن بہتر از  
پرست نخواہد آمد۔ اگر آن مکرم نیز درین ایام بہ پانی پت بیایند و ماہ مبارک ہم را آنجا  
بسر برند چہ خوش باشد۔ واللہ متکلم ایمان کنتہ

## بنام جناب منشی میر احمد صاحب معینانی

ساختن ممنون و یاد رو بخت سوز خفتن از تصرف ماسے سحران خدا و اوست  
 یارب هر در دے را بدو است چاره میستوان کرد و هر گریه را بنان خن باز میتوان  
 نمود اما سوز و دل که تنان نام دارد و نام دگرش ناشکیبائی است چه باز جسته است که  
 بهر هیچ افسوں چاره پذیر نیست تشنه را بدیم آب و گرسنه را به پاره نانے تسلی میتوان  
 داد و آرزو مند و یاد رو بصال جادو دانی سیر نتوان کرد از اینجا است که پروانه در صف  
 چراغان از تپ و تاب باز نه است و دلیل در عین بهاراں از ناله و شایون دم  
 فرو نه گیرد گونی مغلوب سطوت شوق نوش از نیش و بجز از وصل باز نشناسد  
 وَلِلّٰهِ دَرَمَنْ قَالَه

قَالُوا لَعَنَّا الْحَبِيبَ لَئِنْ لَمْ يَخْرُجْ لَسَلِيَّةٌ وَلَكِنْ هَذَا رِيسٌ هَدَىٰ بَنِي عَمْرِو  
 قَالُوا صَبْرٌ عَلَيْهِ هَذَا لَعَنَّا لَئِنْ لَمْ يَخْرُجْ لَسَلِيَّةٌ يٰكُفُّوا أَلْسِنَكُمْ رِيسٌ

بے بر نیامده که نامه نامی خدام نزول احوال فرموده از جمال دل آراے یلی نشرو جلوه شوش  
 رباعے شاد بنظم دو غرضه خدیقه معنی بروے دل باز کشود و از حضور روحانی که بحکم سابقه  
 انلی و ایما میر بوده است و خواهد بود به شهود جسمانی رسانید و حاجت وری که پرده بصیر  
 بودند غشاوه بصیرت از میان برداشت بجای آن بود که ازیں شادی بر خود بایست  
 و در پیر بن نجیبے اما تلم شوق کار فرما نگذاشت که لخته بخود آیم و از صبر رحمت  
 بهره رباییم بالجمله جگر تشنگی طلب بجای رسیده که بزلال وصال هم فرو نشستی نیست  
 تا به نامه و پیام چه رسد چیرانم که درین کشتش و کوشش چه یم و چه یم خواهم

میگیم واز گریه چو ظلم خیز نیست      در دل میخستے هست نایم که کد هست  
 ہیسات مضمون شکریہ در لباس نظم ادا کرده شد و باز ذرہ شورش نہاں ہنوز یکے  
 صد گفتمہ ام بہ کہ بجز بیان متعرف شویم و سخن بریں یک بیت عرفی تمام کفر  
 غمرہ چوں تیغ ز ندلب نہ کشائی عرفی      کہ بہ تحسین تو کیفیت زہارے هست  
 والتکلیف

## نظم عربی

نظم عربی جو محمد می منشی محمد کرم اللہ خان دام تقاوتہم کی شادی خانی  
کے موقع پر بطور مبارک باد کے بیماری کی حالت میں لاسے دی گئی تھی

بِنَفْسِي مَا بِهِ جَاءَ الْبَشِيرُ وَمَا أَقْدَى بِهِ شَيْءٌ يُسِيرُ  
فَبَشَّرَنِي وَقَدْ الْقَيْتُ سَمْعِي بَسْرٌ لَا يَكْفِيهِ سُرُورُ  
فَقَعْتُ إِذْ أَوْكَيْفَ يَقُومُ مِثْلِي خَفِيفًا لَيْسَ يَبْعَثُهُ النُّشُورُ  
شَكِيًّا لَا يَصْبَحُ حَبَهُ انْيُسُ غَرِيًّا لَا يُزَارُ وَلَا يُزَوَّرُ  
تَسَبُّتٌ وَلَمْ أَكِدْ انْسِي هُمُومِي فَمَا هَذَا النَّشَاطُ وَذَلِكَ السُّرُورُ  
أَرَى الْأَمْحَاءَ قَدْ مَلَتْ بِهَاءٍ وَفِي الْقَهْرَيْنِ فَوْقَ النَّوْرِ  
فِيَا لِلرَّبِّعِ مَنْ رُبِعَ بِهَيْجٍ بِهِ صَحْبٌ وَإِخْوَانٌ حُضُورُ

۱۔ میری جان فدا ہو اُس خبر پر جو قاصد لایا جو۔ مگر جو چیز میں فدا کرتا ہوں وہ خیر چیز ہے ۱۲

۲۔ اُس نے مجھے ایسی خوشی کی خبر دی جس کی کوئی خوشی برابری نہیں کر سکتی ۱۳

۳۔ میں خوشی کے مارے کھڑا ہو گیا مگر مجھ جیسا نا تو ان کیونکر کھڑا ہو سکتا جو جسکو یومِ نشو و نما بھی نہیں ٹھکانا ۱۴

۴۔ ایسا بیمار جبکہ کوئی انوس نہیں اور ایسا سا فر کہ نہ اُس سے کوئی ملے اور نہ وہ کسی سے ملے ۱۵

۵۔ میں بھول گیا اپنے رنج و جنکو بھول نہ سکتا تھا یہ کیسا نشاط ہے اور کیسی خوشی ہے ۱۶

۶۔ میں چاروں طرف روشنی ہی روشنی دیکھتا ہوں۔ اور چاند سوچ میں معمولی نور سے زیادہ نور پاتا ہوں ۱۷

۷۔ وہ پُر رونق مجلس کیسی مجلس ہو گی جس میں یاد اور بھائی جمع ہوں گے ۱۸



کَانَ النَّاسُ حَوْلَ لُحْرِ بْنِ كَانُوا  
 وَارْجُو حَضْرَةَ الْأَصْحَابِ فِيهِ  
 فَاَنْ يَكُ فَاتِنِي مَا كُنْتُ أَرْجُو  
 أُحِبُّ وَلَسْتُ أَكْذِبُ عَرَسَ قَوْمِ  
 أَبُوهُ فَجَدَّةٌ وَهَلُمَّ جَرًّا  
 سِرِّي أَوْ غَنِيَّ أَوْ أَمِيرَ  
 لَهُ فِي ذَاتِهِ كَرَمٌ عَمِيمٌ  
 فَقَرَّتْ أَعْيُنُ الزَّوْجَيْنِ قَرًّا  
 وَكَانَ مُبَارَكًا لَهَا زَوْجٌ  
 فَبَاطِنُهُ كَظَاهِرِهِ صَلَاحٌ  
 جُؤْمًا بَيْنَهُمَا قَمَرٌ صَنِيرٌ  
 بِشَوْقٍ لَا إِلَى هَوَاسٍ يَصِيرُ  
 أَذًا قَدْ فَاتَنِي خَيْرُ كَشِيرٍ  
 لَهْوٍ وَلَعَسَ لَهُمُ شَانٌ كَبِيرُ  
 أَلَى مَا كَانَ لِلدُّنْيَا قُرْمٌ  
 يُؤَدِّي لَا يَسُدُّ أَخْلَاهُ نَفْوُ  
 وَآخِرُهُ كَأَوَّلِهِ جَبْوُ

۱۱ گو یا کہ لوگ دو طہاکے گرد ستارے ہیں اور اُن کے پیچ میں چاند روشن ہو ۱۲

۱۳ میں دہاں یاروں میں شامل ہونے کی آرزو رکھتا ہوں۔ دلی شوق سے نہ جھجھتا موت ۱۴

۱۵ پھر اگر میری یہ آرزو پوری نہ ہوئی تو بڑی دولت میرے ہاتھ سے جاتی رہی ۱۶

۱۷ میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے اُن لوگوں کے دو طہا سے محبت ہو جن کی اور جن کے دو طہا کی بہت بڑی شان ہو ۱۸

۱۹ دو طہاکے باپ اور دادا اوپر تک یا سردار تھے یا دولت مند یا حاکم ۲۰

۲۱ دو طہا کی ذات میں بھی کرم عظیم ہے۔ جیسے کہ اُس کے نام میں مشہور کرم ہے ۲۲

۲۳ خدا کرے جب تک کہ دنیا قائم ہے۔ میاں اور بی بی دونوں کی آنکھیں ٹھنڈی نہیں ۲۴

۲۵ اور دونوں کو یہ عقد خالص محبت کے ساتھ مبارک ہو ۲۶

۲۷ اس عقد کا باطن مثل ظاہر کے بھلائی ہو اور اس کا آخر اول کی طرح خوشی ہو ۲۸

ذیل کی بیات ہلی کے اجاب کو لاہور اسوقت لکھنؤ بھی گئی تھیں جبکہ اقم  
ولی کو بد لکھ لاہور شہر ترجمہ میں چلا گیا تھا اور دوستوں کی جدائی میں غم تھا

هَلْ مِنْ بَيْنِهِمْ عَنْ مَحْضُورٍ لَا هُوَ  
عَنْ مَبْتَلَىٰ فِيهِ بَعْدَ الْكُورِ بِالْمُورِ  
إِلَى دِيَارِ بَهَا سَلَمَى وَأَهْلِيهَا  
أَنْ لَمْ يَكُنْ فِي زَمَانِ الْبَيْتِ مِنْ خَيْرِ  
هَلْ فِيكُمْ مَنْ يُوسِي خَائِرًا أَسَفًا  
بِمَا مَضَىٰ مِنْ دَامِ الْقُرْبِ وَالْوَدِّ  
وَلَمْ يَزَلْ حَدَثَانُ الدَّهْرِ يَرْجِي  
لَكِنِّي رَأَيْتُ فِي حُبِّكَ قَدْ رَمَى  
يُؤْمِنُ بِأَنْفِ الْوَدِّ وَالْأَفْئِدَةِ  
فَلَنْ أُحْوَلَ عَنْ طُورٍ إِلَى طُورٍ  
وَأَنْ لَمْ يَكُنْ فَوْكُكُمْ مَسْعَايَ أَوْ سَيْرِ  
إِنِّي أَحْبَبْتُ وَأَهْوَىٰ أَنْ لَا يَفْئِدَ  
بِحَيْثُ لَمْ أَبْقِ أَنْ أَمْتَا عَنْ غَيْرِي  
وَأَذْرَأَيْتُ قَضَاءَ اللَّهِ مُحْتَكِمًا  
رَأَيْتُ نَفْعِي طَوَىٰ فِيمَا يَرَىٰ ضَرِي

۱۰ کوں ہے جو پیغام پہنچائے لاہور میں گھرے ہوئے کی طرف سے جو کہ وہاں اگر آسائش کے بعد تکلیف میں مبتلا ہوگا  
۱۱ اس میں یا میں جہاں سلامی اور اس کے امالی موالی سے ہیں یہ پیغام کہ جدائی کے زمانہ میں بھلائی بالکل نہ تھی  
۱۲ کوئی تم میں ایسا ہی کہ جو ٹخنواری کوے ایک حیرت زدہ کی جو گزشتہ صحبتوں اور ملاقاتوں پر اندیشہ کر رہا ہے  
۱۳ ہمیشہ زمانہ کے انقلاب مجھے بے آرام کرتے رہے ہیں۔ کبھی بلند جگہ اور کبھی پستی میں میری زندگی رہی ہو  
۱۴ لیکن تمہاری محبت میں میرا قدم جا ہوا ہے۔ سو میں ایک حالت سے دوسری حالت پہنچنے والا نہیں ہوں  
۱۵ میری خواہش اور میری آرزو یہ ہے کہ تم سے ملوں اگرچہ تمہاری طرف وڑنا اور چلنا میرے اختیار میں نہیں  
۱۶ میں جبکہ غم سے تحلیل ہو گیا ہوں اپنے تئیں ایسا پاتا ہوں کہ اپنے میں اور دوسرے میں تمیز نہیں کر سکتا  
۱۷ مگر جب میں نے حکم الہی کو سراہا رکھتے سمجھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ میرے غم میں میرا نفع منہم ہے

أَزْجُو مِنَ اللَّهِ بَعْدَ التَّسْوِيَةِ ۖ إِمَّا عَلَى مَهْلَةٍ ۖ مَا أَوْ عَلَى قَوْلٍ

زین کی نظم کا ڈھی صاحب کی شان میں سوقت لکھی گئی تھی جبکہ وہ لاہور میں قائم مقام ڈاکٹر سر شمس الدین علیہم السلام اور راقم سر شمس ترجمہ میں کام کرتا تھا اور صاحب مدد سے ایک معاملہ میں سفارش کا خواستگار تھا۔

لَنَا أَسْيَاثُ بَيْنَ عِنْدَ خَصْمَا صَدِيقَةٍ ۖ تَكُونُ بِنَا ان نَلْتَجِي بِالْقَصَائِدِ  
فَنُتَنِّي عَلَى مَنْ كَانَ يَكْفِي أَمْرًا ۖ وَلَا سِيَّامًا مَنْ كَانَ أَشْعَرُ نَاقِدِ  
وَأَنْتَ الَّذِي تَحْوِي الْفَضَائِلَ حَقًّا ۖ كَمَا تَحْوِي الدَّمَاءَ جَمْعَ الْفَوَائِدِ  
فَنُتَنِّي تَفْتِيشَ الْحَقِّ عَنِ الْعَدِي ۖ فَلَمْ نَرِ شَيْئًا فَيَاكَ غَيْرَ الْمَحَادِ  
لَقَدْ قَالُوا وَلَيْتَ أَمْرُ جَمَاعَةٍ ۖ فَمَيَّزَتْ مِنْهُمْ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدِ  
وَمَنْ ذَا الَّذِي يُعْرِضُكَ ذَرْبَ لِسَانِهِ ۖ فَأَنْتَ لَا تَقْصُرُ فِي ضَالَتِ بَكَاسِدِ

۱۲ اب میں خود سے سختی کے بعد آسانی کی امید رکھتا ہوں خواہ کسی قدر دیر کے بعد اور خواہ جلد ہی ۱۲

۱۳ ہم ایشیا و اسے جب میں کوئی حاجت پیش آتی ہے تو مدد دینے کے لیے تھکا دیا کرتے ہیں ۱۳

۱۴ پس ہر شخص کی تعریف کرتے ہیں جو ہماری کارہائے اسی کے خصوصاً ایسا شخص جو شاعر اور نقاد بھی ہو ۱۴

۱۵ اور تودہ شخص کو کہ تجھ میں بہت سے فضائل جمع ہیں جیسے کہ دریا میں بہت سے فوائد جمع ہوتے ہیں ۱۵

۱۶ ہم نے تیری اس طرح چھان بین کی جیسے کچھ ہمیں اعدا کی کرتے ہیں مگر نہ دیکھی ہم نے تمہیں کوئی شے خراب ہو سکے ۱۶

۱۷ تیرے ہی دن چکر تو ایک محکمہ کا افسر بنایا گیا، سو تو نے اُس میں ایک ایک کو اچھی طرح پرکھ لیا ۱۷

۱۸ وہ کوئی شخص جس کی چرب زبانی تم کو دہوکا دے سکے۔ کیونکہ تیری پسند نہ کرنے کو نہیں قبول کر سکتی ۱۸

۱۹ سب سے دبی کا ردی صاحب میں جو آخر کو زندہ نہ رہا مگر یہ یاد رکھو کہ اور کئی سال ناں زندہ نہ رہے ۱۹

وَلَمْ يُنْسَلِ الْغِيَابُ عَنْكَ مِنْهُمْ      فَعَنْدَ لِي بِحَقِّ الْغَائِبِينَ كَشَاهِدٍ  
 أَنْتَ بَدِيعُ لَمْ يَجِدْ قَبْلَ وَاحِدٍ      إِلَيْهِ سَبِيلٌ مَنْ ذِكْرِي وَخَامِدٍ  
 كَشَفْتَ غَطَاءَ عَنْ خَبِيَّاتٍ هَوِّهِ      كَمَا كَشَفَ الصَّبْرُ الدَّجِي عَنْ مَرَاقِدِ  
 وَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْفَضْلِ لِلْمَرْحَلَةِ      إِلَى غَيْرِهِ مِنْ بَتْنَاتِ الشَّوَاهِدِ  
 مَدَّ حَتَّكَ حَقًّا غَيْرَ مَطْرُوبٍ لِي      وَشَانَكَ عِنْدِي فَوْقَ تِلْكَ الْحَمَامِ

سبارک بادشاہی کتھا لائی جناب مرزا شیاہ صاحب گورگانی  
 خلف اوسط جناب مرزا ہدایت افرام المعروف مرزا آغہی بخش مرحوم  
 جو میرے عزیز و دوست مولوی مرزا اشرف بیگ حم کی فرمائش  
 سے لکھی گئی تھی

أَبَيْتَ اللَّعْنَ حُبَّةَ إِنْ قَوْمٍ      إِلَيْهِ بَيْنَتِي كُلِّ الْمَعَارِي

۱۔ تم کو غائبین کا نظر سے اوجھل ہونا بھلا نہیں سکتا۔ تیرے نزدیک غائب اور حاضر میں کچھ فرق نہیں ۱۱

۲۔ تو نے ایک ایسا نادر کام کیا جو کہ تجھے پہلے کسی ذکی یا غبی کو اس کا رستہ نہیں ملا ۱۲

۳۔ تیرے ہونے کی نظم کی مشکلات کا پردہ اس طرح اٹھا دیا جیسے صبح خواب گاہوں سے اندھیرا زائل کر دیتی ہو ۱۳

۴۔ کیا اس فضیلت کے بعد آدمی کو کسی اور دشمن تر شہادت کی حاجت باقی رہتی ہو؟ ۱۴

۵۔ میں نے تمہاری تعریف سچ بیچ غیر مبالغہ کے کی ہو۔ مگر میرے نزدیک تمہاری شان اس تعریف سے بالاتر ہو ۱۵

۶۔ تو لست سے محفوظ رہو۔ اے ان لوگوں کی اولاد کے انتخاب میں کی طرف تمام زبانیاں منتہی ہوتی ہیں ۱۶

۷۔ کارڈی صاحب نے ان کے مشہور شاعر میر کی کتاب نظم یعنی الیڈ کا ترجمہ یونانی سے انگریزی نظم میں کئے انگلستان میں بڑی شہرت حاصل کی ہے۔ یہ اسی ترجمہ کی طرف اشارہ ہے ۱۷ حالی نے عرب زمانہ جاہلیت میں سلاطین و ملوک سے خطاب کرتے وقت یہ جملہ بطور تحیت و دعا کے بولا کرتے تھے اس کے نقلی معنی یہ ہیں کہ تو ظہرین و بدھ مائے ہمیشہ بچا چھو ۱۸

لهم بين الورى ذكر رفيع  
 وشان في ملوك الدهر عالي  
 وانت يا من طاب نفسا  
 لهم خير الجود والخيروال  
 خطبت كريمه من طيبات  
 اولات الفضل خيرة الفعال  
 فما للمنتدئ خير التوادى  
 به حقت موالات الموالى  
 ويا للغير من فحل كريم  
 ائيل المجد محمود الخصال  
 يجردهما يضمن ولا يباهى  
 ويفعل ما يشاء ولا يبالي  
 يجيب السائلين بغير مكث  
 ويعطى العائلين بلا سؤال  
 وان يك اصغر الاقران سنا  
 فأكبرهم بلوغا في الكمالات  
 فبورك فيه مادام الثريا  
 وما انسح النهار من الليالي

۱۱ جن کا نام دنیا میں بلند ہو اور جن کی شان شان عالم میں عالی ہو ۱۲

۱۳ اور تو اسے پاک نفس! ان اپنے آبا و اجداد کی اچھی اولاد ہو ۱۴

۱۵ تو نے شہزادی اور بڑائی والیوں اور پسندیدہ خصال مستورات میں سے ایک عالی خاندان لڑکی سے شادی کو ۱۶

۱۷ پس وہ کیسی شاندار محفل ہو گی۔ جہاں دوستوں میں محبت متحقق ہوتی ہے ۱۸

۱۹ اور کیسا شاندار و دلہا ہو جو اندر سخی۔ خاندانی بزرگی والا اور پسندیدہ خصلت والا ۲۰

۲۱ دے دیتا ہے جو چیز نہیں بچاتی وہ غصہ نہیں کرتا اور کہہ بیٹھا ہے جو چاہتا ہے اور کچھ پروہ نہیں کرتا ۲۲

۲۳ انکے والوں کی بلا توقف منت ہے اور محتاجوں کو بغیر مانگے دیتا ہو ۲۴

۲۵ اگرچہ عمر میں بچپنوں سے چھوٹا ہے۔ مگر کمالیت کی حد کو پہنچنے میں سب سے بڑھتا ہے ۲۶

۲۷ پس برکت دیا جائے جو جب تک کہ آسمان پر شریا ہے اور جہتک کہ راتوں سے دن برآمد ہوتے ہیں ۲۸

## قصیدہ بانیہ

ویشان حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرکہ ہنگام اقامت آنجناب در نیہ منور از  
ہند بخدمت بابرکت ایشان ستاودہ شد بود و از آنجا اطلاع رسیدن آیتا  
حضرت ایشان بدستخط خاص و عبارت مندرجہ ذیل دادہ بودند

بسم الله الرحمن الرحيم من عبد الغنى ابن ابي سعيد الى الفاضل النبيل والا ديب الجليل المولوى  
الطاف حسين - السلام عليكم ورحمة الله وبركاته - وصل مكتوبكم الشريف مع القصيدة الى المعبود  
مع فصاحتہ و بلاغتہ لا يخلو عن المشين من جملة المذموم لا عيب فيهم غير ان سيوفهم فيها  
فلول من قرام الكنايب ، واستحسنها بعض دباء المدينة المنورة لما فيه من البراعة والفصاحة والله  
يتجاء ورسن ذلى وينفعكم يا على منايا وماذب بجاه صاحب الشفاعة الكبرى سيدنا محمد وآله  
واصحابه فلك السعادة ونجوم الهداية بلا ريب وخلل - والسلام

هوای الحور بلوی کل جزو نادب	و فتنة قیسین و نرگه راهب
و هنرم و منصور و فتحم الحاذل	و عزم مغلوب و ذل الغالب
و ما من نساء الحی للعزيز فخاص	بلیم قد استأسرن اهل التجارب
و ليس بداء كاد يشفى سقمه	صبا بة قلبی بالعدا ری الكواعب
قد خنطفت لبی و روعي مليحة	باطف مدار لا بعس معاتب
معطلة الاراء من غير رقيمة	مقتلة الاحشاء لا بالمضارب
و صاحبة العشاق لا في مكاره	و كاذبة الميثاق لا بالمراقب
لفی نظره منها و غمض و لمحاة	بلاء لذی و ریع الى الله تائب
و كرم حياء دونها و تصعب	و حصن من التقوى و خوف العواقب
عجبنا لها قد حرم منى صعبه	ولكن راينا عند كشف الجلائب

ذهبنا لنلهيها بنا عن مشاغل  
 اشتد بلاء وصلها من فراقها  
 أراقب وقت الوصل من غير موعد  
 اليلامى ما غنالك عن شان مواعيد  
 تناسيت في ذكراك علما وحكمة  
 ذهبت بصبري يوم اقدمت في المحي  
 شغلتي بلمحظ قلبنا عن مشاغل  
 يخشى على ابصارنا منك جلوة  
 عتابك خلق في المذاق فعاتبي  
 ودوناي قلب العاذلين بنظرة  
 لجة لا تشكو احزينا فربما  
 ذروني وقلبي بالانرايا فانه  
 لقد قل عوني في احق كثيرة  
 ولي من موالي انما انا بينهم  
 وفيما الى سلى وصولى فافنى  
 الا صبح يوم البين كالليل مظلم  
 كما اظلم الداهلي بتغريب كوكب  
 عروف غزير العلم هاد ومرشد  
 صبور على البلوى شكور على اللهي

فجاءت والهمتنى عن الاشتغال بي  
 اذا كان عند الوصل خوف المراقب  
 اصدق في اقدامها قول كاذب  
 له انت في دنياه قصوى المآرب  
 لا نصيت ايتاما اليها ركائبى  
 نزلت وما انزلت جل المراكب  
 صرفت بر من قصدنا عن رغائب  
 كانك في الاستاد من غير حاجب  
 وضربك حتى للرقاب نصاربي  
 لك الذين عند العائقين فطالبي  
 تهيب للاصحاب رثة صاحب  
 مصائب اخرى ذكر تلك المصائب  
 كافي غريب بين خل وقارب  
 بمنزلة الكرار بين النواصب  
 ضللت سبيلي في ضياء الكواكب  
 كان صباحي قطعة من غياهب  
 مضني على عرب عن الهند عازب  
 جليل المساعي مستفيض المناقب  
 نفوس من الدنيا الى الحق راغب

مد ار کنال مقتدی کل کامل  
 اذا ما قضی عدل صدق اذ اروی  
 وحید الودی عبد الغنی الذی له  
 یقوم غبی جالس الشیخ ساعه  
 وترجع رجعا فقه قری دون باب  
 لیعلم علم الناس بالشمس الضعی  
 بدایتہ اقصى نهايات مُدَّتہ  
 مہایتہ فی نفس الفی و وامق  
 هو السابق الخایات من صاعد العلم  
 کراما تهم مشهوره فی مشارق  
 لا وضح برهان علی اختصارهم  
 صیانتهم من کل طاع و عانید  
 و ممن یصلون السبیل امامهم  
 فلما اخطوا انما کان حولهم  
 ولما اتی نصر من الله بغتة  
 تاثره شرع غسبیا و قاطنا  
 ولم یرو حتی اجتاز ابار قومہ

فخطیر حال منتهی کل طالب  
 مصیب اذا افتی اذا قال صائب  
 اوائل مرأة لکشف العواقب  
 بقلب ذکی مطمئن مراقب  
 ضلالة ضلیل و خبیة خائب  
 باسرار موجود و احوال غائب  
 نہایتہ قصوی عنایات و اہب  
 ارادته فی قلب عاد و جارنب  
 الی رجليہم لا ینتہی سیر رکب  
 مقاما تھمد من کورہ فی مغارب  
 بموہبة الرحمن خیر المواہب  
 اذا غلبو فی الہند کل اغالب  
 و کم خلفہم اذا ہاجروا من معاہب  
 نصرال العوالی اذ ذاب القواہب  
 لقد سابقوہم معجزی کل فاہب  
 فیا عجباً من رائجات الجلائب  
 فقد ورد الیسیع اصل المشارب

۱۵ اشارہ الی ما نقل عن بعض الثقبات ان الشیخ المدوح راۃ لیلۃ سید الطائفة خواجہ بہاء الدین

الغفثنہندی النام فبایجہ بلا واسطہ بعد ما بایع شیخ جہمہ مع اقربانہ واللہ اعلم بحالی



مَلَحْنَا بِمَا اخْتَصَّ الْوَلِيُّ مِنْ مَرَاتِبٍ      وَفِي الشَّيْخِ شَأْنٌ فَوْقَ تِلْكَ لِلْمَرَاتِبِ  
سَيَقْدُ دُونَ الْاِبْتِدَاءِ بِوصْفِهِ      اَقَاوِيلُ وَصَافٍ وَاَوْصَافٍ كَاتِبِ

سَبَّاحُ يَا وَخْطَابُ شَمْسِ الْعُلَمَاءِ بِجَنَابِ      لَنَا شَبْلِي نَهْمَانِي كَرَّمَ عَلَيْكَ نَوْشِ

يَا وَحِيدًا مِنَ الْاَكْرَامِ فَرِيدًا      وَعَزِيزًا مِثْلِي عَلِقَ نَفِيسُ -  
اَنْتَ اَوَّلِي بَانَ تُلَقَّبُ شَمْسًا      بَلْ بَانَ يَجْلُو لِشَمْسِ الشُّمُوسِ  
اَنْتَ شَمْسُ الْهَدْيِ وَاسْتَبْشِرْ      يَعْزِيهَا الْخَنُوسُ بَعْدَ الْخَنُوسِ  
اَنْتَ طَهَّرْتَ ذِيْلَ دِيْنٍ مُبِينِ      لَوْ كُنْتُ اللَّثَامُ بِالْاَدْلِيسِ  
ثَمَرًا فَعَتَّ عَنْ اِمَامٍ نَقِي      كَانَ يَعِدُ النَّبِيُّ خَيْرَ رَئِيسِ  
وَعَنِ الْحَقِّ قَدْ رُكِّشَتْ غِطَاءُ      بَعْدًا اَغْلَقُوهُ بِالْاَتْلِيسِ  
سِرَّتِ فِي الْاَرْضِ اَنْتَ بَرَّ اَوْجَرًا      لِلْمَعَالِي وَلَا اَمْرٍ خَسِيسِ  
قُلْدُ وَلَهُ التَّزَامُ مَدْرَسِ قَوْمِ      فِيهِ يَرْجَى لَهُ كَمَالُ النُّفُوسِ  
فَتَقَلَّدْتَ وَالتَّوَصَّيْتُ لَزُومًا      خِدْمَةُ الْمُسْلِمِينَ بِالْاَدْلِيسِ  
قَمْتُ بِالْاَدْسِ الدَّاسَةِ فِيهِمْ      فَاَرْغَا عَنْ رِيَاسَةِ وَرَئِيسِ  
وَجَعَلْتَ الْكَمَالَ غَايَةَ هَيْمِ      وَاتَّخَذْتَ الْكِتَابَ خَيْرَ جُلِيسِ  
فَعَلَى الْقَوْمِ لَا زَهْمًا لَكَ حَقُّ      كُلُّهُمْ مِنْ وَجْهِهِمْ وَثَرِيسِ  
صَانِكَ اللهُ عَنْ مَكَارِهِ حَقِّ      صَدَرْتُ كَالْقَلْبِ مِنْ اَفَى الْخَمِيسِ

## نشر عربی

ضرعت نامہ موسومہ علی حضرت می لانا و مقتدا ناساہ عبد الغنی  
قدس سرہ کہ باقصید پائیہ و ردیہ منور ارسال و اشتہ بود

هذه نبذ كلمات عديدة وعدة ابيات غير نسدية يتوسل بها العبد  
الذليل الصفر ليدن الملتزم بالشرو الشين المتشبت بالطاف تحسين كان الله  
ولو لديه في النشأتين الى المولى الجليل الشيخ النبيل مالك اوقفة الاستكمال و  
التكميل الهادي الى سواء السبيل قدوة السالكين زبدة العارفين رأس الفقهاء  
والمحدثين قطب الملة والارشاد قبله الابد ال والاوقاد صدر الشريعة الغراء  
عماد الملة البيضاء ومظهر الانابة والاجتباء اوجه العلماء الاعلام مجاور  
حرم خير الانام وارث علم النبي مولا فامرشد فاشاه عبد الغنى المجيد دى  
النقشبندى الهندى المدينى لا تزال ظل فيضه قدوة او قرع بابيه مقصودا  
سمعت يامولانا ان اعرابيا جاء الى هارون الرشيد بماء كدر ولم ابحر كان يظن الماء  
احلى من شرب النبات واصف من ماء الفرات تقرب به الى الخليفة وجعل هدية  
له فدخل المجلس عرضته عليه فاذا هم ماء منقن الريح مثر الطعم كد اللون فقرس  
هارون واطلع على داخلة امره وعلم ان الماء وان يك ملحا في نفسه ولكنه حلوا  
في مذاق الاعرابي فمنع القوم عن هتك سره وافشاء امره لكي لا ياخذ الندم  
فيرجم خائبا اسفا و امر بعطية جليلة له واخرجه على الحال من بغداد مخافة ان

یقیم ہوا ویشرب من ماء رجلة فیحد حلاوة فی ذوقه و لطافة فی طعمه فیستحیی استحياء  
النادم و یوض بنان السادم فکذلک ارجوانا ایضاً یا شیخ یا مولائی ان ننظر الی ما  
ارسلت الیکم من کلام عجین و قول غیر متین نظراً یا القبول فاذن یعو ما فیہ من الخطاء  
صواباً و من النقص تماماً فانت من رجال اذ امرنا باللغو و امرنا ان تدعو الی بدعوة  
تکشف عنی القصة و تدکنی بصر الہیة و یذل القہمة مستعیناً بجناب سید المرسلین و  
متمسکاً بذیل رحمة العلمین فذاه افی و ابی صلوة اللہ و سلام والہ و اصحابہ اجمعین  
فانت فی صلتک نفسی الہواء و لحاظ البشر اشر قلبی بلاء اخلاق من الشداد ولا سبیل الی الرشاد  
قد اختوت علی الابل عابلاً و العجبان العاجل ایضاً کالاجل مفقود رخصت من الجلیل  
بحقیر و الحقیر ایضاً لیس بموجود فیا اسفی قد وقعت سہامی کلمہ عن ہدف  
المقصود و بقیت صفراً الکف فی الدنیا و الاخرة ۛ

کیف الوصول الی معاد و دودتها قل الجبال و دودھن ختوف  
و الرجل ما فیہ و مالی مرکب و الکف صفراً و الطريق مخوف  
ذہا انت یا شیخ یا یار العزیز مسننا و اهلنا الضر و حننا بیضاعة مزجاة فاوف لنا  
الکیل و تصدق علینا ان اللہ یجزی المتصدقین و سلام علی عبادہ الذین  
اصطفی من مجاورى حرم المصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

دوسرا خط جناب مباح کے نام میں پہلے خط اور قصید کی سیہ کا شکر ادا کرتا ہوں

الحمد للہ رب العلمین و الصلوۃ و السلام علی سیدنا و نبینا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین  
و بعد فیا ربہا الشیخ یا مولائی سلام علیکم اذکی سلام ثم سلام علیکم الف الف سلام

قد بلغنی منکم ما کنت ارجو من بشارۃ القول واجابتہ المامول فشکر الکر بعد شکر علی ما  
 ادرکتونی وتدلرکتہ بالی من محاسبۃ الساعات ومراقبۃ الاوقات تائباً لک قد قنرت من  
 الا مال بما لا یزنی وقلت بموهبة منکم عظمی ومن مثلكم شیء یسیر کرم فیہ من خیر کثیر  
 فانکم الیوم منتهی قصد وقصا دی امل لكل قریب وبعید شقی وسعید وانتم بارین  
 توامها شفاء الاسقام ومقام کرم لا یحله الا الکرام وانا العبد الذلیل الملتزم بالشکر  
 الشین المدعو بالطاف الحسین تجاؤزلہ عجا جنت یدتی وغفرلہ فی ولوالدی سلام  
 علی عبادہ الذین اصطفی من مجاوی حرم المصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

## کتوب بنام مرزا اشرف بیگ حرم دہلوی از لاہور

سلام علیکم سلام غریب بعید لدا ارہجو الاوطان والا وکارطویل اللیل عبوس  
 النهار قد حل ارضنا لا انیس ہا ولا صاحب وضاعت علیہ بما رجبت فأعیت بہ  
 المذاہب لا یتکن من غمرہ فیصیر قصدہ ولا یقدا علی نفسه فیری دشدہ  
 قد ترکتم غرض السہام الا لام ودرزیۃ لطعان الاحزان والا سقام وحیداً  
 طریداً بانثا بعیداً خزیناً کئیلاً قلقاً مکروباً ولكنه مع ما بہ من الهم والشجی  
 والحزن والاسی وکابة الفراق وحزانۃ المشتاق ولوعة قلبہ ولغو حجبہ وشیت بہ  
 وجزعہ وبلبالہ لا یجادیشخلہ عنکم شاغل لا یحول بینہ وبینکم حائل وقد التقی  
 ذکرکم بین عینیہ لیاأس بہ ویسکن الیہ وکما یبلغہ کتاب او تھب دیم خطاب  
 من عند احد من الاحباب یخیر لہ شوقاً الی شوق ویجشتمہ من الھو ما لا یسبعہ  
 الطوق فالحمد للہ حمد الصابین الراضین بقضائہ کلما قضی لراجلین رحمۃ

عند کل کثرۃ و نویسی علی ما قد قیل ۛ

ادی لصبر محمّد اوعنه مذاہب فکیف اذا ما لم یکن عنده مذهب  
هو الکفر البکی لمن احدثت به نوائب دهر لیس منهن مہرب

فالمرجو منکم یا معاشرا الخلاق وخلص الاخوان ان لا تنسوا ما انعم الله علیکم من قریۃ  
اعینکم و سکینۃ قلوبکم فی حادثۃ الاجاب سراً و جہاراً و معاکمۃ الاتراب لیل  
وفہاراً وان تجعلوا شکر تلك النعمۃ ذکرنا و مواساتنا و تدارک ما فاتنا من اخضر  
عیشنا و اطیب حیاتنا فلا یشتغلکم شأن عن شأننا ولا یبعثکم بعد مکاننا و  
من مثلكم نظراً الینا ولو كانت بعد زمان یروی غلیل القلب اللہمان واما  
ما بلغنی الیوم بعد دهر طویل من کتابکم الجزیل و امرکم الجلیل فقد سرّنی اشد  
سروراً و صنع بی ما یصنع لقاء المحجور بالمحجور و ستجدون جوابه ان شاء الله  
ر دیف هذا الکتاب منذ جانی کتابکم المطاب واما ما سألتکم عن بعض اعمال  
المدارس فقد سألتکم عن ظل زائل و رسم دارس و السلام علیکم و  
علی من یحبنا و یحبہ من لدیکم و من حوالیکم

## کتابہ ثانی

سلام علیکم اعلی سلام من قیل الغریب المستہام و بعد هذا جواب ما بلغنی  
من کتابکم المتین و خطابکم الزمرین فی لسان عربی مبین فوقع عندی مقول حسن  
و سررت به اشد سرور و لکنہ قد وقع فی استجوابہ فحو من التکث الغیر المعتاد

اس خط کا آخری حصہ تلف ہو گیا۔ اسلئے نا تمام حالت ہی میں چھپو ادیا گیا ۱۲۵۵ حالی

فوالذي نفسى بيداً ما منعني منه إلا أنه كان الزمان زمان الفتنة والبلاء والمرض  
والوباء قد انزوت العافية في الزوايا وأحرقت بالبلد أنواع البلاء وكان الناس  
بين صرعى وقتلى فمنهم من سَعَتْهُ الْحُمَّى وَلَدَغَهُ الصَّدَاعُ ومنهم من قتله  
الهيضة بذات الشفرتين من سيف الأسهال والقيح وكان الجدري العام مؤيلاً  
على ذلك أَبْلَيْتْ بِهِ صِغَارَهُمْ وَكِبَارَهُمْ وَكُورَهُمْ وَأَنَاثَهُمْ فَهَلَكَ مِنْ هَلَاكَ  
وَبُخَامٍ مِنْ بَخَامٍ وَأَمَّا الْبَاقُونَ وَأَنَا مِنْهُمْ وَقَلِيلٌ مَا هُمْ فَكَانُوا بَيْنَ الْخَائِفِينَ وَالرَّاجِينَ  
الَّذِينَ يَأْتِيهِمُ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُمْ بِمُعْتَدِينَ وَلَمْ يَزَلْ كَانَ الْأَمْرُ كَذَلِكَ حَتَّى  
صَارَ الْمَوْتُ وَالْحَيَاةُ كَقِرْمَنِ دِهَانٍ يَسْبِقُ هَذِهِ تَارَةً وَتِلْكَ أُخْرَى +

كِتَابَةُ أُخْرَى أُرْسِلَتْ بِجَدِّهِ مَعَاوِةَ بْنِ جَدِّهِ أَبِي بَدْرٍ  
الْوَحْشِيِّ الْجَنْابِ النَّوَّابِ عَمَادِ الْمُلْكِ الشَّهِيدِ يَوْمَ لَوْي حُسَيْنَ  
الْبَكْرَةِ فِي حُدُودِهَا كَانَ الدَّوْلَةُ الْعَالِيَةَ

أَقْبَتُ مَعْتَصِماً شَهْرًا وَإِيَّامًا      بِجِدِّ رَأْفَتِهِ فِي حَيْدَرِ أَبَادَةٍ  
فَهَذَا عَمَّا وَتَدَاكَارَ لِنِعْمَتِكُمْ      وَشُكْرًا لِحَسَانِكُمْ يَا سَيِّدَ السَّادَةِ  
وَلَسْتُ بِنَاسٍ طَوَّلَ عَمْرِي صَنِيعُكُمْ      كَذَاجِرَتِ بَادَكَارِ النِّعَمِ الْعَادَةِ

وَعَدَدُ فَقْدِ رَصْدَتِ يَا سَيِّدِي فِي ٣٠ نَوْمًا يَوْمَ الثَّلَاثَاءِ بِنِعْمَةِ اللَّهِ وَحَسَنُ تَوْفِيقِهِ مِنْ  
بَيْتِي إِلَى دَوْلَتِي سَالِمًا وَغَائِمًا وَكُنْتُ فِي عَمْبِي تَزِيلًا فِي مَنْزِلِ صَاحِبِكُمُ الْجَلِيلِ الْجَبَلِ  
الْمُهْتَازِ عَنِ الْأَقْرَانِ فِي الْمَعْمُورَةِ بِالسَّيْرِ الْعَادِلَةِ وَالْأَخْلَاقِ الْمُضِيئَةِ السَّيِّئَةِ غُلَامِ حُسَيْنِ

المتنزة عن كل شين الذى فى زمرته سكنينة للقلب وقريرة للعين مستين  
ساعة فعا ملنى هذا الفتى معاملة لا تكاد تقع بين الا الجانب بل عاشرى  
معاشرة لا حجاب ولا حجاب ورافقى فرقة الخلان بالخلان وادانى من  
خصائص المعجزة وعجائبها ومراسيمها وملكها فوق ما كنت ارجو ان اراها  
وله غير ذلك من الصنائع التى صبح بها ما لا يوصف باللسان ولا يقية اللفظ  
البيان فى ايت شعري اشكركم اياكم على ما هديتموني منزل الرجل النبيل  
ود القموى على سواء السبيل الى خوان الخليل ام احمد الرجل على ما اكرم منى  
واحسن مثوى واعانتى على ما كنت بصدده من اطلاع احوال المعجزة وبالغ  
فى حسن الاضافة والقراى ولم ياذن لى بالرجلة من بمضى الا كرها فوالله لئن كان  
الاسماعيليون كلهم متخلقين باخلاق اخيرهم هذا اجزمت بان الناجية من الفراق  
الاسلامية هى الفرقة الاسماعيلية لا غير ثم ان الرجل كان يقول مشتكيا  
عن جنابكم الرفيع انكم لم تكتبوا كتابا منذ ما ن طویل ولم تطلعونه على احوالكم  
ولم تسالوا عنه وعن احواله وامرني ان اخبركم بذلك واسالكم ان تذكروا  
ما فاتكم وما على الا الباريغ .

## كتابته اخرى المذكور الحجة النبوية السماة بالخلوة الادبية فى لندن

قد اسلة القمى لجيل قد ضلنى من اول تمز الى اخر تشرين الثانى ثلثة امداد من  
جريدكم الفريدة السماة بالخلوة الادبية التى تلوح اثار قبول العالمين من غرتها البيضاء  
فتمتعت بما فيها من سوانح الاخبار وبدائع الافكار وفوائد اخرى يعجز عن حصرها

لسان الاظهار فبعد ان تشكروا غاية التشكر على يا احسنتم الى مثل هذا المسكين  
 يا مهسال الجريدة اقول اني مع بالي من شدة الروع وغاية الحرص على مطالعة  
 النحلة لا استطيع ان اشترك فيها وان مثلي في الباب كمثل ظمان على راس بئر  
 ماله دلو ولا سبب يتوصل به الى الماء ولا قلب يضرب على العطش ولكني  
 اتعهد ان شاء الله بالسعي المقادير في نشر نفحات النحلة وبركاتهما بين ابناء الوطن  
 ومن الاخوان والخلان وغيرهم من رؤساء ادارات التعليم الذين يعرفونني  
 ولوبادي معرفة واما اغنياء هذه الصفحات من الملوك والامراء والاكابر  
 فليسوا في شئ من ذوق العلم ومطالعة الجرائد وتفحص الاخبار وذلك السعي  
 الذي تعهدت به لا يكون متقي على شرط عوض من جنابكم بل يكون لمحض  
 اشاعة الخير والبركة بين الناس ولما يقتضيه الاخوة الانسانية من التعاون  
 والتعاون هذا وان كنتم تمنون بعد ذلك بارسال الجريدة فلا يسعني الايتان  
 بغير التشكر على هذا الامتنان باللسان والجنان الا انه في عزم هذا الخفيف على  
 تقدير وصول النحلة فيما بعد ان ابلغ في كل شهرين او اكثر مرة واحدة بعض الحوادث  
 المهمة الواقعة بهذه الافطار الى حضراتكم مثل هذه العربية المستعملة التي لا تكاد  
 نفع عند اهل اللسان موقعا حسنا او باحدى اللغتين من الفارسية والهندية  
 ان لم يكن على خلاف شرط النحلة ثم ان في خصوص امر الجريدة كلام اخر لابد ان  
 ابوح به في حضراتكم وهو ان ترجمتها بالانكليزية ان كانت مطابقة بكل لفظ لفظ  
 من العربية بحيث لا يبقى لغة من اللغات المولدة او المعربة مجهولة غير مفسرة  
 لكان اقرب الى فهم اهل الهند او تقع في قلوبهم فان اللغات المتداولة بين ايديهم



من الصراح والقاموس وغيرهما ليست بكافلة لجميع ما في العربية الحالية من  
الالفاظ القديمة والحديثة ولحق هذه الصعيفة رقيقة اخرا بالانكليزية ارجو  
ان يكون النظر فيها منتجا لبعض النتائج الحسنة والسلام خير ختامه

## صُورَةٌ مَا قُرِئَتْ عَلَى مَنْظُورَاتِ الصِّيَابَةِ الَّتِي أَكْثَرُهَا بِالْعَرَبِيَّةِ وَمِنْهَا يَا فَارَسِيَّةَ وَالْهِنْدِيَّةَ

الحمد لله الذي حَبَّبَ اِلَى كَلَامِ الْخُطْبَاءِ وَالشُّرَيْبِي فِي قَلْبِي حُلَاوَةَ النَّظْمِ وَذَوْقَ الْاَشْنَاءِ  
فَلَا اَرْغَبُ اِلَا فِيهِ وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْهُ اِلَا السَّفِيهَ فَبَيَّانٌ مَنْ اَنْعَمَ عَلَى بِالْنِّعَمِ اِلَى  
اَلْاَقْصَى ثُمَّ اخْتَصَنِي مِنْهَا بِتِلْكَ الْمَوْهَبَةِ الْكُبْرَى وَمِنْ هُنَا فَلْيَعْلَمْ اِنِّي لَا يَسَعُنِي  
السَّكُوتُ عَنْ مَدْحِ مَا يَقَعُ عِنْدِي مِنْ مَوْعِلٍ حَسَنًا مِنْ نَظْمٍ نَهْنِي اَوْ نَثْرِ شَيْءٍ اَوْ بَيَانٍ  
سَرَّاقٍ اَوْ كَلَامٍ فَايُبِي وَاَمَّا اَنْ اَتَكَلَّفَ فِي مَدْحِ اَوْ اَعْتَصِفَ فِي قَدْحِ اَوْ اُبَالِغَ فِي  
الْاِثْنَاءِ اَوْ اُجَنِّحَ اِلَى الْاِطْرَاءِ فَلَا يَتَأْتِي مَنِي اَبَدًا وَلَا اَفْعَلُهُ سَهْوًا اَوْ اَعْدًا  
وَلِذَلِكَ اَرْجُو مِنْ اَللّٰهِ الْمُسْتَعَانَ اَنْ اَكُونَ فِيمَا صَفَّ مَشْهُودًا لِي بِالْصِّدْقِ  
وَالصَّوَابِ حَتَّى لَا يَرَوْنِي اِلَّا النَّاطِقَ بِالْحَقِّ مِنْ غَيْرِ شَكٍّ وَلَا اِمْرَتِيَابِ

وَبَعْدُ فَلَمَّا وَصَلْتُ مِنْ دَرْبِي اِلَى الْاَهْوَى مُسْتَعِيدًا بِاَللّٰهِ مِنَ الْحَيِّ بَعْدَ لَوْ  
وَقَدْ كُنْتُ اِذَا اَعْرِضَ اَحَدًا وَلَا يَعْرِفُنِي اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ ذَلِكَ الْبَلَدِ اَوْ صُلَى قَائِدُ  
التَّوْفِيقِ اِلَى خَيْرٍ مُنْزَلٍ اَوْ خَيْرٍ مُنْزَلٍ مِنَ السَّادَةِ الْكِرَامِ وَالشُّيُوحِ الْعِظَامِ صَدْدُ  
الْمَحَاضِرِ وَالنَّوَادِي سَيِّدِي مُسْتَنْدِي خَوَاجِهِ ضَمِيَاءُ الدِّينِ الْجَهَانَ اَبَادِي

يعني سيد خواجہ ضیاء الدین مرحوم دہلوی کی نظمیں سنوں زبانوں میں ۱۳ حالی

الانزال معصوناً عن كل اهية وفاقره وما فاته حسنة من حسنات الدنيا و  
 الاخرة فكنت نزيراً عندك الى ثلاثة اشهر واكثر فكان مادمت في بيته يعمل لي  
 كل صنعة ويصنع لي كل معروف ويؤثري ويؤاسيني ويكرمني ويداريني  
 وله عندي غير ذلك من الصنائع ما لا يسعه البيان ومن الايادي ما لا يوصف بالسان  
 وهذا الذي ذكرت من حسن الاضافة والقراي فليس في عداد من فضائله التي  
 لا تحصى منها ان له يد في النظم طولي وقسطاً من النثر اوفى في السند مختلفة  
 ولغات شتى فتارة يسبح بحمده لخطباء من العرب العرباء واخرى ينشد نشيد  
 الفرس من مقلقي الشعراء ويتبحر بالبلاء واقام الاراد وفشله كمثل آية هي  
 اخذ بناصيتها تنصرف حيث شاء وما يشهد لي بصدق ما ادعيت له هو هذه  
 الصحيفة المنيقة التي فيها اتموزج كل من تلك الالسن الثلاثة في بيان رشيقي  
 ولغظاتي لهذا المصنم الطليق والمنطيق الذليق فيا لها من وجيز جامع بين  
 كلام العرب والعجم فيه النسيب وفيه الوعظ والحكم يرغب اليه لطلاوة لفظه  
 ويتنافس فيه لحلاوة نظمه كانهما رضة تعجب الانظار بنضرتها اوجنة تشخص  
 اليها الابصار لبهجتها اودوحة مثمرة او سخابة ممطرة او حليقة دهماء  
 او غشيقه حسناء او عين من ماء معين او منظر لحوير عين وله سواد ذلك  
 من المصنفات ما فيه قرة عين لكل ناظر وغنية لكل باء وحاضر فلا زال  
 مفيضاً على المستفيضين ومخاداً للطالبيين واخبر دعوتنا ان الحمد لله رب  
 العالمين

# خُطْبَةُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَحْمَدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ الْخَلْقَ فَسَوَّاهُ وَأَمْطَقَ الْإِنْسَانَ عَلَى الْأَكْوَانِ فَأَكْرَمَهُ  
وَأَحْسَنَ مَثْوَاهُ وَنَصَرَهُ وَكَفَّاهُ وَأَمَرَهُ وَلَهَّاهُ فَمِنْهُ مَنْ آتَابَ إِلَيْهِ وَ  
اعْتَصَمَ بِهِ وَلَمْ يَعْبُدْ إِلَّا إِيَّاهُ وَمِنْهُ مَنْ أَقْتَفَى أَثَرِ النَّفْسِ وَأَخَذَ أَجْزَافَهَا وَ  
اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَى النَّبِيِّ الْمُنِيِّ الْأَوَّاهِ الْمُتَبَيِّلِ  
إِلَى اللَّهِ عَمَّا سِوَاهُ الَّذِي وَجَدَهُ يَتِيمًا فَأَوَّاهُ وَعَازِلًا فَأَعْنَاهُ وَمُزَكِّلِ  
شَيْءٍ أَعْطَاهُ وَاجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ وَعَلَى مَنْ اتَّبَعَ هُدَاهُ وَقَفَّاهُ وَأَعْلَى كَلِمَةٍ  
أَحَقَّ وَحَمَاهُ وَاتَّقَى اللَّهُ حَقَّ تَقْوَاهُ وَمَلَكَ نَفْسَهُ وَهَوَاهُ وَلَجَلَ فَيَأْتِيهَا  
أَهْلُ نَسَائِلِ عِلْمِكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ وَمَا حَمَلَكَ عَلَى التَّائِبِ وَمَا وَلَكَ عَنِ التَّيْبِ  
الْقَوِيمِ وَمَا أَلْهَكَ عَنِ التَّعْيِيمِ الْمُقِيمِ حَيَاتِكَ الدُّنْيَا فَايْنَهُ وَأَنْتَ  
تَرْجُو أَنَهَا بَارِقُهُ وَمَتَاعَهَا شَيْءٌ يَسِيرُ وَلَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ فِيهِ خَيْرٌ كَثِيرٌ  
قَدْ اسْتَهْلَكْتَ فِي الشَّهَوَاتِ وَنَسِيتَ هَادِمَ اللَّذَاتِ وَتَنَاهَيْتَ فِي اللَّذَائِ  
وَمَا لَمْ تَهَيْتَ عَنِ الْمَنَاهِي كَمَا أُرِيتَ بِمَعْرِفٍ فَعَصَيْتَ وَكَمْ دُعِيتَ إِلَى الْخَيْرِ  
فَسُؤِلْتِ جَمَعْتَ مِنَ الدُّرْهِمِ وَاللَّيْنِ نَارَ الْأَفَاوِاضِ عَاقًا وَرَأَيْتَ فِي نَفْقَةٍ  
لَوْجَهُ اللَّهِ لِرُسْرَاقَا وَإِثْلَاقَا مُنْتَهَى تَصَدُّكِ جَسَسِ عِيُوبِ الْإِخْوَانِ وَجَلَّ  
صَنَاعَتِكَ سِتْرُكَ إِسْتِزَارِ الْحَيْرَانِ سَاءَ ظَنُّكَ بِالْخِيَارِ وَحَسَنَ لَدَيْكَ مُقَامُ  
الْأَشْرَارِ يَتَّبِعُ وَعَدْلُكَ الْإِخْلَافَ وَيَعْقِبُ صُلْحَكَ الْخِلَافَ طَالَمَا قِيَامُكَ

فِي طَلَبِ لَمَالٍ وَأَنْتَ تَارِكُهُ بَعْدَ حِينٍ وَلَا تَزَالُ تَعُوذُكَ عَنِ الْأَعْمَالِ حَتَّى يَأْتِيَكَ  
 الْيَقِينُ فَوَيْلَكَ قَدْ طَلَبْتَ مَزُورًا وَتَرَكْتَ مَطْلُوبًا وَاقْتَضَيْتُ خُوبًا وَرَا  
 قَضَيْتُ مَكْتُوبًا وَشَرَيْتَ بِالْحَقِيرِ جَزِيلًا وَبِالرَّجِيصِ جَلِيلًا وَحَمَلْتَ خَفِيفًا  
 وَنَبَذْتَ ثَقِيلًا وَأَخَذْتَ مِنَ الصَّفْوِ كَدْرًا وَأَخَذْتَ عَلَى الْحَيْرِ شَرًّا وَ  
 اسْتَبَدَّ لَكَ الَّذِي هُوَ أَدْنَى يَا لَذِي هُوَ أَعْلَى وَاسْتَغْلَتْ عَنِ الْآخِرَةِ بِالْأَوَّلَى  
 اللَّهُ اللَّهُ إِلَا مَقُولُكَ فِي الْخَيْرَاتِ وَتَبَا لَكَ عَنِ الْحَسَنَاتِ وَأَقْبَالَكَ عَلَى  
 الْمُهْلِكَاتِ وَمُسَابَقَتِكَ بِالسَّيِّئَاتِ طَلَّقَ الدُّنْيَا ثَلَاثًا وَفَارَقَ أَهْلَهَا وَ  
 أَتَى عَلَى غَارِبِهَا حَبْلَهَا وَتَبَّ إِلَى اللَّهِ قَبْلَ أَنْ تَمُوتَ وَأَدِيرَاكَ الْفِرَاعَ قَبْلَ  
 أَنْ يَصُوتَ وَاسْتَعِينَ بِوَجْدِكَ قَبْلَ عَذَابِكَ وَاعْتَصِمَ بِشَبَابِكَ قَبْلَ هَرَمِكَ  
 وَالزَّمْ بِالْعَمَلِ فَاكْمَرْ مِنْ عَمَلِ تَسْبِيحٍ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ غَزِيرٍ وَوَاضِبٌ عَلَى الدُّنْيَا أَمَةٌ  
 فَدَمُ مَوْتِكَ سَاعَةٌ خَيْرٌ مِنْ كَثِيرِ طَاعَةٍ تَصَدَّقْ مِنْ غَيْرِ مَنْ وَأَدَى وَ  
 أَلْفَقْ مِمَّا أَحْبَبْتَ وَتَرْضَى إِنْ جُمْتَ بِحَسَنَةٍ فَاسْتَعْمِ وَلَا تَعَارِزْ قَبْلَ الْإِسْقَامَةِ  
 عِبْرَةٌ لِعَمَلِ الْعَالَمِينَ وَلِنَا الْأَعْتَازُ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَإِنْ اقْتَرَفْتَ  
 سَيِّئَةً فَاعْرِفْ وَلَا تَيَاسَسْ فَإِنَّ الْأَعْتَازَ يَهْدُمُ مَا يَقْرَفُونَ وَلَا يَتَأَسُّ  
 مِنْ رَدِّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ إِنْ بُلِيتَ فَاصْطَبِرْ فَإِنَّ الصَّبْرَ أَسَى نَيْلُهُ  
 الْفَرَجَ وَدُعَى تَوْزُونِ بِالْبَلَجِ وَثِقَلُ يَخْفَقُ الْأَشْقَالَ وَدَاءُ يُدْهِبُ الْعَضَالَ  
 وَإِنْ أُعْصِيَتْ فَتَشْكُرْ فَإِنَّ الشُّكْرَ سَبَبُ الْبَرَكَاتِ وَالْإِنْعَامِ وَبَعَثَ لِلْمُنْعِمِ عَلَى الْأَكْرَمِ  
 وَجَالِبُ الْأَلْزَاقِ وَذَاهِبُ الْإِلْمَاقِ وَاضْرِبْ فِي الْأَرْضِ لِيَطْلُبَ الْعَالِمُ  
 غَيْرَ بَاعِدٍ وَجَاهِدْ فَجَاهِدْ وَبَاعِدْ ثُمَّ بَاعِدْ وَاجْهَدْ جَهْدَكَ فِي أَخِيهِ

مِنْ كُلِّ قَارِبٍ وَبَاعِدٍ وَكُنْتُمْ بِهَا فِيهِ مِنَ الْآبَاعِدِ فَإِنَّهُ أَوْجِبَ الْحَاجِدِ  
وَأَصْلُ الْمَقَاصِدِ وَأَوْصَلَ إِلَى الْمَقَاصِدِ وَلِذَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَائِدٍ وَإِذَا سَمِعْتَ هَذَا  
فَاتَّيَاكَ وَالْإِضَاعَةُ وَعَلَيْكَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَإِنَّ الْفِتْنَةَ مِنْ عِلْمٍ فَعْمَلٍ  
وَسَمِعَ فَقِيلَ وَذَكَرَ فَأَعْتَبَرُوا أَمْرًا فَاتَمَرَ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِنَّ فِي  
ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ وَسُبْحَانَ رَبِّكَ  
رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

## گلستان سعدی کی حکایت کا ترجمہ

حِکْمَتِی اِنْ بَعْضُ صَلَاحِیَ لِبَنَانِ مِنْ اِشْتِهَرَتْ مَقَامَاتُهُمْ وَانْتَشَرَتْ كِرَامَاتُهُمْ جَاءَ إِلَى  
دَمَشْقٍ فَزَلَّ بِمَاءِ الْكَلَّاسَةِ يَرِيدُ اِنْ يَتَطَهَّرَ اِذْ ذَلَّ قَدَمُهُ فَوَقَعَ فِي الْحَوْضِ ثُمَّ خُجِ  
بَعْدَ مَا اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ وَقَامَ إِلَى الصَّلَاحِ وَصَلَّى بِهِمْ فَلَمَّا فَرَغُوا قَالَ لَهُ بَعْضُ اصْحَابِهِ مَا لَكَ  
يَا شَيْخُ اِنِّي رَأَيْتُكَ يَوْمَآ فِي بَحْرِ الْمَغْرِبِ كُنْتَ تَسْبِيحُ عَلَى الْمَاءِ وَابْتَلُ مِنْكَ قَدَمٌ وَاَمَّا  
الْيَوْمَ فَقَدْ اَنْشَرَفْتَ عَلَى الْهَلَاكِ فِي قَلِيلٍ مِنَ الْمَاءِ وَلَوْلَا رَهْمٌ مِنَ الْحَيَوةِ لَغَرَقْتَ  
فَنَشْتَانِ بَيْنَ هَذَا وَذَلِكَ فَاطْرَقَ رَأْسُهُ وَاکْثَرُ فِي التَّأَمُّلِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا سَمِعْتُمْ مَا  
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِي عَمَّ اللَّهُ وَقْتُ لَا يَسْعَى فِيهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ  
مُرْسَلٌ وَلَمْ يَقُلْ وَقْتُ مُسْتَمَرٌّ وَكَانَ عَلَيْهِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ تَارَةً يَسْتَنْفِلُ بِالْمَاءِ  
وَالرَّجَالُ وَآخَرَى لَا يَلْتَفِتُ إِلَى جَبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَمِنْ هُنَا قِيلَ مُشَاهِدَةُ الْاَبْرَارِ  
بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالْاِسْتِثَارَةِ

## دوسری حکایت

بینما انا جالس فی اتیوم بجامع بعلبک اذ شرعت فی الوخط والتذکیر وحوالی  
 جمع کثیر من لایکادون یفقهون حدیثاً ولا یهدون سبیلاً وکلما اذدنت فی البیان  
 تدقیقاً وتحقیقاً زادوا حیرة وضلوا طریقاً فلما رأیت لایخلفهم سحر کلماتی ولا یبصر فی  
 قلوبهم نفاتی اتخذت فی اخذہ اسفہ لطفت کل اللہف علی اضعاف الکلم واشاعة الحکمہ فی قوم  
 صمیم بکیر ۴

## بنام بعض اراذل علم کہ در بیرت مقیم بودند و نام ایشان از مشہ

الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد الہ واصحابہ اجمعین۔ وبعد  
 فانی قد سمعت ان المعلم الشہیر فاندیک الامریکا فی النزیل ببیروت رتب سلسلۃ  
 من الكتب فی العلوم المجدیدۃ وسمّاها النقش فی الحجی وانی اُردین شرح جملة الكتب  
 الی تضمنها هذه السلسلة من اولها الی آخرها وایضاً قد سمعت من بعض ثقّات الهند  
 الذین قد لا قورک فی البیروت ان تلك السلسلة یکن وصولها الینا بتوسط جنابک  
 فاسألكم بامولنا اتنا بای طریق نطلبها وكيف نؤدی ثمنها وهل یکن ارسالها الی  
 الهند بالطریقة الی جرت فی سائر الممالک الانکلیزیه وهی ان اهل الی البرسطۃ یبلغون  
 الاشیاء الی المکتوب الیهم بعزل الثمن ویرفعون الثمن الی الممالک ویسمون هذا النظر  
 بالانکلیزیه ویلیوچی ایبل وتزعمه بالعربیۃ (ما یجب اداء ثمنه) فنحن لیس الینا الجواب  
 من عند حضرتکم الجلیلة نطلب تلك السلسلة المجدیدۃ بالطریقة الی تصفون باننا والکلام خیراً

## جملہ صالحہ

فی ما اثرنا صیر الملة وموقفهم عن نوم الغفلة الذاب عنهم في كل فتنة و  
 الناصر لهم عند كل ملية الذي جعل همته مقصورة على اصلاحهم وراى  
 لذة حياته في نجاحهم وفلاحهم يهيم لهم في كل واد كصيت هائم ولا يخاف  
 فيهم لومة لائم اعنى الدكتور **سليم** **احمد** ابن السيد متقى ابن السيد هاشم  
 الحسينى نسباً والمدنى ثم الهندى محتداً والد هلك مولداً **شعر**  
 طلوع الشنايا بالمطايا وسائق الى غايية من يبتدئها يقدر

فاعلم ايها المخاطب الجليل ان هذا الشيخ الاجل الامجد الهام والسيد الصنديد السميع الفقه  
 هو اول من تصدك لاصلاح حال مسلمى الهند في اواخر المائة الثالثة من الالف الثانى وافق عمره كالف  
 ماله في نصهم والرافة بهم والشفقة عليهم والمجاهدة فيهم واول من ذب  
 عن الاسلام وسافر لاجل ذلك الى اوروبا ونشر هناك محاسن الاسلام بين المسيحيين  
 وطهر ذيلته عما افتروا عليه ونسبوا اليه من المالك المساك رتعالى عن ذلك  
 علواً كبيراً) واثبت فضله على اديان اخرى بكل مثل بينة وبراهين متقنة

۱۰ تقریباً ۲۵-۲۶ برس گزرے ہوں گے کہ لندن سے ایک ماہوار عربی رسالہ موسوم بہ "سُخْلہ اُوبیہ" جاری  
 ہوا تھا جس کے چند پرچے گزرا کہ مذکور نے میرے نام ہی بھیجے تھے۔ ادوین نے بجائے قیمت ادا کر نیچے اسکی قلمی  
 اعانت کرنے کا وعدہ کیا تھا چنانچہ ایک آئینل مرحوم سیرسید احمد خاں کے حالات اور انکی ملکی وقوفی خدمات پر اپنی  
 ٹوٹی چھوٹی عربی میں لکھ کر لندن بھیجنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر اسکے بھیجنے سے پہلے معلوم ہوا کہ وہ رسالہ کسی وجہ سے بند ہو گیا  
 اور وہ آئینل راقم کے پاس مسودات میں یوں ہی پڑا رہا اب جو اس ضمیمہ میں شامل کر نیچے لیے اسکو ڈھونڈا تو بہت ہی  
 کم اوراق دستپاب ہیں۔ چونکہ موجودہ حالت میں مضمون مذکور کو از سر نو مرتب کرنا راقم کی طاقت سے باہر تھا۔ اس لئے  
 جس قدر اوراق بہم پہنچے انہیں کو بقدر امکان کی قدر ترتیب دیکر اس ضمیمہ میں شامل کیا گیا ۱۲ حالی

سلك فيها طريق استدلالهم ونسبهم على منوالهم وهو اول من ادعى ان ديننا من  
الاديان لم يفك رقاب الجوارى والغلمان عن ذل العبودية الا الاسلام واسبق  
على دعواه بايات بينات من كلام العزيز الملك العلام واحاديث متصلة مرفوعة  
صححت عن النبي خير الانام وهو اول من عزم على التوفيق بين ما جاء به القرآن  
وبين ما شهدت به الحكمة الجديدة وعلى رفع ما يتبادر الى الاذهان من  
الاختلاف بينهما كما فعل علمائنا المتكلمون في صد الاسلام لما شاعت  
الحكمة اليونانية بين المسلمين وخابوا عليها ان يقولوا في شبهات الملاحدة  
والزنادقة +

ولندك ههنا شيئاً يسيراً من مساعيه الجميلة التي كانت مستمرة سلسلة  
في نصر الاسلام المسلمين من سنة ١٠٠٠ الى زمان رحلته التي وقعت في اوائل سنة  
ميلادية +

منها انه لما اضطر مت نادى البغي والعدوان في اقطار الهند من قبل  
العساكر الهندية سنة ١٠٠٠ ميلادية وكان مسلموا الهند اذ ذاك مظنة لخلاف  
الدولة الانكليزية لما كانوا قبل استيلاء تلك الدولة في نوع من العجز والمكنة  
والسلطان في ممالك الهند - ياد الشير الى تاليف كتاب في بيان اسباب البغي  
التي كان مرجع اكثرها الى غفلة اركان الدولة وسوء تدبيرهم في الامور السياسية  
وكان الزمان زمان الاخز والبطش والانتقام بحيث يغير المرء من اخيه و  
ايمه وابيه وصاحبته وبنيه ويؤسرون ويحبسون ويقتلون ويصلبون  
فلم يسكت هناك من كلمة الحق والحق بنفسه الى التهلكة ليزيل كل شبهة



تقتلهم في صدور اعيان الدولة من قبل المسلمين ويؤثرى ساجتهم من كل سوء ويظلمون  
ذيلهم عن كل رجس +

**ومنها** انه الت بعد ذلك كتابا آخر على خلاف ما شاع واشتهر بين  
الملة الا تكلزية من رأى بعض مدبري الملك ومشيري الدولة منهم في الهند  
ان جماعة المحدثين من مسلمي الهند الموسومين بالوهايتية الذين لا يقولون بنحو  
تقليد احد من الائمة المجتهدين ليسوا من اطاعة الدولة في شيء ويسرون  
ان انجهماد مع النصائر ولاية الهند واجب على المسلمين - فلما اشتهر ذلك الكتاب  
منزيعا للرأي المذكور بين الهند والاكلازة ونظر فيه رجال الدولة واعيان  
الملة وارانوا بينهم وبين ذلك الرأي لم يبق لهم شبهة في قصور علم صاحب  
الرأي وقلة تدبره وضعف رأيه وانه لم يتعمق فيه الا الظن ولم يمتك الا بالقياس  
ورفع بناء من غير اساس - واطلقوا خلقا كثيرا من اولئك المحدثين واتباعهم  
كانوا مأسورين مسجونين ولم يكن لهم ذنب ولا اثم الا تسمية الناس اياهم  
باسم الوهايتية +

**ومنها** انه لما شاع كتاب السيرة المحمدية الموسومة بلائقا وفحمدا  
باللغة التكلينية في اربع مجلدات قد صنعتها احد من اكابر رجال الدولة و  
ولانها في الهند بحيث لم يصنف احد من المسيحيين قبله كما دعوها من ذلك الكتاب  
على مخالفة الاسلام - وكان الشيخ حينئذ متقلدا لبعض اعمال الدولة تحت امر  
ذلك المصنف - نشر الشيخ عن ساق الجرد واخذ يتفحص عما يحتاج اليه من

الكتب ولا سفار في نصر الإسلام والذبح عن حق نبيّه فلم يطف منه في الهند  
 إلا بقدر يسير لا يسمي ولا يغني من جوع - لما قد خربت خزائن الكتب لاسلاماً  
 كلّها في فتنة العساكر الهندية - فعزم على الرحلة من الهند الى أوربا لأجل  
 ذلك وأخذ معه ولديه كانا يعرفان اللغة الانكليزية وسارهما الى انكلترا  
 واقام بخير سنتين بلندن وصنّف هناك كتاباً مبسوطاً سماه بأخطبات الإسلام  
 في الكشف عن حقيقة الإسلام لصيانتها عن كل ما يفترون عليه ويطعنون  
 فيه ويرمونه .

ثم ترجم هذا الكتاب بلسان اهل انكلترا وطبعه واشاع ودأب بين  
 القراء والامماد من البرطانية الكبرى وفي اكثر الممالك من أوربا ليتم حجة  
 الاسلام على من كان ينكرو عليه من دعاة المسيحية حتى ان بعض اهل الانصاف  
 من القسيسين المأموين على دعوة اهل الهند الى دينهم اعترف ان احد المسلمين  
 منذ بدء الاسلام الى الآن لم يكتب كتاباً جامعاً كما شفا عن حقيقة الاسلام  
 ونجاسته قط في لسان اهل المغرب كما كتب هذا الرجل كتابه الخطبات الحميرية  
 ولولا ذلك لما تم عليهم حجة الاسلام .

ومنها انه لما صار مسلم الهند مشرفين على الموت الذي هو الدّل  
 والهوان بين ابناء الزمان ، لها تركوا مسالمة الدهر ومرافقته ولم يتعظوا  
 بعظمة وتدن كبره ، وزعموا ان تعلم اللغة الانكليزية والتكلم بها والممارسة  
 فيها كفر ، ولا يجوز للمسلمين ان يرضوا بتعليم اولادهم في المدارس الانكليزية  
 فحرموا كثير من اعمال الدولة ومناصبها التي كانت شرط تقليدها معرفة

اللغة الانكليزية ، ولم يزالوا يتنازلون عن معارج العز والجاه درجة بعد درجة حتى كاد ان ينتهوا الى غاية ذلهم وهوانهم ، ويعودوا غرباء خاملين غامضين وهم في اوطانهم حمله الناقة النوعية والاخرة الاسلامية على ان يصير امرهم ويجمع شملهم ويقوم عن جهنم ويسدد افكارهم وثيقف اراءهم ويد لهم على ما يقتضيه الاحوال الحاضرة من تعلم لسان ولاؤ العهد واكتساب العلوم المفيدة والمعارف الجديدة ، وترك التقليد المصلح الذي هو والا من المعاشية والا سافر عن الرسوم القديمة التي رشت في قلوبهم كالاحكام الشرعية ، وعيد ذلك من الامور التي لا يمكن ان يبقى امة من الامم العظيمة على عظمتها القديمة الا وان يلزموها انفسهم ويتشبثوا بها ويعصوا عليها بالنواجذ ، ويجهلوا فيها ، .

فلا زال الشيخ مع كبر سنه وعظم جثته وثقل جنبيه يسير ويرتحل من بلد الى بلد ومن ناحية الى ناحية ، فيعظم في كل مجلس ينكرهم في كل حضر ويلومهم ويعاتبهم ويرفقهم ويلطفهم ، وكان يطالبهم ان يبذلوا امرهم ويجهلوا وانفسهم في تهية اسباب التعليم وتيسيرها لافهم واعقابهم وترويج العلوم الجديدة ومدالة اللغة الانكليزية بين المسلمين المتوطنين في بلاد الهند الامنين في كنف الدولة البريطانية كما فعل سائر ابناء وطنهم من الهنود والمجوس وغيرهم ، .

فلما انتهى الامر الى ذلك استطاع الشيخ عند ذلك سبيلا الى تشكيل مدرسته كتيبة رفع بناءها في مجبوحة الهند بحيث لم ير مثلها عين الزمان ولا سيما في

مالک الهند - وبنی حول المدرسة رباطاً متسعاً فی غایة الحسن والملاحة محتویاً  
 علی بیوت متجاورة متناسبة البناء متساویة المقدار صالحة لان يسكنها  
 الکبراء واهل الثراء - واشترط علی المتعلمین (سواء كانوا من بلاد قریبة او  
 بعيدة) ان یقیموا بتلك البیوت ویلتزموها بما داموا مشغولین باخذ العلم  
 لئلا یخلفوا قرناء السوء ویكونوا من معاشره الاضداد بمنزلة ویحصل اللواخاة  
 بینهم بطول الصحبة ویصلح افکارهم بدم الذل الذکرة وجمع فیها بین المتعلمین  
 دینی و دنیوی - لیتکنوا من اصحاب امر معادهم ومعاشرهم ویستغنوا عن ارباب  
 الدلالة التي خلعت عن تعلیم علوم الدین رأساً - وطلبه لنظم المدرسة وتعلیم  
 العلوم فیها و تربیة المتعلمین المقیمین بها - البارعین فی انواع العلوم من نجباء  
 انکثره المتعلمین بالاخلاق الفاضلة والسير المرضیة - واحضار ایضاً العلماء  
 الاعلام من افاضل المسلمین لتعلیم علوم الدین - وهیاً لطلبة العلم کل ما  
 یمحتاجون الیه من المسجد والحکام والمطبخ والمستأثر والمستشفى - و  
 الاباد والاشجار والریاض والانهار والاراک المتنوعة لانواع الریاض  
 الجسمانیة - والا ما کن المنتظفة للمزاکرات العلیة - وغیر ذلك مما لا  
 یسعه للبیان +

ولاشک ان هذه المدرس اول مدرسة فی الدنیا تشکلت لتعلیم  
 المسلمین بمحض التعاون والتعااض من ابناء الملة وتکفلت لتعلیمهم تربیتهم  
 وتهذیب اخلاقهم وحفظ صحتهم وتنظیف لباسهم وتحسین کلامهم و  
 ان یُرشد هم الی معنی التمدن وحسن المعاشرة ویُرثهم علی ان القوم ما هو

والوحدة القومية ما هي ويحيى فيهم الاخرة الاسلامية التي قد ماتت بموت  
 القدماء من اهل الملة البيضاء ويضرب في قلوبهم منها شجرة طيبة اصلها  
 ثابت وفرعها في السماء ويؤلف بين اشقات الفرق الاسلامية التي يتباغضون  
 بينهم ويتنافرون ويتنازعون ويتخاصمون يعرض بعضهم عن بعض ويسب بعضهم  
 بعضا ثم لتوكيد هذا المقصد راى ان يدول بينهم جرنال مهذب للاخلاق  
 العادات محرج على المكارم والمعالى مرهق في بعض العلوم القديمة التي  
 لا طائل تحتها كاشف عن المعارف الجديدة مرغب فيها مشعر بان الاسلام  
 باصوله وفروعه لا ينافى اصول التمدن وفروعه ولا يمنع عن اتباع المصل  
 المتقدمة في العلوم والصناعات وسائر الحيل التي بلغوا بها غاية العن و  
 المنفعة والجاه وسبقوا كل امة من اصناف الامم الى اقصى مراتب الحكمة  
 والدولة والسلطان. وسمي هذا الجرنال بتهديب الاخلاق.

فلا زال يصدر في كل شهر مرة او مرتين الى نحو عشر سنة وكان من  
 احسن الجرائد وضعا وترتبا وبلغها نظاما وبياناً وأجر لها قدر او مكانا  
 في لسان اهل الهند.

لوسبقه جريدة ولا جرنال في هذا الشأن. فانتفع به المسلمون في  
 هذه الاقطار فوق ما يرجي ويتوقع ان يتفهمون حتى ان صلحت افكارهم و  
 تحولت اراءهم وتزلزل بنيان العصبيّة التي كانت تحول بينهم وبين الحق  
 المبين. غير ان المتفشين من علماء هم والمقلدين من سفاهة والمتعصبين  
 الخاضعين في البحر الحجي بعشاه موج من فرقه موج من فرقه سحاب لويتلقوا

بالقبول بل انکروا علیہ و کفرُوا من تصدقْ اى لا دارتہ ومن کان من اعوانہ  
وانصارہ ولكن لم یقدر وان یمنعوا غیرہم من اصحاب الراى اهل الذہنی  
عن موافقة الشیخ ومظاہرتہ فیما یرجم الی صلاح ما لہم وما لہم فیذلوا  
اموالہم لبناء المدرسۃ فوق ما یستطیعون .

وہنہا انہ بعد تاسیس بنیان المدرسۃ الکلیۃ لتعلیم المسلمین  
وتشید مبانیہا عقد مجلساً عمومياً باحثاً عن امر تعلیم المسلمین المتوطنین  
فی کل ناحیۃ من نواحی الہند وانہ کیف یمکن وصولہم الی الکمالات المطلوبة  
التي اقتضتها ضرورة الوقت ومع ذلك کیف یمکن لہم المحافظة علی بقایا السلف  
الصالح من علومہم القدیمۃ ولاسیما العلوم الدینیۃ التي تکاد تندرس رسوا  
وتحو آثارها من بلاد الہند والسبیل الی بقاء اللغتين السحابتین لہنہم  
وعلہم وحکمتہم وادبہم وتادیخہم وسیورہم فی اخلافہم واعتقادہم عن  
العربیۃ والفارسیۃ اللتین قد جاء بہما المسلمون الاولون من فاشی الہند  
واعوانہم وانصارہم وكانت کل واحدة منہما منذ قدیم المسلمین فی ہذہ  
الاقطار متداولۃ بینہم فکل ما کان من تعلیمہم وتعلیمہم ومکاتبتہم ومرسلاتہم  
وتصنیفہم وتالیفہم وانشائہم وانشادہم ولظہم ونثرہم انما کان یاجل  
ہذین اللسانین وكانوا یکرمن العربیۃ ویحبونہا ویبتکون بہا کما کانوا  
مستأنسین بالفارسیۃ راغبین فیہا مقبلین علیہا والایں کلاہما مشرفان  
علی الزوال قد اندخا عن مدرس الدولۃ ومکاتبتہا رأساً ولدیق فی بیوت المسلمین

منها الارمق - وما الحيلة في تعليم نساء المسلمين من وراء الستور وهن مقصورا  
 في البيوت مستورات عن المعلمين والنسوة اللائي يصلحن لتعليم النساء فلا يوجب  
 منهن في ارض الهند الا ما شاء الله - والمدارس التي تشكلت لتعليم نساء اهل  
 الهند من تلقاء الدولة او من قبل دعاة المسيحيين فلا يامنها احد من اشرف  
 المسلمين وايضا رأي الشيخ ان ينعقد ذلك المجلس على راس كل سنة في بلد  
 بلاد الهند وياتيه المسلمون حينئذ مبعوثين من كل ناحية ويعرض من يشاء  
 من اعضاء المجلس ما بد الله من رأي او فكر او حيلة او تدبير في امر التعليم  
 او في كل ما يتعلق به صلاح الله على من شهد منهم في ذلك المجلس فيمن شاء واقعه ومن شاء  
 لم يوافق فان توافقتم كلمتهم في امر او غلبت اراء الموافقين عزمو على  
 امضائه وصموا فيه والا فله ياخذ اياه وتركه كان لم يكن شيئا من كورا  
 واول فائدة يستفيد منها من ذلك المجلس انه يتسعم به دائرة الاتحاد  
 بين المسلمين يوما فيوما - فانهم يأتون في كل سنة مرة من اماكن بعيدة  
 وبلاد قاصية لاهم جامع فيه صلاح الدولة فيجتمعون بعد ما كانوا منتظرين  
 ويتعارفون بعد ما كانوا متناكرين ويقومون في مقام واحد الى نحو خمسة  
 ايام واكثر لئلا يمتكنوا من دوام المصاحبة والمحادثة ويتفقوا في الاكل والشرب  
 ويتسألون ويتشاورون ويتحدثون ويتفكرون ثم ما عدا تلك الفوائد  
 بخطب الخطباء من افاضل الناس يفيدون في خطباتهم ما يناسب ذلك  
 المشهد من افادات جليلة يهتز بها القلوب ويترج بها النفوس المعالجة  
 الكمال المطلوب

وصنما ان طائفة عظيمة من طوائف الهند الذين سبقوا سائر  
 ابناء الوطن فيما يقتضيه الاحوال الحاضرة من العلوم الجديدة والصناعة  
 والسياسة والتمدن وافقوا جميع الاقران والامثال في معرفة اللغة  
 الانكليزية وتقليد الاعمال الجليلة والمناصب الرفيعة من قبل الدول  
 بحيث لم يتركوا احدا من اهل الوطن موضعاً للتقرب الى دولة العهد حصول  
 العز والمكانة عند اركانها. شكّلوا مجلساً عمومياً سُمِّيَ **بنيشنل كنگريس**  
 ليطالبوا دولة العهد بما وعدت من انها لا تفريق بين احد من اهل الهند  
 واهل انكلترة بشرط استحقاقهم في سائر الحقوق والمرافق ولا يبرح بعضهم على  
 بعض في تقليد الاعمال الجليلة والمشاركة في وضع القوانين السياسية و  
 غير ذلك وادارت تلك الطائفة ان يشاركوهم في تلك المطالبات جميع  
 اهل الهند ليضطر الدول الى الاستماع ما يقولون واجابة ما يسألون فلما مضى  
 على تشكّل ذلك المجلس سنتان وجعلت طوائف اهل الهند يستحسنونه  
 ويميلون اليه ويرغبون فيه قليلاً قليلاً وياتيه الناس مبعوثين حين ينفتح  
 المجلس من كل ناحية حتى ان كثيراً من المسلمين اصبحوا على مشاركتهم في  
 هذا المجلس، فظن الشيخ بانه ان ظفرت تلك الطائفة بمرادهم لن ينال  
 المسلمين منهم الا شراً. فان الحقوق التي يدعون لسائر ابناء الوطن لا يمكن  
 ان يحصل لقوم الا وان يكونوا اغنياء اعزّة عند اركان الدول عارفين  
 باللغة الانكليزية والعلوم الجديدة معرفة تامة مطلعين على القوانين  
 السياسية تخبرين باصول الدول المتقدمة اللور وبأدوية ولا شك ان المسلمين



ليسوا من تلك المزاياف في شئ يعتد به فلا بد ان يستوعب الهنود جميع تلك  
الحقوق ويشتركوا في الحكومة والقدرة والاختيار ولم يبق للمسلمين خلاف  
في الغزاة والمنكحة والحجاء ويصبروا اذ لاء صاعرين خاضعين للهنود اكثر  
فما كانت الهنود لهم في سالف الزمان وينتهز الهنود فرصة لان يبدوا ما في  
انفسهم من الضغينة والبغضاء القديمة التي قد بدت من اقوامهم وما تخفى  
صدورهم الكبر فابتدوا الشجر عند ذلك الى تشكيل مجلس اخر على راعم مجلسهم  
لتنبيه المسلمين على ان تلك المطالبة انما هي نافعة للهنود خاصة لا  
للمسلمين وكرفهم القضية الى اركان الدولة واعلامهم باننا معشر المسلمين كافة  
لا نشادكم فيما يدعون وفيما يطالبون واننا برآء منهم وما يقولون - فانهم  
الامر الى ان جرمتم الدولة بان في اسعاف ما يقتربون تاملوا لقوم خاضعين  
على سائر الاقوام من اهل الهند - وانتبهت المسلمون بعد ما كانوا غافلين عن  
تبعات تلك المطالبة وعواقبها فاعتزلوا عنهم وتبرأوا عن مشاركتهم ولم  
يحم حولها بعد ذلك من المسلمين الا نفر قليل ليسوا في احد شئ منهم \*  
**وصمها** انه لما كان ممارسة العلوم الجديدة في الاكثر من نجات اللوهن في امر  
الذين ومظنة للاتحاد والتدهر لما يشي ويستمع من احوال رجال العلم في اوربا  
وكان الشيخ اول من حرص على الهند على تحصيلها ورغبهم فيها فخاف عليهم ان  
يحتنوا منه ما اجتنبت الملل المسيحية في اوربا ويتضرروا بالعلوم فوق ما كانوا  
يتضررون بالجهل \*

وكان قلبه مطمئنا على ان الاسلام الخالص عن الشوائب الصافي عن الكدابر

لا يناقضه شيء من العلوم اليقينية وانما يناقض ما اشتبه بالاسلام وليس من  
الاسلام في شيء، من آراء العلماء وقياسات الفقهاء وخرافات القدماء من الفلاسفة  
والحكماء والبدع والاهواء والاخبار الواهية المنقولة من كتب اليهود والسنن  
الرائعة الماخوفة من المحر من الهنود وغير ذلك مما اخذ بحذا فيرا الاسلام وصار منه  
بمنزلة الاخلاط من المزاج.

وكانت الفحول من علماء الاسلام في الهند كافة غافلين عما يقتضيه ضرورة الوقت  
فكما كانوا ينهون عن تعلم اللغة الانكليزية وتحصيل العلوم الحديثة كذلك كانوا  
يتناهون عن نصرة الاسلام بوجه يناسب اذواق المغتربين وينطبق على اصول  
مسلمة عند حكماء العصر كانوا لا يجوزون ان يسلكوا في المرافعة عن دينهم طريقا  
لم يسلكها الاولون بل كانوا لا يعرفون كيف السبيل الى الذب عن حوزة الاسلام  
في هذا الزمان، واين المقتضى من سخافات الحكمة الجديدة على الملل والاديان وفيهم  
الخلاص من شبهات الطبيعيين القائلين بامتناع الخلق في القوانين الطبيعية.

فلما استيأس الشيخ من علماء الملة ان يتعمدوا امر الدين ويحافظوا عليه  
ويدافعوا عنه تصدك بنفسه المنفردة لهذا الخطب الجسيم وشرع في تفسير القرآن الكريم  
على اصول متقن ينطبق على الحكمتين القديمة والحديثة ومع ذلك يشهد به العقل  
ولا يستنكره الشرع. وهو ان فعل الله وقوله تبارك وتعالى لا بد ان يكونا متوافقين  
متلائمين بحيث لا يتخلف احدهما عن الآخر لئلا يلزم نسبة الكذب الى حضرة  
تعالى عن ذلك علوا كبيرا، ولا شك ان ما كان وسيكون في عالمي الخلق والامرنا هو  
من فعله تعالى فلا يمكن ان يوجد في كلامه المبين شيء يخالف ما في عالم الخلق او في

عالم الامر من الاسماء والصفات والافعال والاثار والقوى والكيفيات والحوادث والوقائع  
 ولما كان اصل اصول الاسلام هو القرآن الكريم الذي صلب اليينا كما انزل الله  
 على سوله من غير تحريف ولا تحجيف ولا زيادة ولا نقصان ولم يكن الاحاديث والآثار  
 بهذه المشابة وكان في كتاب الله غنية لنا عن كل ما عداه كما قال عمر بن الخطاب  
 "حسبنا كتاب الله" اقتصر الشيخ على تفسير القرآن ورأى ان في المدافعة عن القرآن فائز عن  
 الدين كله ولندكر ههنا ان في جامع تفسيره الذي حل فيه بعض الفاظ القرآن الحكيم  
 على معان مجازية لم يجلها عامة علماء الاسلام على تلك المعاني قبل الشيخ قال الشيخ  
 في تفسير الآيات التي وقعت في اوائل سورة البقرة في بيان نعماء الجنة اما حقيقة  
 الجنة التي علمنا ربنا في كما قال عز اسمه في سورة البقرة "فلا تعلم نفس ما اخفي لهم  
 من قرة اعين جزاء" ما كانوا يعلمون - واما حقيقة التي اخبر بها الخبر الصادق عليه  
 الصلوة والسلام فهي كما اخرج الشيخان عن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول  
 الله صلى الله عليه وسلم "قال الله تعالى اعدت لعبادى الصالحين ما لا عين رأت  
 ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر" فلا يخفى انه لو كان حقيقة ما على ما روي  
 هي الرياض والنهار والفواكه والثمار والجوارى والخلان وقصور من لؤلؤ وذهب  
 وفضية والنهار من لبن وتمر وعسل لكان مخالفا لما نطق به القرآن وما صرح عن  
 النبي فان جميع تلك الاشياء ما تراه العيون وتسمعه الاذان ويخطر على قلب بشر  
 ولا يقال ان ما في الجنة من الرياض والنهار وغيرها في اعلى واشرف من امثالها في  
 هذه الدنيا غاية العلو الشرف فلا يلزم ان ترى بالعيون وتسمع بالاذنان كما ترى  
 تسمع امثالها في هذه الحبيبة الدنيا - لانها ان لم تكن ترى وتسمع فما منعها ان تخطر

على قلب بشر. فان تلك النعماء التي امثالها موجودة في هذه الحياة الدنيا. وان كانت  
اعلى واشرف من امثالها الخسيسة الدنيوية غاية العلو والشرف فلا بد ان يكون  
بينها وبين امثالها نوع من المماثلة والمشاركة والا فلا وجه لتسميتها بهذه الاسماء  
فان سلمنا انها لا ترى بالعين ولا تسمع بالاذن فلا نسلم انها لا تخطر على قلب بشر  
ايضا. وقد علمت ان حقيقة الجنة من مثاليها ان لا يخطر على قلب بشر. فعلم ان  
جميع تلك النعماء التي تنسب للجنة انما هي عبارات عن قرعة اعين تكون فيها وتشبها  
لها لتكون اوقع في قلب الانسان واقرب اليه منه الناقص وادراكه القاصر الحقيقية  
الجنة وما هيبتها.

ثم اعلم ان الانسان كما خلقه ربه محمول على انه لا يدرك ولا يتصور الا ما ابصر بالعين  
او مس باليد اذ اذق باللسان او شم بالأنف او احس بالقوة السامعة وقرع اعين  
تكون في الجنة لا ابصر مثلها الانسان بالعين قط ولا مس باليد ولا ذاق باللسان  
ولا شم بالأنف ولا احس بالقوة السامعة فالفطرة الانسانية تاتي ان يبلغ الانسان  
كنه تلك القزيرة وحقيقتها. ثم ما يخاطب به الانسان انما يخاطب بما هو جار على  
لسانه من الالفاظ والكلمات ولا يوجد في لغة من لغات الانسان لفظ يعبر عن  
لا يدرك بالحواس فلا يمكن ان يعبر عن ذلك المعنى بعينه وان كان للعبير هو الله فانقاد  
على الممكنات لا على المحالات. ثم كل لغة من لغات الانسان التي يخاطب بها بعضهم  
بعض لا يوجد فيها ايضا لفظ ولا كلمة يعبر بها عن كيفية هذه الحقائق الدنيوية  
كالخوض والجلادة والوجع والالم والكلفة والراحة وانما يعبر عن عنها بما هو اقرب  
او ينوع من التمثيل والتشبيه مع ان ذلك المرادف والتمثيل ايضا يحتاج الى التفسير

آخر هام آخرًا - فما ظنك بحقائق الجنة التي عبر عنها بقرة اعين كيف يمكن التعبير عنها بعينها وتصويرها في ذهن الانسان وان كان المعبر هو الله .  
 إلا انه لما كان الانسان مجبوراً على استكشاف ما في آيات الماص به من النعم وما في ارتكاب المنى عنه من الضر وكان لا يرغب في الطاعة الا بعد ما اطعم على نفعها ولا ينهي عن العصية الا بعد ما تبين مضارها وجب على كل نبي مرسل بل على كل محمّد يصلي بعض المفاسد العامة ان يبين ذلك النعم ويدل على تلك المضار ولو كان نوع من التمثيل والتشبيه .

ولما كان التعبير عن حقيقة تلك القرّة للاعين بعينها منعلاً او كذا لك عن حقيقة ما يقابلها من الآلام الروحانية احتاج الشارحون الى بيان حزاء الاعمال خيراً كان او شراً بكل راحة او كلفة لا يتصور راحة وكلفة فوقها في هذا العالم والمقصود من ذلك البيان انما هو تصوير تلك القرّة للاعين وما يقابلها من الآلام الروحانية بوجه من التشبيه ولو كان ناقصاً لاهضة الراحة او الكلفة بعينها .

ولذلك فقد ذكر في التوراة بيان تلك القرّة بكثرة الاولاد ونزول الامطار وسعة الرزق والغلبة على الاعداء وامثالها وبيان ما يقابلها من الآلام الروحانية بموت الاولاد والقحط والوباء والفرجة من الاعداء وما أشبه ذلك الا ان هذه الامثال وان كانت اوقم في قلوب بني اسرائيل وانفذ ولكنهما لم تكن جعيت تعتبرها سائر الآلام والمثل فجاء القرآن بامثال بدع منها في الانذار والتبشير اوقم في قلوب كافة الناس اوقم بحال كل فرد من افراد الناس شرفاً كان او غربتاً يادياً كان او حاضراً واعلماً كان او جاهلاً فان كل قوم سواء كانوا من البلاد الحارة او الباردة يحبون بيوتاً مرفهة ويساتين ناضرة ومياهاً جارية وفواكه طيبة يفرحون بها كل فرحة ويرغبون فيها كل رغبة ويشتهونها ويميلون اليها - وايضاً كان في المحرم والحلال على طلاقه لذة عجيبة تقضب اليها النفوس تهتز القلوب واعجب الحس والحال اذا كان في الانسان ولا سيما في الجوارى والعلمان - فالتعبير عن قرّة اعين تكون في الجنة بمثل هذه اللذات الفطرية - وما يقابلها من الآلام الروحانية بامثال النار والحديد الضريع والزقوم انما المقصود منه ان يحجز بوجود كل نعمة لا يتصور فوقها نعمة في الجنة ويادرك كل نقمة لا يتصور فوقها نقمة في جهنم والا فالراحة التي تكون في الجنة والكلفة التي تكون في جهنم بالحقيقة

تست . فلاما ناله بينهما وبين هذه الامثال التي نطق بها القرآن . بالخير



# اعلان

کیا جاتا ہے کہ جملہ حقوق تصنیف و تالیف کتاب خیر و غیرہ و نظم و نظم کلیات  
بحق حضرت مصنف محفوظ ہیں کوئی صاحب بلا اجازت جناب مصنف  
صاحب مدوح اس کے کل یا جزو چھاپنے کے مجاز نہیں اگرچہ پیسے  
تو نقصان اٹھائیں گے۔ یہ کتاب براہ راست مصنف سے فروخت  
کرنے پر دستیاب ہو سکتی ہے۔

المشہور

حافظ عبدالستار بیگ مالک تحفہ ہند پرپس کوچہ روح اللہ خاں

صوبہ دہلی





CALL No. { ۸۹۱۶۵۰۸ } ACC. NO. ۳۸۹۴

AUTHOR ۲۵ حالی، الطاف حسین

TITLE نظم و نشر فارسی و عربی

۴۸۹۴ ۸۹۱۶۵۰۸

نظم و نشر فارسی و عربی

DATE	NO.	DATE	NO.
DEC 5	130107		
	362		

ED AT THE TIME



## MAULANA AZAD LIBRARY

### ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

#### RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of **Re. 1-00** per volume per day shall be charged for text-books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over - due.

